

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## پندرہواں پارہ

### ۲۳۔ کتاب معاقب الانصار

## النصاریکے مناقب

### ۱۔ بابُ مَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ  
يَجِدُونَ مِنْ هَاجِرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي  
صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أَنْوَاهُ﴾ [الحشر: ۹]

**باب النصاری رضوان اللہ علیہم کی فضیلت کا بیان**

اللہ نے میں فرمایا جو لوگ پسلے ہی ایک گھر میں (یعنی مدینہ میں) جم گئے ایمان کو بھی جمادیا جو مسلمان ان کے پاس بھرت کر کے جاتے ہیں اس سے محبت کرتے ہیں اور مهاجرین کو (الل غیمت میں سے) جو ہاتھ آئے اس سے ان کا دل نہیں کڑھتا بلکہ اور خوش ہوتے ہیں۔

امجد اللہ آج ۶ ذی قعده ۱۴۳۹ھ کو مسجد الحدیث سورت اور مسجد الحدیث دریاء میں پارہ نمبر ۱۵ کی توبید کا کام شروع کر رہا ہوں اللہ پاک قلم کو لغرش سے بچائے اور فرم حدیث کے لئے دل و دماغ میں روشنی عطا فرمائے۔ مسجد اہل حدیث دریاء میں فن حدیث و تفسیر سے پیش رکتب کا بہترین ذخیرہ محفوظ ہے۔ اللہ پاک ان بزرگوں کو ثواب عظیم بخشنے جنوں نے اس پاکیزہ ذخیرہ کو بیسان جمع فرمایا۔ موجودہ اکابر جماعت دریاء کو بھی اللہ پاک جزاۓ خیر دے جو اس ذخیرہ کی حفاظت کماقہ فرماتے رہتے ہیں۔

لقط النصاری کی جمع ہے جس کے معنی مددگار کے ہیں، قبائل مدینہ اوس اور خوزن جب مسلمان ہوئے اور نصرت اسلام

کے لئے آخرت نبھائیں سے مد کیا تو اللہ پاک نے اپنے رسول پاک شریف کی زبان فیض ترجمان پر لفظ انصار سے ان کو موسم فرمایا۔ لفظ صاحب فرماتے ہیں ہواسم اسلامی سمی بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاموس والهزرج و حلقاء هم کما فی حدیث الس والاموس بنیسون الی اوس بن حارثۃ والهزرج بنیسون الی الحزرج بن حارثۃ و هما اینا قبیله و ابوهم هو حارثۃ بن عمرو بن عامر اللہ ی پجتمع الیه انساب الازاد (فتح الباری) یعنی انصار اسلامی نام ہے رسول اللہ شریف نے اوس اور خرزج اور ان کے حیلیف قبائل کا یہ نام رکھا جیسا کہ حدیث انس بن محبث میں مذکور ہے اوس قبیلہ اپنے دادا اوس بن حارث کی طرف منسوب ہے اور خرزج "خرزج بن حارث" کی طرف جو دونوں بھائی ایک عورت تیڈہ نامی کے بیٹے ہیں ان کے باپ کا نام حارث بن عمرو بن عامر ہے جس پر قبیلہ ازو کی جملہ شاخوں کے نسب نامے جا کر مل جاتے ہیں۔

(۲۷۷) ہم سے موکی بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے مددی بن میمون نے، کہا ہم سے غیلان بن جریر نے بیان کیا میں نے حضرت انس بن محبث سے پوچھا تھا لیے (النصار) اپنا نام آپ لوگوں نے خود رکھ لیا تھا یا آپ لوگوں کا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا؟ انہوں نے کہ نہیں بلکہ ہمارا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے، غیلان کی روایت ہے کہ ہم انس بن محبث کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ہم سے انصار کی فضیلیں اور غزوتوں میں ان کے جاہدان و اعاقات بیان کیا کرتے پھر میری طرف یا قبیلہ ازو کے ایک شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہتے، تمہاری قوم (النصار) نے فلاں دن فلاں دن فلاں کام انجام دیے۔ تفصیل میں شک راوی کی طرف سے ہے۔ ان دونوں میں سے غیلان نے کون سا جملہ کما تھا خود اپنا نام لیا تھا یا بطور کنایہ، قبیلہ ازو کے ایک شخص کا جملہ استعمال کیا تھا تو حقیقت دونوں سے مراد خود ان کی اپنی ذات ہے وہی قبیلہ ازو کے ایک فرد تھے۔

(۲۷۸) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسمه نے، ان سے بشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رحمیہ نے بیان کیا کہ بعاثت کی جنگ کو (جو اسلام سے پسلے اوس و خرزج میں ہوئی تھی) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول شریف کے مفاہ میں پسلے ہی مقدم کر رکھا تھا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو یہ قبائل آپس کی پھوٹ کا شکار تھے اور ان کے سردار کچھ قلق کئے جا چکے تھے، کچھ زخمی تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کو آپ سے پسلے اس لیے مقدم کیا تھا تاکہ وہ آپ کے تشریف لاتے ہی مسلمان ہو جائیں۔

۳۷۷۶ - حدثنا موسى بن إسماعيل بن حديثنا مهدي بن ميمون حدثنا غيلاان بن جريبر قال: قلت لأسن: أرأيت أنس الأنصاري كتن تسمون به، أم سماكم الله؟ قال: بل سمعانا الله. كذا ندخل على أنس فيحدثنا مناقب الأنصار ومشاهدهم، ويقبل على أوّل زجل من الأزاد فيقول: فعل قومك يوم كذا وكذا كذا وكذا). [طرفة في : ۳۸۴۴].

۳۷۷۷ - حدثنا عبيدة بن إسماعيل قال: حدثنا أبو أسامة عن هشام عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت: ((كان يوم بعاث يوماً قدماً الله رسوله ﷺ، فقدم رسول الله ﷺ وقد افترق ملؤهم، وقتلتهم سروا لهم وجرحوا. فقدماه الله رسوله في دخولهم في الإسلام)). [طرفة في : ۳۸۴۶، ۳۹۳۰].

**تشریح** | بعاث یا بعاث مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے وہاں انصار کے دو قبیلوں اوس اور خرزج میں بڑی سخت لڑائی

ہوئی تھی۔ اوس کے رئیس ضیرتؑ ایسید کے والد اور خزرج کے رئیس عمرو بن نعمن یا پائی تھے۔ یہ دونوں اس میں مارے گئے تھے۔ پہلے خزرج کو فتح ہوئی تھی پھر ضیرتؑ نے اوس والوں کو مغلبوط کیا تو اوس کی فتح ہوئی یہ حادثہ آنحضرت ﷺ کے واقعہ بھرت کے چار پانچ سال پہلے ہو چکا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری پر یہ قبائل مسلمان ہو گئے اور اخوتِ اسلامی سے پہلے تمام واقعات کو بھول کئے آہت کر کے (فَاضْهَنُمْ بِيَقْنُونِ إِغْوَاكُمْ) (آل عمران: ۱۰۳) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

(۳۷۷۸) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کما ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالطالب نے بیان کیا، انس بن مالک بن عثیمین سے شعبہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن جب آنحضرت ﷺ نے قریش کو (غزوہ حنین کی) غنیمت کا سارا مال دے دیا تو بعض نوجوان انصاریوں نے کہا (اللہ کی قسم) یہ تو عجیب بات ہے ابھی ہماری تکوازوں سے قریش کا خون نپک رہا ہے اور ہمارا حاصل کیا ہوا مال غنیمت صرف انہیں دیا جا رہا ہے۔ اس کی خبر جب آنحضرت ﷺ کو ملی تو آپؐ نے انصار کو بیلایا، انس بن عثیمین نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو خبر صحیح ملی ہے کیا وہ صحیح ہے؟ انصار لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے انہوں نے عرض کر دیا کہ آپؐ کو صحیح اطلاع ملی ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے خوش اور راضی نہیں ہو کہ جب سب لوگ غنیمت کا مال لے کر اپنے گھروں کو واپس ہوں گے تو تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لئے اپنے گھروں کو جاؤ گے؟ انصار جس نالے یا گھانی میں چلیں گے تو میں بھی اسی نالے یا گھانی میں چلوں گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ انصار نے مذہرتوں کی کچھ نوجوان کم عقل لوگوں نے الی باتیں کہہ دی ہیں۔ آپؐ کا ارشاد سن کر انصار نے بالاتفاق کہا کہ ہم اس فضیلت پر سب خوش ہیں۔ نالہ یا گھانی کا مطلب یہ کہ سفر اور حضرموت اور زندگی میں ہر حال میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کیا یہ شرف انصار کو کافی نہیں ہے؟

**باب نبی کرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ، اگر میں نے مکہ سے بھرت نہ کی ہوتی میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا،**  
یہ قول عبد اللہ بن زید بن کعب بن عاصم نے نبی کرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

(۳۷۷۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کما ہم سے غدر نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن زیاد نے بیان

عن أبي الشجاع قال : سمعت أنساً رضي الله عنه يقول : قاتلت الأنصار يوم فتح مكة - وأعطيت فريشا - : وَاللَّهِ إِنْ هَذَا لَهُؤُلُوْلُ الْعَجَبِ، إِنْ سَيِّوفُنَا لَقَطَطُرٌ مِّنْ دِمَاءِ فَرِيشِ، وَغَنَمًا مِّنْ تُرَدَ عَلَيْهِمْ. فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَعَا الأَنْصَارَ، قَالَ فَقَالَ : (مَا الَّذِي يَلْغَى عَنْكُمْ؟) - وَكَانُوا لَا يَكْذِبُونَ - فَقَالُوا : هُوَ الَّذِي يَلْكُفُ. قَالَ (أَوْ لَا تَرْضُونَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْفَنَانِ إِلَى بَيْوَتِهِمْ، وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى بَيْوَتِكُمْ؟ وَلَوْ سَلَكْتُ الأَنْصَارَ وَادِيَنَا أَوْ شَعْباً لَسْلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شَعْبَهُمْ). [راجع: ۳۱۴۶]

**۲- باب قول النبي ﷺ:** ((لَوْ لَا الْهُجْرَةُ لَكُنْتُ أَمْرًا مِّنَ الْأَنْصَارِ))  
قاله عبد الله بن زيد عن النبي صلى الله عليه وسلم.

(۳۷۷۹) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غَنْدُرٌ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا (یوں بیان کیا کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) انصار جس نالے یا بھائی میں چلیں تو میں بھی انسیں کے نالے میں چلوں گا اور اگر میں ہجرت نہ کرتا تو میں انصار کا ایک فرد ہونا پسند کرتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ علیہ وسلم نے کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ نے یہ کوئی بھی بات نہیں فرمائی آپ کو انصار نے اپنے یہاں ٹھہرا دیا اور آپ کی مدد کی تھی یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے ہم معنی) اور کوئی دوسرا فلمہ کہا۔

علوم ہوا کہ انصار کا درجہ بہت برا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گروہ میں ہونے کی تمنا غاہر فرمائی۔ انصار کی عند اللہ تعالیٰ قبولیت کا یہ کھلا ہوا ثبوت ہے کہ اسلام اور قرآن کے ساتھ ان کا نام قیامت تک خیر کے ساتھ زندہ ہے۔ آج بھی انصاری بھائی جمال بھی ہیں دینی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

### باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار اور مهاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنا

لشیح جب مهاجرین اپنے وطن مکہ کو چھوڑ کر مدینہ آئے تو بست پریشان ہوئے لگے۔ گھر بار اموال و اقارب کے چھوٹئے کاغم تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر ذیہ ذیہ سو انصار اور مهاجرین میں بھائی چارہ قائم کرایا جس کی وجہ سے مهاجری اور انصاری دونوں آپس میں ایک دوسرے کو سے بھائی سے زیادہ سمجھنے لگے یہی واقعہ موآخات ہے جس کی نظیر تاریخ اقوام میں ملنی حال ہے۔

(۸۰-۳۷) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ان کے والد نے کہ جب مهاجر لوگ مدینہ میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ربع کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا۔ سعد رضی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ دولت مند ہوں اس لئے آپ میرا آدھا مال لے لیں اور میری دو بیویاں ہیں، آپ انہیں دیکھ لیں جو آپ کو پسند ہو اس کے متعلق مجھے بتائیں میں اسے طلاق دے دوں گا، عدت گزرنے کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔ اس پر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ تمہارے اہل اور مال میں برکت عطا فرمائے تمہارا بازار کہ ہر ہے؟ چنانچہ میں نے بنی قیقانع کا بازار انہیں بتا دیا، جب وہاں

ابی هریثۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اُز فان اُبُو الْفَالِیم: ((لَوْ اَنَّ الْاَنْصَارَ سَلَكُوا وَادِنَا اُزْ شَبَّنَا لَسْلَكْنَا فِي وَادِيَ الْاَنْصَارِ، وَلَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ اُمِّرًا مِنَ الْاَنْصَارِ)). لَقَالَ اُبُو هریثۃ : مَا ظَلَمَ - بِأَبِی وَأَمِّي - آوَوْهُ وَنَصَرُوہُ. اُزْ سَكِّلَةُ اُخْرَی)). [طرفہ فی : ۷۳۴۴]۔

### ۳۔ بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ

قال: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: ((لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ آخَى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ. قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي أَكْثُرُ الْاَنْصَارَ مَالًا، فَافْسِمْ مَالِيَ بِصَنْفِيْنِ. وَلِيَ امْرًا تَانَ، فَانظُرْ أَغْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِيْ أَطْلَقَهَا، فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّهَا فَتَرَوْجِهَا. قَالَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، أَيْنَ سُوقُكُمْ؟ فَدَلَّوْهُ عَلَى سُوقِ بَنِي قَيْقَاعَ، فَمَا انْقَلَبَ

سے کچھ تجارت کر کے لوٹے تو ان کے ساتھ کچھ نیز اور کمی تھا پھر وہ اسی طرح روزانہ صبح سویرے بانڈار میں چلے جاتے اور تجارت کرتے آخر ایک دن خدمت نبوی میں آئے تو ان کے جسم پر (خوبی کی) زردی کا شان تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے شادی کر لی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ مرکتنا ادا کیا ہے؟ عرض کیا کہ سونے کی ایک گھنٹی یا (یہ کما کہ) ایک گھنٹی کے پانچ درم وزن برابر سوتا دا کیا ہے۔ یہ فک ابراہیم راوی کو ہوا۔

(۳۷۸۱) ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہ جب عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (مکہ سے بھرت کر کے مدینہ آئے تو) رسول کریم ﷺ نے ان کے اور سعد بن ریفع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ بہت دولت مند تھے انہوں نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا، انصار کو معلوم ہے کہ میں ان میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اس لیے میں اپنا آدھا آڑھا مال اپنے اور آپ کے درمیان بانٹ دینا چاہتا ہوں اور میرے گھر میں دو بیویاں ہیں جو آپ کو پسند ہو میں اسے طلاق دے دوں گا اس کی عدت گذر جانے پر آپ اس سے نکاح کر لیں۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تم سارے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے۔ (مجھ کو اپنا بازار دکھلا دو) پھر وہ بازار سے اس وقت تک واپس نہیں آئے جب تک کچھ کمی اور پنیر بطور نفع بچانیں لیا۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے تو جسم پر زردی کا شان تھا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بولے کہ میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے پوچھا مر کیا ہے؟ بولے ایک گھنٹی کے برابر سوتا یا (یہ کما کہ) سونے کی ایک گھنٹی دی ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اچھا باب ویہ کہ خواہ ایک بکری ہی سے ہو۔

إِلَّا وَمَقْهَةُ الْعَذَلَةِ مِنْ أَقْطَطَ وَسْنَنَ فَمُّ تَائِنَةُ  
الْفَدْوَنَ فَمُّ جَاءَ يَوْمًا وَبِهِ أَثْرُ صَفْرَةٍ، فَقَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَهِيمٌ؟))  
فَقَالَ: تَرَوْجَحْتَ. قَالَ: ((كَمْ سَفَتَ إِلَيْهَا)).  
فَقَالَ: نَوَّاهَ مِنْ ذَهَبٍ - أَوْ وَزْنَ نَوَّاهَ مِنْ  
ذَهَبٍ - شَكْ إِبْرَاهِيمَ)).

[راجح: ۲۰۴۸]

٣٧٨١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَدِيمٌ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنُ بْنُ عَوْفٍ وَآخَى رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ - وَكَانَ كَثِيرُ الْمَالِ - فَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ عَلِمْتَ الْأَنْصَارَ أَنِّي مِنْ أَكْثَرِهَا مَالًا، سَاقِسٌ مَالِيٌّ بَنِيَّ وَبَنِيَّ شَطْرَيْنِ، وَلِيَ امْرَأَتَانِ فَانظُرْ أَغْنَبَهُمَا إِلَيْكَ فَأَطْلَقْهَا حَتَّى إِذَا حَلَّتْ تَرَوْجَحَهَا. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: بَارِكِ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ، فَلَمْ يَرْجِعْ يَوْمَنِهِ حَتَّى أَفْضَلَ شَيْئًا مِنْ سَمْنٍ وَأَقْطَطَ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرَا حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَلَيْهِ وَضَرَّ مِنْ صَفْرَةٍ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ((مَهِيمٌ؟)) قَالَ: تَرَوْجَحْتَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: ((مَا سَفَتَ فِيهَا؟)) قَالَ: وَزْنَ نَوَّاهَ مِنْ ذَهَبٍ - أَوْ نَوَّاهَ مِنْ ذَهَبٍ - فَقَالَ: ((أَوْلَمْ وَلَوْ بِشَاهِ)).

[راجح: ۲۰۴۹]

**تَسْبِيحٌ** محدث مطلق حضرت امام بخاری نے اس حدیث کو بت سے مقلات پر نقل فرمایا کہ اس حدیث سے بہت سے مسائل کا اتحار جان فرمایا ہے جو آپ کے مجتہد مطلق ہونے کی بیان و ملک ہے۔ جو حضرات ایسے جلیل القدر امام کو محض تالیف کہہ کر آپ کی درایت کا انکار کرتے ہیں ان کو اپنی اس حرکت پر ناوم ہونا چاہیئے کہ وہ چنان پر تھوکنے کی کوشش کرتے ہیں مدد اہم اللہ الی صراط مسقیم۔ (آئین) یہاں حضرت امام کا مقصد اس حدیث کے لائے سے واقعہ مذاہلات کو بیان کرنا ہے کہ آخرت میں یہاں پر حضرت عباد الرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن رجع کو آئیں میں بھائی بھائی بادیا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۳۷۸۲) ہم سے ابو ہمام صلت بن محمد نے بیان کیا کہا کہ میں نے مخبرہ بن عبد الرحمن سے سنا کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا کہ ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انصار نے کمایا رسول اللہ ﷺ کبھر کے بناたں ہمارے اور مهاجرین کے درمیان تقسیم فرمادیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کروں گا اس پر انصار نے (مهاجرین سے) کہا پھر آپ ایسا کر لیں کہ کام ہماری طرف سے آپ انجام دیا کریں اور بکھروں میں آپ ہمارے ساتھی ہو جائیں، مهاجرین نے کہا ہم نے آپ لوگوں کی یہ بات سنی اور ہم ایسا ہی کریں گے۔

یعنی اس میں مضافہ نہیں باغ تمارے ہی رہیں ہم ان میں محنت کریں گے اس کی اجرت میں آدم حاصل لے لیں گے۔ آخرت میں یہاں نے انصار اور مهاجرین میں باخوبی کی تقسیم محفوظ نہیں فرمائی، کیونکہ آپ کو حقِ الہی سے معلوم ہو گیا تھا کہ آئندہ فتوحات بہ ہوں گی بہت سی جانیدادیں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں گی پھر انصار کو موروثی جانیداد کیوں تقسیم کرائی جائے۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

#### باب انصار سے محبت رکھنے کا بیان

(۳۷۸۳) ہم سے ماجن بن منہاں نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت براء بن عبید اللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے نبی کرم ﷺ سے نایا یوں بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا انصار سے صرف مومن ہی محبت رکھ کے گا اور ان سے صرف متفاہق ہی بعض رکھے گا۔ پس جو شخص ان سے محبت رکھے اس سے اللہ محبت رکھے گا اور جو ان سے بعض رکھے گا اس سے اللہ تعالیٰ بعض رکھے گا (معلوم ہوا کہ انصار کی محبت نہ نشان ایمان ہے اور ان سے دشمنی رکھنا بے ایمان لوگوں کا کام ہے)

(۳۷۸۴) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا ان سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن جبیر نے کہا اور ان سے

۳۷۸۲ - حَدَّثَنَا الصَّلَتُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو هُنَّاءَ قَالَ: سَمِعْتَ الْمُهَمَّةَ بْنَ عَنْدَ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا أَبُو الزَّنَادِ عَنِ الْأَغْرِجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((فَالْأَنْصَارُ أَقْسِمُ بَيْتَنَا وَبَيْتَهُمُ النُّخْلُ، قَالَ: لَا، قَالَ: تَكْفُونَا الْمَؤْوَنَةُ وَتَشْرِكُونَا فِي الشَّمْرِ، قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا)). ارجاع: [۲۲۲۵]

#### ۴ - بَابُ حُبُّ الْأَنْصَارِ

۳۷۸۳ - حَدَّثَنَا حَجَاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شَعْبَةَ قَالَ: أَخْرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابَتَ قَالَ: سَمِعْتَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمُ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُغْضِبُهُمُ إِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ أَحْبَهُمْ أَحْبَهُ اللَّهَ، وَمَنْ أَغْضَبَهُمْ أَغْضَبَ اللَّهَ)).

۳۷۸۴ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شَعْبَةَ عَنْ عَنْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَنْدِ اللَّهِ بْنِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم شہیل نے فرمایا  
ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے  
بغض رکھنا ہے۔

جیتوں عن آنس بن مالک رضی اللہ عنہ  
عن النبی ﷺ قال: ((آیة الإيمان حبُّ  
الأنصار، وآیة الفاقِ بغضُ الأنصار)).

[راجع: ۱۷]

انصار اسلام کے اوپرین مددگار ہیں اس لحاظ سے ان کا بڑا درجہ ہے پہل جو انصار سے محبت رکے گا اس نے اسلام کی محبت سے نور  
ایمان حاصل کر لیا اور جس نے ایسے بندگانِ الٰی سے بغض رکھا اس نے اسلام سے خصلت نفاق کی  
علامت بھی۔

**باب انصار سے نبی کرم شہیل کا یہ فرمانا کہ تم لوگ مجھے سب  
لوگوں سے زیادہ محبوب ہو**

(۳۷۸۵) ہم سے ابو مفرنے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے  
عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز نے بیان کیا اور ان سے  
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کرم  
شہیل نے (انصار کی) عورتوں اور بچوں کو میرے گمان کے مطابق کسی  
شوہی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اللہ  
(گواہ ہے) تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو، تمیں بار آپ نے ایسا  
ہی فرمایا۔

(۳۷۸۶) ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے  
بزرین اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے شام  
بن زید نے خردی، کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ  
سے سنا انہوں نے کہا کہ انصار کی ایک عورت نبی کرم شہیل کی  
خدمت میں حاضر ہوئیں، ان کے ساتھ ایک ان کا بچہ بھی تھا۔  
آنحضرت شہیل نے ان سے کلام کیا پھر فرمایا اس ذات کی قسم! جس  
کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو دو  
مرتبہ آپ نے یہ جملہ فرمایا۔

**۵ - باب قول النبی ﷺ للأنصار:  
أنتم أحب الناس إلى الله**

(۳۷۸۶) - حدثنا أبو مغفر حدثنا عبد  
الوارث حدثنا عبد العزير عن آنس رضي  
الله عنه قال: ((رأى النبي ﷺ النساء  
والصبيان مقبلين - قال: حسبت أنه قال  
من عزمن - فقام النبي ﷺ ممثلاً فقال:  
اللهم أنت من أحب الناس إليك. قال لها  
ثلاث مرات)). [طرفة في: ۵۱۸۰].

(۳۷۸۶) - حدثنا يعقوب بن إبراهيم بن  
كثير حدثنا بهز بن أسد حدثنا شعبة قال:  
آخر بيته هشام بن زبيدة قال: سمعت آنس  
بن مالك رضي الله عنه قال: جاءت  
امرأة من الأنصار إلى رسول الله  
ﷺ ومقتها صبي لها، فكلمها رسول الله  
ﷺ فقال: ((والذي نفسي بيده، إنكم  
أحب الناس إلى الله)).

[طرفة في: ۵۲۳۴، ۶۶۴۵].

امام نووی فرماتے ہیں، مذہب المراة اما محرم له کام سلیم و اختہا واما المراد بالخلوة انہا سالنہ سو اخلاقیا بحضورہ نام و لم  
تکن خلوة مطلقة و هي الخلوة المنہی عنہا (نووی) یہ آپ سے خلوت میں بات کرنے والی عورت ایسی تھی جس کے لئے

آپؐ عمر تھے جیسے ام سلم یا اسکی بنی اطلوت سے مراد ہے کہ اس نے لوگوں کی موجودگی میں آپؐ سے ایک بات نہیں آئی ہے کی اور جس ملتوں کی ممانعت ہے وہ مراد نہیں ہے۔ مسلم کی روایت میں لعلہ بہا کا لفظ ہے جس کی وجہ سے دعا خات کرنا ضروری ہے۔

### باب الانصار کے تابعدار لوگوں کی فضیلت کا بیان

### ۶- باب اتباع الانصار

اس سے ان کے حلیف اور لوگوں قلام ہالی موالی مراد ہیں۔

(۳۷۸۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مروے نے انہوں نے ابو حمزہ سے نا اور انہوں نے حضرت زید بن ارقم بن شٹو سے کہ الانصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہر نبی کے تابعدار لوگ ہوتے ہیں اور ہم نے آپؐ کی تابعداری کی ہے۔ آپؐ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ ہمارے تابعداروں کو بھی ہم میں شریک کر دے۔ تو آنحضرت ﷺ نے اس کی دعا فرمائی۔ پھر میں نے اس حدیث کا ذکر عبدالرحمن ابن ابی لیلی کے سامنے کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت زید بن ارقم بن شٹو نے بھی یہ حدیث بیان کی تھی۔

(۳۷۸۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا ہم سے عمرو بن مروے نے کہ میں نے الانصار کے ایک آدمی ابو حمزہ سے نا کہ الانصار نے عرض کیا ہر قوم کے تابعدار (ہالی موالی) ہوتے ہیں۔ ہم تو آپؐ کے تابعدار بنے آپؐ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تابعداروں کو بھی ہم میں شریک کر دے۔ پس نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! ان تابعداروں کو بھی انہیں میں سے کر دے۔ عمرو نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس حدیث کا تذکرہ عبدالرحمن بن ابی لیلی سے کیا تو انہوں نے (تعجب کے طور پر) کمازید نے ایسا کہا؟ شعبہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ زید، زید بن ارقم بن شٹو ہیں (نه اور کوئی زید جیسے زید بن ثابت بن شٹو وغیرہ جیسے ابن ابی لیلی نے مگن کیا)

حافظ نے کہا شعبہ کا مگن صحیح ہے ابو قیم نے متخرج میں اس کو علی بن جعد کے طریق سے زید بن ارقم سے یقینی طور پر نکلا ہے۔

### باب الانصار کے گھرانوں کی فضیلت کا بیان

(۳۷۸۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان

### ۷- باب فضلِ دور الانصار

۳۷۸۷ - حدثنا محمد بن بشير حدثنا  
عنذر حدثنا شعبة عن عمرو سمعت أبا  
حمسة عن زيد بن أرقم (قالت الانصار:  
يا رسول الله، لكل نبي أتباع، وإنما قد  
اتبعناك، فاذع الله أن يجعل أتباعنا مثلك.  
لقد رأيتم ذلك إلى ابن أبي ليلى،  
لقال: قد رأيتم ذلك زيد).  
[طرفة في : ۳۷۸۸]

۳۷۸۸ - حدثنا آدم حدثنا شعبة حدثنا  
عمرو بن مروة سمعت أبا حمسة رجلاً  
من الانصار : قالت الانصار: إن لكل  
قوم أتباعاً، وإنما قد أتبعناك، فاذع الله أن  
 يجعل أتباعنا مثلك. قال النبي صلى الله  
عليه وسلم : ((اللهم اجعل أتباعهم  
منهم)). قال عمرو: فذكرته لأن ابن أبي  
ليلى قال: قد رأيتم ذلك زيد. قال شعبة:  
أطئه زيد بن أرقم).

[راجح: ۳۷۸۷]

حافظ نے کہا شعبہ کا مگن صحیح ہے ابو قیم نے متخرج میں اس کو علی بن جعد کے طریق سے زید بن ارقم سے یقینی طور پر نکلا ہے۔

### ۷- باب فضلِ دور الانصار

۳۷۸۹ - حدثني محمد بن بشير حدثنا

کیا، کماہم سے شعبہ نے بیان کیا، کماکہ میں نے قادہ سے نا، ان سے حضرت انس بن مالک بن عثیمین نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو اسید بن عثیمین نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بنو نجgar کا گمراہانہ انصار میں سے سب سے بہتر گمراہانہ ہے، پھر بنو عبد الاشہل کا، پھر بنو المارث بن خزرج کا، پھر بنو ساعدہ بن کعب بن خزرج اکبر کا، جو اوس کا بھائی تھا، خزرج اکبر اور اوس دونوں حارث کے بیٹے تھے اور انصار کا ہر گمراہانہ عمدہ ہی ہے۔ سعد بن عبادہ بن عثیمین نے کماکہ میرا خیال ہے نبی کریم ﷺ نے انصار کے کئی قبیلوں کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ ان سے کسی نے کماکہ کو بھی توہن سے قبیلوں پر آنحضرت ﷺ نے فضیلت دی ہے اور عبد الصمد نے کماکہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے بیان کیا میں نے حضرت انس بن عثیمین سے نا اور ان سے ابو اسید بن عثیمین نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث بیان کی۔ اس روایت میں سعد کے باپ کا نام عبادہ مذکور ہے۔

بنو نے یہ کماکہ آنحضرت ﷺ نے اور وہ کو ہم پر فضیلت دی۔ جب سعد بن عبادہ نے یہ کماکہ ان کے بھتیجے سل نے ان سے کماکہ تم آنحضرت ﷺ پر اعتراض کرتے ہو، آپ خوب جانتے ہیں۔ (کہ کون کس سے افضل ہے) بنو نجgar قبیلہ خزرج سے ہیں۔ ان کے دادا تم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو خزرجی نے ایک آدمی پر حملہ کر کے اسے کاٹ دیا تھا۔ اس پر ان کا لقب نجgar ہو گیا۔ (فتح الباری) حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ بنو النجgar ہم اخوان جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان والدہ عبد المطلب میں وہیم و علیهم نزل لما قدم المدینۃ فلهم مزیدہ علی غیرہم و کان انس منهم فلله مزید عناية تحفظ فضائلہم (فتح الباری)، لعن بن نجgar نبی کریم ﷺ کے ماموں ہوتے ہیں اس لئے کہ عبد المطلب آپ کے دادا محترم کی والدہ بنو نجgar کی بیٹی تھیں اس لئے جناب رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو پہلے بنو نجgar کے مہمان ہوئے، اس لئے ان کے لئے مزید فضیلت ثابت ہوئی۔ حضرت انس بن عثیمین بھی اسی خاندان سے تھے۔ اسی لیے ان پر عنایات نبوی زیادہ تھیں۔

اس روایت میں یہاں کچھ اجمال ہے جسے مسلم کی روایت نے کھوکھ دیا ہے جو یہ ہے حدیثاً یعنی بن یعین التعمی ابا المغیرہ بن عبد الرحمن عن ابی الزناد قال شهدا ابی سلمۃ لسمع ابا اسید الانصاریے يشهد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال دور الانصار بنو النجgar ثم بنو عبد الاشہل ثم بنو الحارث بن خزرج ثم بنو ساعدة و فی دور الانصار خیر قال ابی سلمۃ قال ابو اسید انہم انا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت کاذب بالبدایت قومی بنی ساعدة و بلغ ذالک سعد بن عبادہ فوجد فی نفسه و قال خلفنا لکنا اخر الاربع اسر جوالی حماری اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فكلمه ابی اخی سهل فقال انذهب لفرد على رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم اولیس حسبک ان تكون رابع اربع فرجع وقال اللہ و رسوله اعلم و امر بحماره فحل عنه (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۵) خلاصہ یہ کہ جب حضرت سعد بن عبادہ نے یہ سنا کہ رسول کریم ﷺ نے ہمارے قبیلہ کاذب کچوتے درجے پر فرمایا ہے تو یہ غصہ ہو کر آپ کی خدمت شریف میں اپنے گھر ہے پر سوار ہو کر جانے لگے گمراہانہ انصار میں نے ان سے کماکہ آپ رسول کریم

تبلیغ کے فریان کی تردید کرنے جا رہے ہیں حالانکہ رسول کرم ﷺ بست نیادہ جانے والے ہیں۔ کیا آپ کے شرف کے لئے یہ کافی نہیں کہ رسول کرم ﷺ نے چوتھے درجہ پر بطور شرف آپ کے قیلے کا نام لے کر ذکر فرمایا۔ جب کہ بست سے اور قبائل انصار کے لئے آپ نے صرف اجمالاً ذکر خیر فرمادیا ہے یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہ نے اپنے خیال سے رجوع کیا اور کہنے لگے ہیں بے شک اللہ و رسول عی نیادہ جانتے ہیں، ”فَوَرَأَ أَنْسِي سَوَارِيَ سَعِيدَ زَيْنَ كُوَا تَارِكَ رَكْهَ دِيَا۔“

(۳۷۹۰) ۴۹۰ ہم سے سعد بن حفص ملی نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے بھی نے کہ ابو سلمہ نے بیان کیا کہ مجھے حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہوں نے بنی کرم مصلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ انصار میں سب سے بہتریا انصار کے گھرانوں میں سے سب سے بہتر، بنو نجgar، بنو عبد الاشہل، بنو حارث اور بنو ساعدہ کے گھرانے ہیں۔

الطلحیٰ حدثنا شیبان عن يحيى قال أبو سلمة أخبرنا أبو أستيد أنه سمع النبي ﷺ يقول: خير الأنصار - أو قال: ((خير ذور الأنصار - بنو النجار، وبنتو عبد الأشهل، وبنتو الحارث، وبنتو ساعدة)).

[راجح: ۳۷۸۹]

(۳۷۹۱) ۴۹۱ ہم سے خالد بن مقلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عمرو بن بخشش نے بیان کیا، ان سے عباس بن سمل نے اور ان سے ابو حمید ساعدی نے کہ بنی کرم ملکیت نے فرمایا انصار کا سب سے بہترین گھرانہ بنو نجgar کا گھرانہ ہے پھر عبد الاشہل کا پھر بنی حارث کا پھر بنی ساعدہ کا اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے۔ پھر ہماری ملاقات سعد بن عبادہ بنو بخشش سے ہوئی تو وہ ابو اسید بن بخشش سے کہنے لگے، ابو اسید تم کو معلوم نہیں آنحضرت ملکیت نے انصار کے بہترین گھرانوں کی تعریف کی اور ہمیں (بنو ساعدہ) کو سب سے اخیر میں رکھا آخر سعد بن عبادہ بنو بخشش آنحضرت ملکیت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ؟ انصار کے سب سے بہترین خاندانوں کا بیان ہوا اور ہم سب سے اخیر میں کر دیئے گئے آنحضرت ملکیت نے فرمایا کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا خاندان بھی بہترین خاندان ہے۔

الله ﷺ حدثنا خالد بن مقلد حدثنا سلیمان قال: حدثني عمرو بن يحيى عن عباس بن سليل عن أبي حميد عن النبي ﷺ فقال: ((إن حير ذور الأنصار ذار بني النجار، ثم عبد الأشهل، ثم ذار بني الحارث، ثم بني ساعدة، وفي كل ذور الأنصار حير)، فللحاجنا سعد بن عبادة، فقال أبو أستيد: ألم تر أن نبي الله ﷺ خير الأنصار فجعلنا أخيراً؟ فاذرك سعد النبي ﷺ فقال: ((يا رسول الله خير ذور الأنصار فجعلنا أخيراً، فقال: ((أولئك بحسبكم أن تكونوا من الخيار)).

[راجح: ۱۴۸۱]

آخر میں رہے تو کیا اور اول میں رہے تو کیا بہر حال تمہارا خاندان بھی بہترین خاندان ہے اس پر تم کو خوش ہونا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس بارے میں حضرت سعد بن عبادہ نے آنحضرت ملکیت سے عرض کرنا چاہا تھا مگر وہ اپنے بیٹھنے کے کنے پر رک گئے اور اپنے خیال سے رجوع کر لیا، یہاں آنحضرت ملکیت سے ملتا اور اس خیال کا ظاہر کرنا مذکور ہے ہر دو میں تطبیق یہ ہو سکتی ہے کہ اس وقت وہ اس خیال سے رک گئے ہوں گے۔ بعد میں جب ملاقات ہوئی ہو گی تو آپ سے دریافت کر لیا ہو گا۔

باب نبی کریم ﷺ کا انصار سے یہ فرمائا کہ تم "صبر سے کام لیتا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض پر ملاقات کرو۔" یہ قول حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

(۳۷۹۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے کہا کہ میں نے قادہ سے نا، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت اسید بن حیر رضی اللہ عنہم سے کہ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں شخص کی طرح مجھے بھی آپ حاکم ہنادیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے بعد (دنیاوی معاملات میں) تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اس لئے صبر سے کام لینا، یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملو۔

۸- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ لِلنَّاسِ:

((اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقُونِي عَلَى الْحَوْضِ)) قَالَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ

۳۷۹۲- حدثنا محمد بن بشار حدثنا غدر حدثنا شعبة قال: سمعت قتادة عن أنس بن مالك عن أسميد بن خثيم رضي الله عنهم: أن رجلاً من الأنصار قال: يا رسول الله، لا تستعملني كما استعملت فلاناً؟ قال: ((ستلقون على الحوض)).

[حرفہ فی : ۷۰۵۷]

حافظ نے کہا کہ یہ عرض کرنے والے خود اسید بن حیر تھے اور جن کو حکومت ملی تھی وہ عمرو بن العاص تھے۔

**شیخ** حافظ صاحب فرماتے ہیں وہ من روایة صحابی عن صحابی زاد مسلم وقد رواه يعني ابن سعید و هشام بن زید عن انس بدون ذکر اسید بن حیر لكن باختصار القصة التي ه هنا و ذكر كل منها قصة اخرى غير هذه فحدث يعني بن سعيد تقدم في الجزية و حديث هشام ياتي في المغازى و وقع لهذا الحديث قصة اخرى من وجه اخر فاخبر الشافعى من روایة محمد بن ابراهيم التميمي عن ابي اسید بن حیر طلب من النبي صلى الله عليه وسلم لا هل بین من الانصار فامر لك بیت يوصى من تمر و شطر من شعر فقال اسید يا رسول الله جزاک الله عنا خير الفقال و انت فجزاكم الله خيرا يا عشر الانصار و انكم لا عقة صبر و انكم ستلقون بعدى اثره الحديث (فتح البارى) یعنی یہ روایت صحابی (حضرت انس) کی صحابی (حضرت اسید) سے ہے اور مسلم نے زیادہ کیا کہ اس روایت کو یعنی بن سعید اور هشام بن زید نے انس سے روایت کیا ہے اس میں اسید کا ذکر نہیں ہے لیکن قصہ اختصار سے مذکور ہے اور ان دونوں نے اس کے سوا دوسرا قصہ ذکر کیا ہے۔ یعنی بن سعید والی حدیث باب الجزیة میں مذکور ہو چکی ہے اور هشام کی حدیث مغازی میں آئے گی اور اس حدیث سے متعلق دوسرے طریق سے ایک اور واقعہ ذکر ہوا ہے تھے امام شافعی نے محمد بن ابراہیم تھی کی روایت ابو اسید بن حیر سے نقل کیا ہے کہ ابو اسید نے دو گھنٹوں کے لیے انصار میں سے آنحضرت ﷺ سے امداد طلب کی۔ آنحضرت ﷺ نے ہر گھنٹا کے لئے ایک وہنچ کھوڑ اور کچھ جو بطور امداد یعنی کا حکم فرمایا۔ اس پر اسید نے آپ ﷺ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جزاک اللہ کہا۔ آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اے انصاریو! اللہ تم کو بھی جزاۓ خیر دے۔ میرے بعد تم لوگ تنخیاں چکھو گے اور دیکھو گے کہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی۔ پس اس وقت تم صبر سے کام لینا، یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوڑ پر آ کر ملاقات کرو۔

۳۷۹۳- حدثني محمد بن بشار حدثنا غدر حدثنا شعبة عن هشام قال: سمعت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ یقہنے سے نہ انہوں نے کما کہ نبی کریم ﷺ نے انصار سے فرمایا، میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو فوکیت دی جائے گی۔ پس تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے آملو اور میری تم سے ملاقات حضور پر ہو گی۔

(۳۷۹۳) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے میحی بن سعید نے، انہوں نے انس بن شہر سے نہ۔ جب وہ انس بن شہر کے ساتھ خلیفہ ولید بن عبد الملک کے یہاں جانے کے لئے نکلے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو بلا یا تاک بھر جن کا ملک بطور جاگیر انہیں عطا فرمادیں۔ انصار نے کما جب تک آپؐ ہمارے بھائی مساجرین کو بھی اسی جیسی جاگیر نہ عطا فرمائیں ہم اسے قبول نہیں کریں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دیکھو جب آج تم قبول نہیں کرتے ہو تو پھر میرے بعد بھی صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے آملو کیونکہ میرے بعد قریب ہی تمہاری حق تلقی ہونے والی ہے۔

لیکن دوسرے غیر متحق لوگ عدووں پر مقرر ہوں گے اور تم کو محروم کر دیا جائے گا، میں امیہ کے زمانے میں ایسا ہی ہوا اور رسول کریم ﷺ کی پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی، مگر انصار نے فی الواقع صبر سے کام لے کر وصیت نبوی پر پورا عمل کیا رضی اللہ عنہم و رضوانہ نہ۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت انس بن شہر کو عبد الملک بن مروان نے ستیا تھا اور وہ بصرہ سے دمشق جا کر ولید بن عبد الملک کے ہاں اپنی شکایات لے کر پہنچ گئے۔ آخر ولید بن عبد الملک (حاکم وقت) نے ان کا حق دلایا۔ (فتح الباری)

باب نبی کریم ﷺ کا دعا کرنا کا (اے اللہ! انصار اور

مساجرین پر اپنا کرم فرماء۔

(۳۷۹۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو ایاس نے بیان کیا ان سے حضرت انس بن مالک بن شہر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (خدق کھوتے وقت) فرمایا حقیقی زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے۔ پس اے اللہ! انصار اور مساجرین پر اپنا کرم فرماؤ اور قادہ سے روایت ہے ان سے حضرت انس بن شہر نے بیان کیا نبی کریم ﷺ سے اسی طرح، اور انہوں نے بیان کیا اس میں یوں ہے ”پس انصار کی مغفرت فرمادے۔“

أنس بن مالك رضي الله عنه يقول: قال النبي ﷺ للأنصار: ((إنكم ستلقون بعدي أثرة، فأصبروا حتى تلقوني، وموعدكم الحوض)). [راجع: ۳۱۴۶]

(۳۷۹۴) - حدثنا سفيان عن يحيى بن سعيد سمعَ أنس بن مالك رضي الله عنه حين خرج معه إلى أولياد قال: ((دعا النبي ﷺ الأنصار إلى أن يقطع لهم البحرتين، فقالوا: لا، إلا أن تقطع لإخواننا من المهاجرين مثلها)). قال: ((إما لا فاصبرونا حتى تلقوني، فإنه سيجيئكم بعدي أثرة)). [راجع: ۲۳۷۶]

لینی دوسرے غیر متحق لوگ عدووں پر مقرر ہوں گے اور تم کو محروم کر دیا جائے گا، میں امیہ کے زمانے میں ایسا ہی ہوا اور رسول کریم ﷺ کی پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی، مگر انصار نے فی الواقع صبر سے کام لے کر وصیت نبوی پر پورا عمل کیا رضی اللہ عنہم و رضوانہ نہ۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت انس بن شہر کو عبد الملک بن مروان نے ستیا تھا اور وہ بصرہ سے دمشق جا کر ولید بن عبد الملک کے ہاں اپنی شکایات لے کر پہنچ گئے۔ آخر ولید بن عبد الملک (حاکم وقت) نے ان کا حق دلایا۔ (فتح الباری)

۹ - باب دعاء النبي ﷺ: ((أصلح الأنصار والمهاجرة))

(۳۷۹۵) - حدثنا آدم ابن أبي إياس حدثنا شعبة حدثنا أبو إياس عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((لا عيش إلا عيش الآخرة، فاصلح الأنصار والمهاجرة)). [راجع: ۲۸۳۴] وعن قتادة عن أنس عن النبي ﷺ مثله. وقال: ((فاغفر لالأنصار)).

(۳۷۹۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک بن شہر سے نہیں سے نہیں، آپ نے فرمایا کہ انصار غزوہ خندق کے موقعہ پر (خندق کھودتے ہوئے) یہ شعر پڑھتے تھے ”ہم وہ ہیں جنہوں نے حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جہاد پر بیعت کی ہے۔ جب تک ہماری جان میں جان ہے“ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (جب یہ سناتے) اس کے جواب میں یوں فرمایا ”اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی حقیقی زندگی نہیں ہے، پس انصار اور مهاجرین پر اپنا فضل و کرم فرماء۔“

(۳۷۹۷) مجھ سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت سمل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا رہے تھے۔ اس وقت آپ نے یہ دعا فرمائی ”اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی حقیقی زندگی نہیں۔ پس انصار اور مهاجرین کی تو مغفرت فرماء۔“

یہ جنگ احزاب کا واقعہ ہے جس میں مسلمانوں نے کفار عرب کے لشکروں کی جو تعداد میں بہت تھے، اندر وون شر سے مدافعت کی تھی اور شر کی حفاظت کے لیے اطراف شر میں خندق کھو دی گئی تھی۔ اسی لئے اسے جنگ خندق بھی کہا گیا ہے۔ تفصیل بیان آگے آئے گا۔ اس میں انصار اور مهاجرین کی فضیلت ہے اور یہی ترجمۃ الباب ہے۔

باب اس آیت کی تفسیر میں ”اور اپنے نفوں پر وہ دوسروں کو مقدم رکھتے ہیں، اگرچہ خود وہ فاقہ ہی میں بتتا ہوں“

(۳۷۹۸) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن داؤد نے بیان کیا، ان سے فضیل بن عزوان نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ بن عبید اللہ نے کہ ایک صاحب (خود ابو ہریرہ بن عبید اللہ مراد ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھوکے حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں ازواج مطہرات کے یہاں بھیجا۔ (تاکہ ان کو کھانا کھلادیں) ازواج نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

۳۷۹۶- حدثنا آدم حدثنا شعبة عن حميد الطويل سمعت أنس بن مالك رضي الله عنه قال: كانت الأنصار يوم الخندق يقول:

نَحْنُ الَّذِينَ يَا بُغْوَا مُحَمَّداً  
عَلَى الْجِهَادِ مَا حَسِبْنَا أَبْدَا  
فَأَجَابُوهُمْ: اللَّهُمَّ لَا عَيشَ إِلَّا  
الآخِرَةُ، فَأَنْكِرُمُ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ).

[راجع: ۲۸۳۴]

۳۷۹۷- حدثني محمد بن عبيده الله  
حدثنا ابن أبي حازم عن أبيه عن سهل  
قال: (( جاءنا رسول الله ﷺ وَنَحْنُ نَحْفَرُ  
الْخَنْدَقَ وَنَقْلُ التُّرَابَ عَلَى أَكْنَادَنَا،  
فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (( اللَّهُمَّ لَا عَيشَ  
إِلَّا عَيشَ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلنَّمَاهِجِرِينَ  
وَالْأَنْصَارِ)).

۱۰- بَابُ «وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ  
وَلُوْ كَانَ بِهِمْ خَاصَّةٌ» [الحشر: ۹]  
۳۷۹۸- حدثنا مسدد حدثنا عبد الله  
بن داؤد عن فضيل بن عزوان عن أبي  
حازم عن أبي هريرة رضي الله عنه : أَنَّ  
رَجُلًا أتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،  
فَبَعْثَ إِلَيْ سَانِدَهُ، فَقَلَّنِ ما مَعَا إِلَّا  
الْمَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اس پر آخرت میں نے فرمایا ان کی کوں صفائی کرے گا؟ ایک انصاری صحابی بولے میں کروں گا۔ چنانچہ وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صہابہ کی خاطر قاض کر، بیوی نے کہا کہ گھر میں بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو کچھ بھی ہے اسے نکال دو اور چاغ جلا لو اور پچھے اگر کھانا مانگتے ہیں تو انہیں سلا دو۔ بیوی نے کھانا نکال دیا اور چاغ جلا دیا اور اپنے بچوں کو (بھوکا) سلا دیا۔ پھر وہ کھاتو یہ رہی تھیں جیسے چاغ درست کر رہی ہوں لیکن انہوں نے اسے بجا دیا۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی صہابی مسلمان پر ظاہر کرنے لگے کہ گویا وہ بھی ان کے ساتھ کھا رہے ہیں۔ لیکن ان دونوں نے اپنے بچوں سمیت رات (فاقتہ سے گزار دی، صبح کے وقت جب وہ صحابی آخرت میں کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا تم دونوں میاں بیوی کے نیک عمل پر رات کو اللہ تعالیٰ ہنس پڑایا (یہ فرمایا کہ اسے) پہنچ دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”اور وہ (انصار) ترجیح دیتے ہیں اپنے نقوں کے اوپر (دوسرے غریب صحابہ کو) اگرچہ وہ خود بھی فاقتہ ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بجل سے محفوظ رکھا گیا، سو ایسے ہی لوگ فلاج پانے والے ہیں۔“

مجموعی طور پر انصار کی فضیلت ثابت ہوئی۔ حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

**باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ**

”انصار کے نیک لوگوں کی نیکیوں کو قبول کرو اور ان کے غلط کاروں سے در گزر کرو“

(۳۷۹۹) مجھ سے ابو علی محمد بن میجھی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدان کے بھائی شاذان نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، ہمیں شعبہ بن جحاج نے خبر دی، ان سے هشام بن زید نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک بن عثیمین سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عباس علیہما السلام انصار کی ایک مجلس سے

وَسَلَّمَ: ((مَنْ يَضْمُمْ – أَوْ يَعْنِيْفُ – هَذَا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا. فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى اغْرِيْفَهُ فَقَالَ: أَكْرِيمٌ ضَيْفٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَالَتْ: مَا عِنْدَنَا إِلَّا فُوتٌ صَيْبَانِي. فَقَالَ: هَبَّيْنِي طَعَامَكِ، وَأَصْبِحِي سِرَاجَكِ، وَتَوْصِيْمِي صَيْبَانِكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً. فَهَبَّا طَعَامَهَا، وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا، وَتَوْصَمَتْ صَيْبَانِهَا، ثُمَّ قَامَتْ كَانَهَا تُصْلِبُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَانَهُ، فَجَعَلَاهُ يُرِيَّاهُ أَنَّهُمَا يَا كُلَّا، فَبَاتَ طَاوِيْنِ. فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ضَحِّكَ اللَّهُ الْلَّيْلَةَ – أَوْ عَجَبَ – مِنْ فَعَالِكُمَا. فَأَنْزَلَ اللَّهُ هُوَ يُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانُ بِهِمْ خَصَاْصَةً، وَمَنْ يُوقَ شَخْصَ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

[طرفة في : ۴۸۸۹]

**۱۱ - بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ**  
((أَقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاءُزُوا عَنْ مُسْتَنِهِمْ))

۳۷۹۹ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى أَبُو عليٍّ حَدَّثَنَا شَاذَانُ أَخُو عَنْدَنَانَ حَدَّثَنَا أَبِي أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّسَ بْنَ مَالِكَ يَقُولُ: مَرْأَةُ أَبُوبَكْرٍ وَالْعَبَاسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

گذرے۔ دیکھا کہ تمام اہل مجلس رو رہے ہیں۔ پوچھا آپ لوگ کیوں رو رہے ہیں؟ مجلس والوں نے کہا کہ ابھی ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس کو یاد کر رہے تھے جس میں ہم بیٹھا کرتے تھے (یہ آخرت شہادت کے مرض الوقات کا واقعہ ہے) اس کے بعد یہ آخرت شہادت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ بیان کیا کہ اس پر آخرت شہادت پر باہر تشریف لائے، سرمبارک پر کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپؐ منبر پر تشریف لائے اور اس کے بعد پھر بھی منبر پر آپؐ تشریف نہ لاسکے۔ آپؐ نے اللہ کی حمد و شکر کے بعد فرمایا میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم و جان چیز انہوں نے اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کی ہیں لیکن اس کا بدله جوانشیں ملنا چاہیے تھا، وہ ملنا بھی باقی ہے۔ اس لیے تم لوگ بھی ان کے نیک لوگوں کی نیکیوں کی قدر کرنا اور ان کے خطاکاروں سے درگذر کرتے رہنا۔

(۳۸۰۰) ہم سے احمد بن یعقوب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن غیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے عکردہ سے سنًا، کہا کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنًا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاہر تشریف لائے آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں شانوں پر چادر اوڑھے ہوئے تھے اور (سرمبارک پر) ایک سیاہ پٹی (بندھی ہوئی تھی) آپؐ منبر پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کے بعد فرمایا، اب بعد اے لوگو! دوسروں کی تو بہت کثرت ہو جائے گی لیکن انصار کم ہو جائیں گے اور وہ ایسے ہو جائیں گے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ پس تم میں سے جو شخص بھی کسی ایسے مکھ میں حاکم ہو جس کے ذریعہ کسی کو نقصان و نفع پہنچا سکتا ہو تو اسے انصار کے نیکوکاروں کی پذیرائی کرنی چاہیئے۔ اور ان کے خطاکاروں سے درگذر کرنا چاہیئے۔

(۳۸۰۱) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے قادہ سے سنًا اور

بس محلینِ من مجالس الأنصارِ وَهُمْ يَنْكُونُونَ، فَقَالَ: مَا يَنْكِيْنُوكُمْ؟ قَالُوا: ذَكْرُنَا مَحْجَلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ، قَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةً بُرُودَ، قَالَ فَصَبَعَدَ الْمُبَتَّرُ، وَلَمْ يَصْبَعَدْ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمَ، فَعَمِدَ اللَّهُ وَأَنْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَوْصِنُكُمْ بِالْأَنْصَارِ، فَإِنَّهُمْ كَرِشَىٰ وَعَيْتَىٰ، وَقَدْ قَصَرَا الْذِي عَلَيْهِمْ وَبَقَىٰ الَّذِي لَهُمْ، فَاقْبِلُوا مِنْ مُخْسِنِهِمْ، وَتَجَاهِلُوا عَنْ مُسْبِتِهِمْ)).

[طرفة في : ۳۸۰۱]

۳۸۰۰- حدثنا أحمد بن يعقوب حدثنا ابن الفسيل سمعت عكرمة يقول سمعت ابن عباس رضي الله عنهما يقول: ((خرج رسول الله ﷺ وعليه ملحفة متعطفا بها على منكبيه، وعليه عصابة دسماء، حتى جلس على المبر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: (أما بعد أيها الناس فإن الناس يكثرون وبقل الأنصار حتى يكونوا كالملح في الطعام، فمن ولئي منكم أهوا يتضرر أحدا أو يتغافل فلينقبل من محسنهم وينجاوز عن مسيئهم)). [راجع: ۹۲۷]

۳۸۰۱- حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الله بن شعبة قال: سمعت قتادة عن

انسوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا،  
انصار میرے جسم و جان ہیں۔ ایک دور آئے گا کہ دوسرے لوگ تو  
بہت ہو جائیں گے، لیکن انصار کم رہ جائیں گے۔ اس لئے ان کے نیکو  
کاروں کی پذیری ای کیا کرنا، اور خطکاروں سے درگذر کیا کرنا۔

أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي  
قال: ((الأنصار كُريشي وَعبيسي،  
وَالناس سِيكترون ويقلون، فاقلوا من  
مُحسِّنِهم وَتَجاوزوا عن مُسيِّنِهم)).

[راجع: ۳۷۹۹]

**لشیخ** یہاں تک حضرت امام نے انصار کے فضائل بیان فرمائے اور آیات و احادیث کی روشنی میں واضح کر کے بتایا کہ انصار کی محبت ہزو ایمان ہے۔ اسلام پر ان لوگوں کے بہت سے احشائیں ہیں۔ یہ وہ خوش نصیب مسلمان ہیں جن لوگوں نے رسول کرم ﷺ کی مدینہ میں میزبانی کا شرف حاصل کیا اور یہ وہ لوگ ہیں کہ انسوں نے آنحضرت ﷺ سے جو عمد و فائدہ حاصل ہے پورا کر دکھایا۔ پس ان کے لئے دعاۓ خیر کرنا قیامت تک ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ جو لوگ انصاری کہلاتے ہیں جو عام طور پر کپڑا بننے کا بیترن کاروبار کرتے ہیں، جمال تک ان کے نسب ہموف کا تعلق ہے، یہ فی الحیقۃ انصار نبویہ عی کے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں، الحمد للہ آج بھی یہ حضرات نصرت اسلام میں بہت آگے نظر آتے ہیں کثر اللہ سوادہم آمین۔ اب آگے ان کے بعض افراد خصوصی کے مناقب شروع ہوتے ہیں۔

## ۱۲۔ بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

### باب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

آپ ابوالتمان بن امری القیس بن عبد الاشہل ہیں اور قبلہ اوس کے آپ بڑے سردار ہیں جیسے کہ حضرت سعد بن عبادہ خورج کے بڑے ہیں۔

(۳۸۰۲) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا مجھ سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے نا انسوں نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ کے پاس ہوئے میں ایک ریشمی حلہ آیا تو محلہ اسے چھوئے لگے اور اس کی نری اور زراکت پر توجہ کرنے لگے۔ آپ نے اس پر فرمایا تمہیں اس کی نری پر توجہ ہے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رووال (ختت میں) اس سے کہیں بہتر ہیں یا (آپ نے فرمایا کہ) اس سے کہیں زیادہ نرم و نازک ہیں۔ اس حدیث کی روایت قادة اور زہری نے بھی کہی ہے، انسوں نے انس رضی اللہ عنہ سے انسوں نے نبی کرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

(۳۸۰۳) مجھ سے محمد بن شنی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ کے داماد فضل بن مسادر نے بیان کیا، کہا ہم سے اعشش نے، ان سے ابو

۳۸۰۲ - حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((أَهْدَيْتَ لِلَّهِ خَلْتَ حَرِيرًا، فَجَعَلَ أَصْحَابَهُ يَمْسُوْنَهَا وَيَغْجِبُونَ مِنْ لَيْسَهَا، فَقَالَ: (أَتَغْجِبُونَ مِنْ لَيْسَ هَذِهِ؟ لِمَنَادِيلُ سَعْدَ بْنَ مَعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا، أَوْ أَلَيْنِ)). رَوَاهُ قَنَادَةُ وَالزُّهْرِيُّ سَمِعَا أَنْسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۳۲۴۹]

۳۸۰۳ - حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَّشِّي حَدَّثَنَا فَضْلٌ مِنْ مَسَاوِرِ حَتَّنَ أَبِي غَوَانَةَ

سفیان نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ بن عثیمین کی موت پر عرش ہل کیا اور اعشش سے روایت ہے، ان سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبد اللہ نے نبی کرم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا۔ ایک صاحب نے جابر بن عبد اللہ سے کہا کہ براء بن عبد اللہ تو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ چار پائی جس پر معاذ بن عثیمین کی نقش رکھی ہوئی تھی، ہل گئی تھی۔ حضرت جابر بن عبد اللہ نے کماں دونوں قبیلوں (اوں و خزر) کے درمیان (زمانہ جاہلیت میں) دشنی تھی۔ میں نے خود نبی کرم ﷺ کو یہ فرماتے سنائے کہ سعد بن معاذ بن عثیمین کی موت پر عرشِ رحمان ہل گیا تھا۔

روایت میں اس عداوت اور دشنی کی طرف اشارہ ہے جو انصار کے دو قبیلوں، اوں و خزر کے درمیان زمانہ جاہلیت میں تھی لیکن اسلام کے بعد اس کے اثرات کچھ بھی باقی نہ رہ گئے تھے۔ حضرت سعد بن عثیمین قبیلہ اوس کے سردار تھے اور حضرت براء کا تعلق خزر سے تھا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کا مقصد یہ ہے کہ اس پر اُنی دشنی کی وجہ سے انہوں نے پوری طرح حدیث نہیں بیان کی۔ بہر حال عرشِ رحمان اور سریرِ ہر دو کے ملنے کے بارے میں حدیث آئی ہیں اور دونوں صورتوں کی حدیثیں نے یہ شریعت کی ہے کہ اس میں حضرت سعد بن معاذ بن عثیمین کی موت کو ایک حادثہ عظیم بتایا گیا ہے آپ کے مرتبہ کو گھٹانا کی کہ بھی سامنے نہیں ہے۔

۴- ۳۸۰۲- حدثنا محمد بن عرنفة حدثنا شعبة عن سعد بن إبراهيم عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه : أن أناسا نزلوا على حكم سعد بن معاذ ، فازسل إليه فجاء على حمار ، فلما بلغ فربها من المسجد قال النبي صلى الله عليه وسلم : ((فَوْمَا إِلَى حُكْمِكُمْ - أَوْ سَيْدُكُمْ - فَقَالَ : يَا سَعْدُ ، إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكُمْ ) ) قال : فلاني أحكم فيهم أن تقتل مقاتلتهم ، وتُستنى ذراريهم . قال : ((حَكْمُتْ بِحُكْمِ اللَّهِ ، أَوْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ ) ) .

حدثنا أبو عوانة عن الأغمس عن أبي سفيان عن جابر رضي الله عنه سمعت النبي ﷺ يقول : ((افتز العرش لموت سعد بن معاذ)) وعن الأغمس حدثنا أبو صالح عن جابر عن النبي ﷺ مثله فقال رجل لجابر : فإن البراء يقول افتز السرير فقال : إنه كان بين هذين الحسين ضيقاً، سمعت النبي ﷺ يقول : ((افتز عرش الرحمن لموت سعد بن معاذ)).

کیا یا آپ نے یہ فرمایا کہ فرشتے کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

[راجع: ۴۰۴۳] اس سے حضرت سعد بن معاذ بن عیاثہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔ ان کا تعلق النصاری سے تھا، بڑے دانشمند تھے، یہود بخ و قریظہ نے ان کو ٹالث تسلیم کیا مگر کیا طمیتان نہ دلایا کہ وہ اپنی جنگ جو فطرت کو بدل کر امن پسندی اختیار کریں گے اور فساد اور سازش کے قریب نہ جائیں گے اور بغاوت سے باز رہیں گے، مسلمانوں کے ساتھ غداری نہیں کریں گے۔ ان حالات کا جائزہ لے کر حضرت سعد بن معاذ بن عیاثہ نے وہی فیصلہ دیا جو قیام امن کے لئے مناسب حال تھا، آنحضرت ﷺ نے بھی ان کے فیصلے کی تحسین فرمائی۔

### باب اسید بن حضیر اور عباد بن بشر عین الشفیع

#### کی فضیلت کا بیان

اسید بن حضیر بن ساک بن عیک اشلی خزری ہیں جو جنگ احمد میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے ۲۰ھ میں ان لشیخ کا انتقال ہوا۔

(۳۸۰۵) ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے جان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، انہیں قادہ نے خبر دی اور انہیں حضرت انس بن عیاثہ نے کہ نبی کرم ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر دو صحابی ایک تاریک رات میں (اپنے گھر کی طرف) جانے لگے تو ایک غیبی نور ان کے آگے آگے چل رہا تھا، پھر جب وہ جدا ہوئے تو ان کے ساتھ ساتھ وہ نور بھی الگ الگ ہو گیا اور معمراً ثابت سے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن عیاثہ نے کہ اسید بن حضیر بن عیاثہ اور ایک دوسرے النصاری صحابی (کے ساتھ یہ کرامت پیش آئی تھی) اور حماد نے بیان کیا، انہیں ثابت نے خبر دی اور انہیں حضرت انس بن عیاثہ نے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر عین الشفیع کے ساتھ یہ کرامت پیش آئی تھی۔ یہ نبی کریم ﷺ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

### باب معاذ بن جبل بن عیاثہ

#### کے فضائل کا بیان

یہ ان ستر بزرگوں میں سے ہیں جو بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے۔ عمد نبوی میں عبد اللہ بن عمرو بن عیاثہ سے ان کا بھائی چارہ قائم کیا گیا تھا۔

(۳۸۰۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمرو

۳۸۰۵ - حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَبَّانَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ أَخْبَرَنَا قَاتِدَةً عَنْ أَنَّسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ رَجُلَيْنِ خَرَجَا مِنْ عَنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلَمَةً، وَإِذَا نُورَ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا حَتَّى تَفَرَّقَا فَفَرَّقَ الدُّرُّ مَعْهُمَا)). وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَّسٍ ((أَنَّ أَسِيدَ بْنَ حَضِيرٍ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ)). وَقَالَ حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٍ عَنْ أَنَّسٍ: ((كَانَ أَسِيدُ بْنُ حَضِيرٍ وَعَبَادُ بْنُ بِشْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ)).

[راجع: ۴۶۵]

### باب مناقب معاذ بن جبل

#### رضی اللہ عنہ

۳۸۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنَّدَرٌ حَدَّثَنَا شَعْبَةً عَنْ عَمْرِو بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو

رضي الله عنہما سمعتُ النبیٰ ﷺ یقُولُ  
سَأَأْپُّ نَفْرِيَا قُرْآنَ چارَ (حضرات صحابہ) عبد اللہ بن مسعود، ابو  
حذیفہ کے غلام سالم اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل یعنی اللہ سے  
سیکھو۔

((استَقْرَنَا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ أَنْبَىٰ  
مَسْغُودٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ، وَأَبْنَىٰ  
بْنَ كَعْبٍ، وَمَعَاذَ بْنَ جَبَلٍ)).

[راجع: ۳۷۵۸]

آنحضرت شیخ زید کے عمد مبارک میں یہ حضرات قرآن مجید کے ماہرین خصوصی شمار کئے جاتے تھے۔ اس لئے آنحضرت شیخ زید نے ان کو اسائزہ قرآن مجید کی حیثیت سے نامزد فرمایا۔ یہ جتنا برا شرف ہے اسے اہل ایمان ہی جان سکتے ہیں۔

### باب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

#### کی فضیلت کا بیان

حضرت عائشہ رضی الله عنہما من المقالۃ فاشارت عائشہ الى ان سعداً كان قبل  
عیادة اور اسید بن حضیر عیاش کے درمیان ایک باہمی مقالہ سے متعلق ہے جس میں حضرت عائشہ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ اس قول یعنی  
حدیث افک سے پہلے یہ صلح آدمی تھا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بعد میں وہ اس صفت سے محروم ہو گئے۔

(۳۸۰۷) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے  
عبدالحمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہ ہم  
سے قیادہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک  
رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم شیخ زید نے  
فرمایا، انصار کا بترین گھرانہ بنو نجاح کا گھرانہ ہے، پھر بنو عبد الاشہل کا۔  
پھر بنو عبد الحارث کا، پھر بنو ساعدہ کا اور خیر انصار کے تمام گھرانوں میں  
ہے، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور وہ اسلام قبول کرنے میں  
بڑی قدامت رکھتے تھے کہ میرا خیال ہے، آنحضرت شیخ زید نے ہم پر  
دوسروں کو فضیلت دے دی ہے۔ انھے کہا گیا کہ آنحضرت شیخ زید  
نے تم کو بھی توبت سے لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ (اعتراض کی کیا کیا  
بات ہے)

#### ۱۵ - بَابُ مَنْقَبَةِ سَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ

#### رضی الله عنہ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: ((وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا  
صَالِحًا)) ذکر عائشہ فیه مادرین سعد بن عبادہ و اسید بن حضیر رضی الله عنہما من المقالۃ فاشارت عائشہ الى ان سعداً كان قبل  
صلحاً تلک المقالۃ رجلاً صالحًا و لا يلزم منه ان يكون خرج من هذه الصفة (فتح) یعنی حضرت عائشہ یعنی عیاش کا یہ ذکر حضرت سعد بن  
عیادة اور اسید بن حضیر عیاش کے درمیان ایک باہمی مقالہ سے متعلق ہے جس میں حضرت عائشہ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ اس قول یعنی  
حدیث افک سے پہلے یہ صلح آدمی تھا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بعد میں وہ اس صفت سے محروم ہو گئے۔

۳۸۰۷ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ  
الصَّمِيدِ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ حَدَّثَنَا قَنَادَةُ قَالَ:  
سَمِعْتُ أَنَسَّ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
أَبُو أَسِيدٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خَيْرُ دُورِ  
الْأَنْصَارِ بَنِي النَّجَارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ،  
ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ النَّخْرَجَ، ثُمَّ بَنُو  
سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُورٍ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ)).  
فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ وَكَانَ ذَا قَدْمٍ فِي  
الإِسْلَامِ -: أَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ فَضَلَّ  
عَلَيْنَا. فَقَيْلَ لَهُ : قَدْ فَضَلْتُمْ عَلَى نَاسٍ  
كَثِيرٍ. [راجع: ۳۷۸۹]

الثالث ترجمہ: بڑے افسوس کے ساتھ قارئین کرام کی اطلاع کے لئے لکھ رہا ہوں کہ موجودہ تاجم بخاری شریف میں بہت زیادہ لا

پروای سے کام لیا جا رہا ہے جو بخاری شریف جیسی اہم کتاب کا ترجمہ کرنے والے کے منابع نہیں ہے، یہاں حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں فقیل له قد فضلکم علی ناس کثیر ان کا ترجمہ کتاب تفہیم البخاری دیوبندی میں یوں کیا گیا ہے ”آپ سے کہا گیا کہ آخرت میں ہے آپ پر بہت سے قبائل کو فضیلت دی ہے“ خود علمائے اکرام ہی غور فرمائیں گے کہ یہ ترجمہ کمال تک صحیح ہے“

### باب الی بن کعب بن شوہر

#### کے فضائل کا بیان

### ۱۶۔ بَابُ مَنَاقِبِ أُبَيِّ بْنِ كَفْبِ

رضی اللہ عنہ

یہ انصاری خزری ہیں جو بیعت عقبہ میں شریک اور بدر میں بھی تھے، ۳۰ھ میں ان کا وصال ہوا تھا۔

(۳۸۰۸) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کما ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مروہ نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مجلس میں حضرت عبد اللہ بن مسعود بن عبد اللہ بن عاصی کا ذکر کاڑ کر آیا تو انہوں نے کہا کہ اس وقت سے ان کی محبت میرے دل میں بہت بیٹھ گئی جب سے میں نے رسول کشم شیخیل کو یہ فرماتے تھے کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو۔ عبد اللہ بن مسعود بن عاصی سے آنحضرت شیخیل نے انہیں کے نام سے ابتداء کی، اور ابو حذیفہ بن عاصی کے غلام سالم سے، معاذ بن جبل بن عاصی سے اور ابی بن کعب بن عاصی سے۔

(۳۸۰۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کما ہم سے غندر نے بیان کیا، کما کہ میں نے شعبہ سے سنا، انہوں نے قادہ سے سنا اور ان سے حضرت انس بن مالک بن عاصی نے بیان کیا کہ نبی کشم شیخیل نے حضرت ابی بن کعب بن عاصی سے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سورہ ”لَمْ يَكُنُ الَّذِينَ كَفَرُوا“ سناؤں، حضرت ابی بن کعب بن عاصی بولے کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آنحضرت شیخیل نے فرمایا کہ ہاں، اس پر حضرت ابی بن کعب بن عاصی فرط سرت سے رونے لگے۔

### باب حضرت زید بن ثابت بن شوہر کے فضائل کا بیان

۳۸۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ عَمْرُو بْنِ مَرْءَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقِ قَالَ ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرُو فَقَالَ: ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَرَأَيْتُ أَحَدًا سَمِعَتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةِ، مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ - فَبَدَا بِهِ - وَسَالِمَ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ، وَمَعَاذَ بْنِ جَبَلَ، وَأُبَيِّ بْنِ كَفْبِ)). [راجع: ۳۷۵۸]

۳۸۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنَّدَرَ قَالَ: سَمِعْتُ شَعْبَةَ سَمِعْتُ قَاتَادَةَ عَنْ أَنَسَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي: ((إِنَّ اللَّهَ أَمْرَنِي أَنْ أَفُرِأَ عَلَيْكَ: ۚ لَمْ يَكُنْ الَّذِينَ كَفَرُوا هُنَّا)) قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: نَعَمْ. فَبَكَى).

[اطرافہ فی: ۴۹۵۹، ۴۹۷۰، ۴۹۶۱۔]

### ۱۷۔ بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

مشور کاتب وہی ہیں۔ ان کا انتقال ۳۸۵ھ میں ہوا۔

۳۸۱۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ قَاتَادَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ

(۳۸۱۰) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کما ہم سے بیکھی نے بیان کیا، کما ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کشم شیخیل کے زمانے میں چار

آدی جن سب کا تعلق قبیلہ النصاری سے تھا قرآن مجید جمع کرنے والے تھے، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، ابو زید اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم میں نے پوچھا، ابو زید کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ میرے ایک بچا ہیں۔

رسول اللہ ﷺ أربعة كلهم من الأنصار:  
أبي ومعاذ بن جبل وأبو زيد وزيد بن ثابت. قلت لآنس: من أبو زيد؟ قال: أحد عمومي).

[اطرافہ فی : ۳۹۹۶، ۵۰۰۳، ۵۰۰۴]

حضرت زید بن ثابت کاتب وحی سے مشور ہیں اور بڑا شرف ہے جو آپ کو حاصل ہے۔

## باب حضرت ابو طلحہ بن العشوی کے فضائل کا بیان

حضرت ابو طلحہ زید بن سلیمان بن اسود النصاری خرزی ہیں ام انس بن عشوی کے خالوں ہیں۔ غالباً ۲۳۱ھ میں ان کا انقال ہوا۔

(۳۸۱۱) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن سہیب نے بیان کیا اور ان سے انس بن عشوی نے بیان کیا کہ احمد کی لڑائی کے موقع پر جب صحابہ نبی کریم ﷺ کے قریب سے ادھراً درھم لے لگے تو ابو طلحہ بن عشوی اس وقت اپنی ایک ڈھال سے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے حضرت ابو طلحہ بڑے تیر انداز تھے اور خوب کھینچ گر تیر پلاٹا کرتے تھے۔ چنانچہ اس دن دو یا تین کمائیں انہوں نے توڑ دی تھیں۔ اس وقت اگر کوئی مسلمان ترش لئے ہوئے گزرتا تو آنحضرت ﷺ فرماتے کہ اس کے تیر ابو طلحہ کو دے دو۔ آنحضرت ﷺ حالات معلوم کرنے کے لئے اچک کر دیکھنے لگتے تو ابو طلحہ بن عشوی عرض کرتے یا نبی اللہ! آپ پر میرے مال اور پلپ قریان ہوں۔ اچک کر ملاحظہ نہ فرمائیں، کیسی کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے۔ میرا سینہ آنحضرت ﷺ کے سینے کی ڈھال بنا رہا اور میں نے عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم اور امام سعیم (ابو طلحہ کی بیوی) کو دیکھا کہ اپنا ازار اٹھائے ہوئے (غازیوں کی مدد میں) بڑی تیزی کے ساتھ مشغول تھیں (اس خدمت میں ان کو اشماک واستغراق کی وجہ سے کپڑوں تک کا ہوش نہ تھا) میں ان کی پنڈیوں کے زیور دیکھ سکتا تھا۔ انتہائی جلدی کے ساتھ مشکلیزے اپنی پنڈیوں پر لئے جاتی تھیں اور مسلمانوں کو پلا کرو اپس آتی تھیں اور پھر انہیں بھر کر لے جاتیں

٣٨١١ - حدثنا أبو معمر حدثنا عبد الأوارث حدثنا عبد العزيز عن آنس رضي الله عنه قال: (لما كان يوم أحد انهزم الناس عن النبي ﷺ، وأبو طلحة بين يدي النبي ﷺ مجبوب به عليه بمحنة له، وكان أبو طلحة رجلاً راماً القد يكسير يومئذ قوسين أو ثلاثة، ويكان الموجل يمر معه الجمعة من النبي ﷺ فيقول: انشرها لأبي طلحة، فأشرف النبي ﷺ بنظره إلى القوم، فيقول أبو طلحة: يا نبى الله، يا نبى أنت وأنت، لا تشرف بصيتك سهام من سهام القوم، نحرى دون نحرك. ولقد رأيت عائشة بنت أبي بكر و أم سليم وإنهما لم يشرقا نارى خدم سوقهما تفزان القرب على متنهما، تفرغانه في أقواء القوم، ثم ترجعان فتملاآنها، ثم تجيئان فتفرغانها في أقواء القوم. ولقد وقع السيف من يد أبي طلحة إما مرتين

اور ان کا پانی مسلمانوں کو پلاتیں اور ابو طلحہ کے ہاتھ سے اس دن دویا  
تین مرتبہ تکوار چھوٹ پچھوٹ کر گردی تھی۔

[راجع: ۲۸۸۰] وَإِنَّمَا تَلَاقَتْ).

یہ حضرت ابو طلحہ بن شریش مشهور الفخاری مجاهد ہیں جنہوں نے جنگ احمد میں اس پارمردی کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت کا حق ادا کیا بلکہ قیامت تک کے لئے ان کی یہ خدمت تاریخ اسلام میں فخریہ یاد رکھی جائے گی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنگ و جہاد کے موقع پر مستورات کی خدمات بڑی اہمیت رکھتی ہیں، غوثیوں کی رہنمائی کرنا اور کھانے پانی کے لئے مجاهدین کی خبریں یا خواتین اسلام کے مجاهد ان کا رنائے اور اق تاریخ پر سنہی حرفاں سے لکھے جائیں گے۔ مگر خواتین اسلام پورے حجاب شرعی کے ساتھ یہ خدمات انجام دیا کرتی تھیں۔

### باب حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

### ۱۹ - بَابُ مَنَافِقِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

یہ بوقتیقائع میں سے ہیں، آل یوسف صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا تعلق ہے۔ جاہلیت میں ان کا نام حصین تھا۔ اسلام کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ رکھ دیا ۳۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۳۸۱۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے امام مالک سے سنا، وہ عمر بن عبد اللہ کے مولیٰ ابو نفر سے بیان کرتے تھے، وہ عامر بن سعد بن ابی وقار سے اور ان سے ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقار رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کے متعلق یہ نہیں سنا کہ وہ الٰل جنت میں سے ہیں، بیان کیا کہ آیت (وَشَهِدَ شَاهِدٌ مَنْ يَتَّبِعَ إِسْرَائِيلَ) (الاحقاف: ۱۰) انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی (راوی حدیث عبد اللہ بن یوسف نے) بیان کیا کہ آیت کے متعلق مالک کا قول ہے یا حدیث میں اسی طرح تھا۔

حضرت عبد اللہ بن سلام مشہور یہودی عالم تھے جو رسول کرم ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری پر آپ کی علامات نبوت دیکھ کر مسلمان ہو گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے جنت کی بشارت پیش فرمائی اور آیت قرآنی (وَشَهِدَ شَاهِدٌ مَنْ يَتَّبِعَ إِسْرَائِيلَ) (الاحقاف: ۱۰) میں اللہ نے ان کا ذکر خیر فرمایا و مسری حدیث میں بھی ان کی منقبت موجود ہے۔

(۳۸۱۳) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر سماں نے بیان کیا، ان سے ابو عوانہ نے، ان سے محمد نے اور ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ مسجد میں داخل ہوئے جن کے چہرے پر خشوع و خضوع کے آثار ظاہر

۳۸۱۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ سَيِّفُتُ مَالِكًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ اللَّهُ عَنْ عَامِرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيهِ وَقَاصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : ((مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لِأَخْدِي يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ : إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، إِلَّا لَعَنِ الدُّنْيَا بَنِ سَلَامٍ . قَالَ : وَلِيَهُ نَزَّلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ : (وَشَهِدَ شَاهِدٌ مَنْ يَتَّبِعَ إِسْرَائِيلَ) )) الآیة). قَالَ : لَا أَذْرِي مَالِكَ الْآیَةَ أَوْ فِي الْحَدِيثِ.

۳۸۱۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَانُ عَنْ أَبْنِ عَوْنَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَادٍ قَالَ : ((كُنْتُ جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ ، فَدَخَلَ رَجُلٌ

تھے لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنتی لوگوں میں ہیں، پھر انہوں نے دو رکعت نماز مختصر طریقہ پر پڑھی اور باہر نکل گئے۔ میں بھی ان کے پیچے ہو لیا اور عرض کی کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنت والوں میں سے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا خدا کی قسم! کسی کے لئے ایسی بات زبان سے نکالنا مناسب نہیں ہے جسے وہ نہ جانتا ہو اور میں تمیس بتاؤں گا کہ ایسا کیوں ہے۔ نبی کرم ﷺ کے زمانے میں میں نے ایک خواب میں دیکھا اور آخر حضرت مسیح موعودؑ سے اسے بیان کیا۔ میں نے خواب یہ دیکھا تھا کہ مجھے میں ایک باغ میں ہوں، پھر انہوں نے اس کی وسعت اور اس کے سبزہ زاروں کا ذکر کیا اس باغ کے درمیان میں ایک لوہے کا کھمبابے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور اور کا آسمان پر اور اس کی چوٹی پر ایک گھنادرخت ہے۔ (العروة) مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا کہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں ہے اتنے میں ایک خادم آیا اور پیچھے سے میرے کپڑے اس نے اٹھائے تو میں چڑھ گیا اور جب میں اس کی چوٹی پر پہنچ گیا تو میں نے اس کھنے درخت کو پکڑ لیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس درخت کو پوری مضبوطی کے ساتھ کپڑے لے۔ ابھی میں اسے اپنے ہاتھ سے کپڑے ہوئے تھا کہ میری نیند کھل گئی۔ یہ خواب جب میں نے آخر حضرت ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو باغ تم نے دیکھا ہے، وہ تو اسلام ہے اور اس میں ستون اسلام کا ستون ہے اور عروہ (گھنادرخت) عروہ الونقی ہے اس لئے تم اسلام پر مرتے دم تک قائم رہو گے۔ یہ بزرگ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے اور مجھ سے ظیفہ نے بیان کیا ان سے معاذ نے بیان کیا ان سے اہن عون نے بیان کیا ان سے محمد نے ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے انہوں نے منصف (خادم) کے بجائے وصیف کا لفظ ذکر کیا۔

(۳۸۱۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا تم سے شعبہ نے، ان سے سعید بن ابی بردہ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ میں

علی وَجْهِهِ أَنْرُ الْخَشْعَعِ، فَقَالُوا: هَذَا رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَصَلَّى رَسُولُنَا تَحْوِزَ فِيهِمَا، ثُمَّ خَرَجَ وَبَعْدَهُ قَلَّتْ: إِنَّكَ حِينَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوا: هَذَا رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ: وَاللَّهِ مَا يَبْغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَا يَعْلَمُ. وَسَأَخْدُثُ لِمَذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، وَرَأَيْتُ كَانَتِي فِي رَوْضَةٍ - ذَكَرَ مِنْ سَعْيَهَا وَحَضْرَتِهَا. وَسَطَّهَا عَمُودٌ مِّنْ حَدِيدٍ أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ، فِي أَغْلَاهُ عَرْوَةَ، فَقَبَّلَ لِي: ارْفَقْ. قَلَّتْ: لَا أَسْتَطِعُ. فَأَتَانِي مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيابِي مِنْ خَلْفِي فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَغْلَاهَا، فَأَخْدُثُ بِالْعَرْوَةِ، فَقَبَّلَ لِهِ اسْتَمْسِكْ. فَاسْتَيْقَظَتْ وَإِنَّهَا لَفِي يَدِي. فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّكَ الرَّوْضَةَ الْإِسْلَامِ، وَذَلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ، وَذَلِكَ الْعَرْوَةُ الْوَنْقَى، فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ)). وَذَاكَ الرُّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامِ)). وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مَعَاذَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنَى عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عَبَادَ عَنْ ابْنِ سَلَامَ قَالَ: ((وَصِيفٌ)) مَكَانٌ ((منصفٌ)).

[طرفہ فی: ۷۰۱۰، ۷۰۱۴]

۳۸۱۴ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ

مذہبہ منورہ حاضر ہو تو میں نے عبد اللہ بن سلام بن عثیم سے ملاقات کی، انہوں نے کہا، آؤ تمہیں میں ستوا اور کھجور کھاؤں گا اور تم ایک (با عظمت) مکان میں داخل ہو گے (کہ رسول اللہ علیہ السلام بھی اس میں تشریف لے گئے تھے) پھر آپ نے فرمایا تمہارا قیام ایک ایسے ملک میں ہے جہاں سودی معاملات بست عام ہیں اگر تمہارا کسی شخص پر کوئی حق ہو اور پھر وہ تمہیں ایک تکنے یا جو کے ایک دانے یا ایک گھاس کے برابر بھی پڑیہ دے تو اسے قبول نہ کرنا کیونکہ وہ بھی سود ہے۔ نفر ابو داؤد اور وہب نے (ابنی روایتوں میں) الیت (گھر) کا ذکر نہیں کیا۔

لبب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم علیہ السلام کی شادی اور ان کی فضیلت کا بیان

قال: ((أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامَ فَقَالَ: أَلَا تَعْجِزُ فَأَطْعَمْكَ سَوْنِيقًا وَتَسْمَرَا وَتَدْخُلُ فِي بَيْتٍ؟ ثُمَّ قَالَ: إِنِّي بِأَرْضِ الرَّبِّيَا بِهَا فَاشِ، إِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَاهْدِي إِلَيْكَ حِمْلَتَنِ أَوْ حِمْلَ شَعِيرًا أَوْ حِمْلَتَنَ قَتْ فَلَا تَأْخُذْهُ فَإِنَّهُ رِبَّنَا)) وَلَمْ يَذْكُرِ النَّظَرُ وَأَبُو دَاؤُدْ وَوَهَبْ عَنْ شَعْبَةِ الْأَبِيَّتِ۔ [طرفة في : ۷۳۴۳]۔

## ۲۰۔ بَابُ تَرْوِيجِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيدَةُ وَفَضْلِهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

**حَدِيدَةُ** حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیز آنحضرت علیہ السلام سے نکاح کے وقت ان کی عمر ۳۰ سال کی تھی اور آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی رسول علیہ السلام کے لئے ان سے اولاد بھی ہوئی۔ بہتر سے ۳۔ ۵ سال قبل ان کا انقلاب ہوا۔ آنحضرت علیہ السلام کو آپ کی جدائی سے سخت رنج ہوا تھا جیسا کہ:

۳۸۱۵ - حدیثی مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُهُ عَنْ هِشَامَ بْنِ عَزْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عَلَيْهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ.

حدیثی صدقة أخبرنا عبده عن هشام بن عزرة عن أبيه قال: سمعت عبده بن عبد الله بن جعفر عن علي رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: ((خیر نسائهما مریم، وخير نسائهما حديثة)).

(راجح: ۳۴۳۲)

(۳۸۱۶) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، کہا کہ رہشام نے میرے پاس اپنے والد (عروہ) سے لکھ کر بھیجا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم کرم علیہ السلام کی کسی بیوی کے معاملہ میں، میں نے اتنی غیرت نہیں محسوس کی جتنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے افضل ہیں۔

(۳۸۱۷) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، کہا کہ رہشام نے میرے پاس اپنے والد (عروہ) سے لکھ کر بھیجا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم کرم علیہ السلام کی کسی بیوی کے معاملہ میں، میں نے اتنی غیرت نہیں محسوس کی جتنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے

حدیثنا سعید بن عفیر حدیثنا الائیث قال: كتب إلى هشام عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت: ((ما غرت على أمرأة للنبي ﷺ ما غرت على

معاملہ میں، میں محسوس کرتی تھی، وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں لیکن آخر پرست مسیحیت کی زبان سے میں ان کا ذکر سنتی رہتی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے آخر پرست مسیحیت کو حکم دیا تھا کہ انسین (جنت میں) موتی کے محل کی خوش خبری سنا دیں، آخر پرست مسیحیت اگر کبھی بکری ذبح کرتے تو ان سے میں محبت رکھنے والی خواتین کو اس میں سے انتہا یہ بھیجتے جو ان کے لئے کافی ہو جاتا۔

(۳۸۱۷) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کما ہم سے جید بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں جتنی غیرت میں محسوس کرتی تھی اتنی کسی عورت کے معاملے میں نہیں کی کوئی نکار رسول اللہ مسیحیت ان کا ذکر اکثر کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ آخر پرست مسیحیت سے میرا نکاح ان کی وفات کے تین سال بعد ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انسین حکم دیا تھا یا جبریل ملائکت کے ذریعہ یہ پیغام پہنچایا تھا کہ آخر پرست مسیحیت انسین جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیں۔

(۳۸۱۸) مجھ سے عمر بن محمد بن حسن نے بیان کیا، کما ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کما ہم سے حفص نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم مسیحیت کی تمام پیویوں میں جتنی غیرت مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آتی تھی اتنی کسی اور سے نہیں آتی تھی، حالانکہ انسین میں نے دیکھا بھی نہیں تھا۔ لیکن آخر پرست مسیحیت ان کا ذکر بکثیر فرمایا کرتے تھے اور اگر کبھی کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے والیوں کو بھیجتے تھے میں نے اکثر حضور مسیحیت سے کہا جیسے دنیا میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی عورت ہے ہی نہیں! اس پر آپ فرماتے کہ وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں اور ان سے میرے اولاد ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسول کریم مسیحیت کی نگاہوں میں حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا درجہ بہت زیادہ تھا، فی الواقع وہ اسلام

حدیجۃ، هنکرت قبلَ أَنْ يَتَرَوَّجَنِي، لَمَّا  
كَتَبَ أَسْمَاعَهُ يَذْكُرُهَا، وَأَمْرَةُ اللَّهِ أَنْ  
يَشْرِهَا بِيَتَ مِنْ قَصَبٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَذْنَبُ  
الشَّاةَ فَيَهْدِي فِي خَلَاتِهَا مِنْهَا مَا  
يَسْعَهُنَّ). [اطرافہ فی : ۳۸۱۷، ۳۸۱۸، ۲۰۰۴، ۲۵۵۹  
۷۴۸۴].

۳۸۱۷ - حَدَّثَنَا قَبِيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا  
حَمِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ  
عَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَتْ: ((مَا غَرَّتْ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غَرَّتْ  
عَلَى حَدِيجَةَ مِنْ كُثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللَّهِ  
طَهَّرَ إِيَّاهَا. قَالَتْ: وَتَرَوَّجَنِي بَعْدَهَا بِثَلَاثَ  
سِنِينَ، وَأَمْرَةُ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ - أَوْ جِبْرِيلُ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ - أَنْ يَشْرِهَا بِيَتَ  
الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ)). ارجع: [۳۸۱۶]

۳۸۱۸ - حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ  
الْحَسْنِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا حَفْصَ عَنْ  
هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَتْ: مَا غَرَّتْ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ  
طَهَّرَ مَا غَرَّتْ عَلَى حَدِيجَةَ وَمَا رَأَيْهَا،  
وَلَكِنْ كَانَ النَّبِيُّ طَهَّرَ يَكْثُرُ ذِكْرُهَا، وَرَبِّسَا  
ذِبْحَ الشَّاةَ ثُمَّ يَقْطَعُهَا أَعْصَاءَ ثُمَّ يَعْثَهَا  
فِي صَدَاقَ حَدِيجَةَ. فَرَبِّسَا قُلْتَ لَهُ: كَانَهُ  
لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا حَدِيجَةَ؟  
فَيَقُولُ: ((إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ، وَكَانَ لَيْ  
مِنْهَا وَلَدٌ)). [رجوع: ۳۸۱۶]

اور تیغہ اسلام تھیہ کی اولین محمدؐ تھیں ان کے احبابات کا بدل ان کو اللہ ہی دینے والا ہے یعنی وارضہما (آئین) (۳۸۱۹) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی نے بیان کیا، ان سے اساعیل نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی سے پوچھا رسول اللہ تھیہ نے حضرت خدیجہ یعنی خاتون کو بشارت دی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ہل جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دی تھی، جمل نہ کوئی شور و غل ہو گا اور نہ حکمن ہو گی۔

(۳۸۲۰) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے عمارہ نے، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جبریل ملا ہم رسول اللہ تھیہ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ تھیہ! خدیجہ یعنی خاتون آپ کے پاس ایک برتن لئے آرہی ہیں جس میں سان یا (فرمایا) کھانا (با فرمایا) پینے کی جیز ہے۔ جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے رب کی جانب سے انہیں سلام پہنچا اور میری طرف سے بھی! اور انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیجئے گا۔ جمل نہ شور و ہنگامہ ہو گا اور نہ تکلیف و حکمن ہو گی۔

(۳۸۲۱) اور اساعیل بن خلیل نے بیان کیا، انہیں علی بن مسرنے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ یعنی خاتون نے بیان کیا کہ خدیجہ یعنی خاتون کی بنہالہ بنت خویلد یعنی خاتون نے ایک مرتبہ آخر حضرت تھیہ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ کو حضرت خدیجہ یعنی خاتون کی اجازت لینے کی ادائیاد آگئی، آپ چوک اٹھے اور فرمایا اللہ! یہ توہاہ ہیں۔ حضرت عائشہ یعنی خاتون نے کہا کہ مجھے اس پر بڑی غیرت آئی۔ میں نے کہا آپ قریش کی کس بوڑھی کا ذکر کیا کرتے ہیں جس کے مسوڑوں پر بھی دانتوں کے ثوٹ جانے کی وجہ سے صرف سرخی بالی رہ گئی تھی) اور جسے مرے ہوئے بھی ایک زمانہ گزر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر پیوی دے دی ہے۔

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم تھیہ عائشہ یعنی خاتون کی اس بات پر اس قدر خفا ہو گئے کہ چڑہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا، اس سے بہتر کیا چیز مجھے ملی ہے؟ حضرت عائشہ یعنی خاتون کھڑی ہو گئی اور پھر کبھی اس طرح کی

۳۸۲۱ - حدَّثَنَا مُسْدَدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ : قَلَّتْ : لِعَنْهُ اللَّهُ بْنُ أَبِي أُوفِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بَشَّرَ النَّبِيَّ ﷺ خَدِيْجَةَ ؟ قَالَ : نَعَمْ، بَيْتَنِي مِنْ قَصْبَ، لَا صَبَّ فِيهِ وَلَا نَصَبَ). [راجع: ۱۷۹۲]

۳۸۲۰ - حدَّثَنَا قَتِيْبَةَ بْنُ سَعِيدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدَ بْنَ فَضْلِلِ عَنْ عَمَّارَةَ عَنْ أَبِي ذُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((أَتَى جَنْرِيلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذِهِ خَدِيْجَةَ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءَ فِيهِ إِدَامَ أَوْ طَعَامَ أَوْ شَرَابَ، فَإِذَا هِيَ أَتَكَ فَأَقْرَأْهَا عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمَنِيَ، وَبَشَّرَهَا بَيْتَ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصْبَ، لَا صَبَّ فِيهِ وَلَا نَصَبَ)).

۳۸۲۱ - وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((أَسْتَأْذِنُتْ هَالَّةَ بُنْتَ حُوَيْلَةَ - أَخْتَ حَدِيْجَةَ - عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَعَرَفَ اسْتَيْدَانَ حَدِيْجَةَ، فَأَرْتَاهُ لِذَلِكَ فَقَالَ : ((اللَّهُمَّ هَالَّةَ)). قَالَتْ : فَغَرَّتْ فَقَلَّتْ : مَا تَذَكَّرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَابِنِ قَرِيشٍ حَمْرَاءِ الشَّدَّقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهَا)).

سنتکو آنحضرت ﷺ کے سامنے نہیں کی۔ عورتوں کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنی سوکن سے ضرور رقبعت رکھتی ہیں حضرت ہاجہ و حضرت سارہ طیہما السلام کے حالات بھی اس پر شاہد ہیں پھر ازواج مطہرات بھی بیانِ حُقْمِ الدَّاِيَہ عملِ تعجب نہیں ہے۔ اللہ پاک ان کی کمزوریوں کو معاف کرنے والے ہے۔

### باب جریر بن عبد اللہ بن جعفرؑ

کا بیان

(۳۸۲۲) ہم سے اسحاق و اسٹلی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے بیان نہ کیا ہے میں نے قیس سے سن، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت جریر بن عبد اللہ بن جعفرؑ نے فرمایا، جب سے میں اسلام میں داخل ہوا رسول اللہ ﷺ نے مجھے (گھر کے اندر آئنے سے) نہیں روکا (جب بھی میں نے اجازت چاہی) اور جب بھی آپؐ مجھے دیکھتے تو مسکراتے۔

(۳۸۲۳) اور قیس سے روایت ہے کہ حضرت جریر بن عبد اللہ بن جعفرؑ نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں ”ذو الخصہ“ یعنی ایک بت کردہ تھا سے ”الکعبۃ الیمانیۃ یا الکعبۃ الشامیۃ“ بھی کہتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے سے فرمایا ”ذی الخصہ“ کے وجود سے میں جس اذیت میں بجا ہوں۔ کیا تم مجھے اس سے نجات دلا سکتے ہو؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر قبیلہ اعس کے ذریعہ سواروں کو میں لے کر چلا، انہوں نے بیان کیا اور ہم نے بت کردے کوڑھادیا اور اس میں جو تھے ان کو قتل کر دیا۔ پھر ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو خبر دی تو آپؐ نے ہمارے لئے اور قبیلہ اعس کے لئے دعا فرمائی۔

حضرت جریر بن عبد اللہ بن جعفرؑ بت ہی بڑے بدار انسان تھے دل میں توحید کا جذبہ تھا کہ رسول کریم ﷺ کی فشاپاکر ذی الخصہ یعنی بت کردے کو قبیلہ اعس کے ذریعہ سواروں کے ساتھ سواروں کے ساتھ سوار کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان مجھدین کے لئے بت بت دعا فرمودی برکت فرمائی۔ یہ بت کردہ معاذین اسلام نے اپنا مرکز بنا کر کھاتھا۔ اس لئے اس کا ختم کرنا ضروری ہوا۔

### باب حذیفہ بن نیمانؑ

کا بیان

(۳۸۲۴) مجھ سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سلمہ بن

### ۲۱ - باب ذکر جریر بن عبد اللہ

الجلی رضی اللہ عنہ

۳۸۲۲ - حدیث اسحاق الواسطي حدثنا  
خلالد عن بیان عن قیس قال: سمعته  
یقُولُ: ((قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ: مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللَّهِ مَنْ  
أَسْلَمَتْ، وَلَا رَأَيْتُ إِلَّا صَحِّكَ)).

[راجح: ۱۳۰۵]

۳۸۲۳ - وعنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ بْنِ عَبْدِ  
اللَّهِ قَالَ: كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَنْتَ يَقَالُ لَهُ  
ذُو الْخَلْصَةِ وَ كَانَ يَقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ  
الْيَمَانِيَّةُ أَوُ الْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ. فَقَالَ لِي  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَلْ أَنْتَ مُرْبِّحٌ مِنْ  
ذِي الْخَلْصَةِ؟)) قَالَ: فَفَرَغْتُ إِلَيْهِ فِي  
خَمْسِينَ وَمَائَةَ فَارِسٍ مِنْ أَخْمَسْ، قَالَ:  
((فَكَسَرْتُ نَادٍ، وَقَتَلْتُ مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ،  
فَأَتَيْنَاهُ فَأَخْبَرْنَاهُ، فَدَعَاهُ لَنَا وَلَا خَمْسَ)).

[راجح: ۱۳۰۲]

### ۲۲ - باب ذکر حذیفۃ بن الیمان

العبسی رضی اللہ عنہ

۳۸۲۴ - حدیث اسماعیل بن خلیل

رجاء نے، انسیں ہشام بن عروہ نے، انسیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ احمد کی لڑائی میں جب مشرکین ہارچے تو ابلیس نے چلا کر کماں اللہ کے بندو! پیچھے والوں کو (قتل کرنا) چنانچہ آگے کے مسلمان پیچھے والوں پر پل پڑے اور انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ حدیفہ بن عثیمین نے جو دیکھا تو ان کے والد (بیان بن عثیمین) بھی وہیں موجود تھے انہوں نے پکار کر کماں اللہ کے بندو! یہ تمیرے والد ہیں میرے والد! عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا اللہ کی قسم! اس وقت تک لوگ وہاں سے نہیں بیٹھے جب تک انہیں قتل نہ کر لیا۔ حدیفہ بن عثیمین نے صرف اتنا کماں اللہ تمہاری مفترت کرے۔ (ہشام نے بیان کیا کہ) اللہ کی قسم! حدیفہ بن عثیمین برادر یہ کلمہ دعا تیار کرتے رہے (کہ اللہ ان کے والد پر حملہ کرنے والوں کو بخشنے جو کہ مخفی غلط فتنی کی وجہ سے یہ حرکت کر بیٹھے) یہ دعا وہ مرتبے دم تک کرتے رہے۔

[راجح: ۳۲۹۰]  
اس سے ان کے مبرد و استقلال اور فہم و فراست کا پتہ چلا ہے۔ غلط فتنی میں انسان کیا سے کیا کر بیٹھتا ہے۔ اس لئے اللہ کا رشاد ہے کہ ہر سنی مسلم خبر کا یقین نہ کر لیا کرو جب تک اس کی تحقیق نہ کرو۔

### باب ہند بنت عقبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا

#### کا بیان

(۳۸۲۵) اور عبدالان نے بیان کیا، انسیں عبد اللہ نے خبر دی، انسیں یونس نے خبر دی، انسیں زہری نے، ان سے عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، حضرت ہند بنت عقبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں (اسلام لانے کے بعد) حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ! روئے زمین پر کسی گھرانے کی ذلت آپ کے گھرانے کی ذلت سے زیادہ میرے لئے خوشی کا باعث نہیں تھی لیکن آج کسی گھرانے کی عزت روئے زمین پر آپ کے گھرانے کی عزت سے زیادہ میرے لئے خوشی کی وجہ نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس میں ابھی اور ترقی ہوگی اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ پھر ہند نے کہا یا رسول اللہ! ابوسفیان بت بخیل ہیں تو کیا اس میں کچھ حرج ہے اگر میں ان کے مال میں سے (ان کی اجازت کے

حدیثاً سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَتْ: ((أَلَمَا كَانَ يَوْمَ أَخْدُو هُزُمَ  
الْمُشْرِكُونَ هُزِيْمَةً بَيْنَهُنَّا، فَصَاحَ إِلَيْنِيْسُ:  
أَيُّ عِبَادَ اللَّهِ أَخْرَاجُكُمْ. فَرُجِعَتْ أَوْلَاهُمْ  
عَلَى أَخْرَاجِهِمْ، فَاجْتَلَدُتْ أَخْرَاجُهُمْ. فَنَظَرَ  
حَدِيقَةً لِبَلَادِهِ، هُوَ يَأْتِيَهُ، أَيُّ عِبَادَ اللَّهِ، أَبِي  
أَبِيهِ. فَقَالَتْ: قَوْمُ اللَّهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى  
قَتْلُوْهُ. فَقَالَ حَدِيقَةً: غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ. قَالَ  
أَبِي: قَوْمُ اللَّهِ مَا رَأَيْتُ فِي حَدِيقَةٍ مِنْهَا بَقِيَّةً  
خَيْرٌ حَتَّى لَقِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ)).

[راجح: ۳۲۹۰]

### ۴۳- بَابُ ذِكْرِ هِنْدِ بِنْتِ عَبْتَةَ بْنِ

#### رَبِيعَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

۳۸۲۵- وَقَالَ عَبْتَانَ أَخْبَرَنَا عَنْهُ اللَّهُ  
أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الرُّهْبَرِيِّ حَدَّثَنِي عَرْوَةُ  
أَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ  
هِنْدُ بِنْتُ عَبْتَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا  
كَانَ عَلَى ظَهَرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خَيَّاءِ  
أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَذَلُّوا مِنْ أَهْلِ خَيَّائِكَ، ثُمَّ  
مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهَرِ الْأَرْضِ أَهْلِ  
خَيَّاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَعْزُزُوا مِنْ أَهْلِ  
خَيَّائِكَ. قَالَ: ((وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي  
بِيَدِهِ)). قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا  
سَفِيَّانَ رَجُلٌ مَسِيْكٌ، فَهَلْ عَلَى حِرْجٍ أَنْ

أَطْعَمْ مِنَ الْذِي لَهُ عَيْلًا؟ قَالَ : (لَا أَرَاهُ إِلَّا بِالْمَغْرُوفِ). [راجع: ۲۲۱۱]

بغیر بالچوں کو کھلادیا اور پلا دیا کرو؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ دستور کے مطابق ہونا چاہیے۔

حضرت ہند ابو سفیان بخت کی بیوی اور حضرت معاویہ بخت کی والدہ جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائی ہیں۔ ابو سفیان بخت بھی اسی زمانہ میں اسلام لائے تھے، بہت جری اور پخت کار عورت تھی ان کے بارے میں بہت سے واقعات کتب تواریخ میں موجود ہیں جو ان کی شان و عظمت پر دلیل ہیں۔

## باب حضرت زید بن عمرو بن نفیل کا بیان

۴ - بَابُ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو

بْنُ نَفِيلٍ

**تَشْبِيهُ** یہ بزرگ صحابی عبد اسلام سے قبل ہی توحید کے علمبردار تھے۔ ان کے واقعہ میں ان قبر پر ستون کے لئے عبرت ہے جو بکرا مرغابی میٹا بزرگوں کے مزاروں کی بھینٹ کرتے ہیں۔ حضرت مدار و سalar کے نام کے بکرے ذبح کرتے ہیں۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ ان کا یہ فعل اسلام سے کس تدریجی ہے ہدایہ اللہ الی صراط مستقیم امین۔

(۳۸۲۶) حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضِّيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ نَفِيلَ بِاسْفَلِ بَلْدَحِ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْوَحْيُ، فَقَدِمَتْ إِلَيْهِ النَّبِيِّ ﷺ صُفْرَةً، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلْ مِنْهَا. ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ: إِنِّي لَسْتُ أَكِلُ مِمَّا تَدْبِحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ، وَلَا أَكِلُ إِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ. وَأَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَغْبَبُ عَلَى قُرْيَشٍ ذَبَاحَهُمْ وَيَقُولُ: الشَّاةُ خَلَقَهَا اللَّهُ، وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ، وَأَنْتُ لَهَا مِنَ الْأَرْضِ. ثُمَّ تَدْبِحُونَهَا عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللَّهِ، إِنْكَارًا لِذَلِكَ وَإِغْظَامًا لَهُ)).

(۳۸۲۷) موسیٰ نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا اور مجھے یقین ہے کہ انہوں نے یہ ابن عمر بیٹا سے بیان کیا تھا کہ زید اور ان کے اس عمل کو بہت بدی غلطی قرار دیتے ہوئے کہ تھے۔

قَالَ مُوسَى: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا تَحَدَّثُ بِهِ عَنِ

بن معاویہ بن نفیل شام گئے۔ دین (خلص) کی تلاش میں لٹکے۔ وہاں وہ ایک یہودی عالم سے ملے تو انہوں نے ان کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا ممکن ہے میں تمہارا دین اختیار کر لوں؟ اس لئے تم مجھے اپنے دین کے متعلق بتاؤ۔ یہودی عالم نے کہا کہ ہمارے دین میں تم اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم اللہ کے غصب کے ایک حصہ کے لئے تیار نہ ہو جاؤ۔ اس پر زید بن علیؑ نے کہا کہ وہاں میں اللہ کے غصب ہی سے بھاگ کر آیا ہوں، پھر خدا کے غصب کو میں اپنے اور کبھی نہ لوں گا اور نہ مجھ کو اسے اٹھانے کی طاقت ہے؟ کیا تم مجھے کسی اور دوسرا دین کا کچھ پڑھتا سکتے ہو؟ اس عالم نے کہا میں نہیں جانتا (کوئی دین سچا ہو تو دین حنیف ہو) زید بن علیؑ نے پوچھا دین حنیف کیا ہے؟ اس عالم نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کا دین جونہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور وہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ زید وہاں سے چلے آئے اور ایک نصرانی پادری سے ملے۔ ان سے بھی اپنا خیال بیان کیا اس نے بھی یہی کہا کہ تم ہمارے دین میں آؤ گے تو اللہ تعالیٰ کی لعنت میں سے ایک حصہ لو گے۔ زید بن علیؑ نے کہا میں اللہ کی لعنت سے ہی بچنے کے لئے تو یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔ اللہ کی لعنت اٹھا سکتا ہوں؟ کیا تم میرے لیے اس کے سوا کوئی اور دین بتلا سکتے ہو۔ پادری نے کہا کہ میری نظر میں ہو تو صرف ایک دین حنیف سچا دین ہے زید نے پوچھا دین حنیف کیا ہے؟ کہا کہ وہ دین ابراہیم علیہ السلام ہے جونہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور اللہ کے سوا وہ کسی کی پوچھائیں کرتے تھے۔ زید نے جب دین ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ان کی یہ رائے سنی تو وہاں سے روانہ ہو گئے اور اس سرزین سے باہر نکل کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ دعا کی، اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں دین ابراہیم پر ہوں۔

(۳۸۲۸) اور لیث بن سعد نے کہا کہ مجھے ہشام نے لکھا، اپنے والد (عروہ بن زیبر) سے اور انہوں نے کہا کہ ہم سے حضرت اسماء بنت ابی

انن عمرہ - اُن زینہ بن عفر و بن نفیل خرج إلى الشام يستأذن عن الدين ويتبغه، فلَقِي عالِمًا من اليهود فسأله عن دينهم فقال: إِنِّي لَغَلِي أَنْ أَدِينَ بِنِسْكُمْ فَأَخْبِرْنِي. فقال: لَا تَكُونُ عَلَى دِينِنَا حَتَّى تَأْخُذْ بِنَصْبِنِكَ مِنْ غَصْبِ اللَّهِ. قَالَ زَيْنَدُ: مَا أَفْرُ إِلَّا مِنْ غَصْبِ اللَّهِ، وَلَا أَحْمِلُ مِنْ غَصْبِ اللَّهِ شَيْئًا أَبْدًا وَأَنَا أَسْتَطِعُهُ؟ فَهَلْ تَدْلِي عَلَى غَيْرِهِ؟ قَالَ: مَا أَغْلَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَيْنًا. قَالَ زَيْنَدُ: وَمَا الْحَيْنِ؟ قَالَ: دِينُ إِبْرَاهِيمَ، لَمْ يَكُنْ يَهُودِيَا وَلَا نَصْرَانِيَا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللَّهَ. فَخَرَجَ زَيْنَدٌ فَلَقِي عالِمًا مِنَ النَّصَارَى، فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَقَالَ: لَنْ تَكُونَ عَلَى دِينِنَا حَتَّى تَأْخُذْ بِنَصْبِنِكَ مِنْ لَعْنَةِ اللَّهِ. قَالَ: مَا أَفْرُ إِلَّا مِنْ لَعْنَةِ اللَّهِ، وَلَا أَحْمِلُ مِنْ لَعْنَةِ اللَّهِ وَلَا مِنْ غَصْبِهِ شَيْئًا أَبْدًا، وَأَنَا أَسْتَطِعُهُ؟ فَهَلْ تَدْلِي عَلَى غَيْرِهِ؟ قَالَ: مَا أَغْلَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَيْنًا. قَالَ: وَمَا الْحَيْنِ؟ قَالَ: دِينُ إِبْرَاهِيمَ، لَمْ يَكُنْ يَهُودِيَا وَلَا نَصْرَانِيَا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللَّهَ. فَلَمَّا رَأَى زَيْنَدَ قَوْلَهُمْ فِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامَ خَرَجَ، فَلَمَّا بَرَزَ رَفِعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْهِدُ أَنِّي عَلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ).

۳۸۲۸ - وَقَالَ الْيَثُ: كَتَبَ إِلَيْيَ هَشَامَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيهِ بَكْرِ رَضِيَ

بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں سب سے نبیوں بن عمرو بن فیصل کو کعبہ سے اپنی پیشہ لگائے ہوئے کھڑے ہو کر یہ سناؤ اے قریش کے لوگو! خدا کی حرم میرے سوا اور کوئی تمہارے یہاں دین ابراہیم پر نہیں ہے اور زید بیٹیوں کو زندہ نہیں گاڑتے تھے اور ایسے فحص سے جو اپنی بیٹی کو مارڈا ناچاہتا کرتے اس کی جان نہ لے اس کے تمام اخراجات کا ذمہ میں لیتا ہوں۔ چنانچہ لڑکی کو اپنی پورش میں رکھ لیتے جب وہ بڑی ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے اب اگر تم چاہو تو میں تمہاری لڑکی کو تمہارے حوالے کر سکتا ہوں اور اگر تمہاری مرضی ہو تو میں اس کے سب کام پورے کر دوں گا۔

اللہ عنہما فائل: ((رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو  
بْنَ نَفِيلَ قَابِنَا مُسْنِدًا ظَهَرَةً إِلَى الْكَعْبَةِ  
يَقُولُ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، وَاللَّهُ مَا مَنَّكُمْ  
عَلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ غَيْرِيْ: وَكَانَ يَخْتَى  
الْمَزَوْدَةَ، يَقُولُ لِلْمَخْلُلِ إِذَا أَرَادَ أَنْ  
يَقْعُلَ أَنْتَهَا: لَا تَقْعُلْهَا، إِنَّ أَكْفَنِكُمْ هَا مَوْتَهَا،  
فَيَا خَلْدَهَا، فَإِذَا تَرَغَبْتَ فَالْأَنْ لَأَبْنَهَا، إِنْ  
شِئْتَ دَفْعَهَا إِلَيْكَ، وَإِنْ شِئْتَ كَفَيْنِكَ  
مَوْتَهَا)).

**لَشَبَرْجَمْ** بزار اور طبرانی نے یوں روایت کیا ہے کہ زید اور ورقہ دونوں دین حق کی تلاش میں شام کے ملک کو گئے۔ ورقہ تو وہاں جا کر عیسائی ہو گیا اور زید کو یہ دین پسند نہیں آیا۔ پھر وہ موصل میں آئے وہاں ایک پادری سے ملے جس نے دین نصرانی ان پر پیش کیا لیکن زید نے نہ مانتا۔ اسی روایت میں یہ ہے کہ سعید بن زید بن ثابت اور حضرت عمر بن الخطوب نے آنحضرت ﷺ سے زید کا حال پوچھا آپ نے فرمایا اللہ نے اس کو بخش دیا اور اس پر رحم کیا اور وہ دین ابراہیم ﷺ پر فوت ہوا۔ زید کا نائب نامہ یہ ہے زید بن عمرو بن فیصل بن عبد العزیز بن جراح بن عبد اللہ الٹیج یہ بزرگ بعثت بتوی سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے ان کے صاحبزادے سعید نامی نے اسلام قبول کیا جو عشرہ میثرا میں سے ہیں۔ روایت میں مشرکین مکہ کا انصاب پر ذیجہ کا ذکر آیا ہے۔ وہ پھر مراد ہیں جو کعبہ کے گرد لگے ہوئے تھے اور ان پر مشرکین اپنے بتوں کے نام پر ذیج کیا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے دستِ خواں پر خاصی دینے سے زید نے اس لئے انکار کیا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو بھی قریش کا ایک فرد سمجھ کر مگان کر لیا کہ شاید دستِ خواں پر تھانوں کا ذیجہ پکالیا گیا ہو اور وہ غیر اللہ کے مذکورہ جانور کا گوشت نہیں کھلایا کرتے تھے، جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے رسول کریم ﷺ پیدا انش کے دن ہی سے معصوم تھے اور یہ ناممکن تھا کہ آپ بتو سے پہلے قریش کے افعال شرکیہ میں شریک ہوتے ہوں۔ لذا زید کا مگان آنحضرت ﷺ کے بارے صحیح نہ تھا۔ فاکنی نے عامر بن ربیع سے نکلا، مجھ سے زید نے یہ کہا کہ میں نے اپنی قوم کے برخلاف اساعیل اور ابراہیم ﷺ کے دین کی پیروی کی ہے اور میں اس پیغمبر کا فخر ہوں جو آل اساعیل میں پیدا ہو گا لیکن امید نہیں کہ میں اس کا زمانہ پاؤں گرفت میں اس پر ایمان لا لیا اس کی تصدیق کرتا ہوں اس کے برحق پیغمبر ہونے کی گواہی دیتا ہوں اگر تو زندہ رہے اور اس رسول کو پاؤئے تو میرا سلام پکنچا و بخوبی۔ عامر بن شکر ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو میں نے ان کا سلام آنحضرت ﷺ کو پکنچا آپ نے بواب میں و میلکہ فرمایا اور فرمایا میں نے اس کو بہشت میں کپڑا گھینٹہ ہوئے دیکھا ہے۔ زید مرحوم نے عربوں میں لڑکوں کو زندہ درگور کر دینے کی رسم کی بھی مخالفت کی جیسا کہ روایت کے آخر میں درج ہے۔

### باب قریش نے جو کعبہ کی مرمت کی تھی اس کا بیان

(۳۸۲۹) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہ اہم سے عبدالرازاق نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن جرجج نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی، انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سناؤ

### ۲۵۔ بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ

- ۳۸۲۹ - حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَنْ الرُّزَاقِ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ

انہوں نے بیان کیا کہ جب کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباسؓ اس کے لیے پھر ڈھورہ ہے تھے حضرت عباسؓ نے آخر خضرت ﷺ سے کہا اپنا تہبند گردن پر رکھ لواں طرح پھر کی (خراش لکنے سے) نج جاؤ گے آپؓ نے جب ایسا کیا آپؓ زمین پر گر پڑے اور آپؓ کی نظر آسمان پر گزگزی جب ہوش ہوا تو آپؓ نے چچا سے فرمایا میرا تہبند لاو پھر انہوں نے آپؓ کا تہبند خوب مضبوط باندھ دیا۔

عبداللہ رضی اللہ عنہمَا قَالَ: لَمَّا  
بَيْتُ الْكَعْبَةَ ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَبَاسٌ  
يَقْلَانِ الْحَجَارَةَ، قَالَ عَبَاسٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ:  
اجْعَلْ إِذْارَكَ عَلَى رَقْبَتِكَ يَقْلُكَ مِنَ  
الْحَجَارَةِ، فَخَرَأَ إِلَى الْأَرْضِ، وَطَمَحَتْ  
عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ:  
((إِذْارِيْ إِذْارِيْ، فَشَدَ عَلَيْهِ إِذْارَهُ)).

اوایع: ۱۳۶۴

(۳۸۳۰) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار اور عبد اللہ بن ابی زید نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بیت اللہ کے گرد احاطہ کی دیوار نہ تھی لوگ کعبہ کے گرد نماز پڑھتے تھے پھر جب حضرت عمر بن شریعت کا دور آیا تو انہوں نے اس کے گرد دیوار بنوائی۔ عبد اللہ نے بیان کیا کہ یہ دیواریں بھی پست تھیں عبد اللہ بن زبیرؑ نے ان کو بلند کیا۔

لَئِنْ هُوَ حَرْجٌ حافظ نے کہا کعبہ شریف دس مرتبہ تعمیر کیا گیا ہے، پہلے فرشتوں نے بنایا، پھر آدم ﷺ نے، پھر ان کی اولاد نے، پھر حضرت ابراہیم ﷺ نے، پھر عمالقات نے، پھر قصی بن کلاب نے، پھر قریش نے، پھر عبد اللہ بن زبیر نے، پھر حجاج بن یوسف نے، اب تک حجاج ہی کی بناء پر ہے۔ آج کی سعودی حکومت نے مسجد الحرام کی توسعہ و تعمیر میں بیش بخدمات انجام دی ہیں۔ اللہ پاک ان خدمات کو قبول فرمائے آئیں۔

### باب جاہلیت کے زمانے کا بیان

یعنی وہ زمانہ جو آخر خضرت ﷺ کی پیدائش سے پہلے آپؓ کی نبوت تک گزرا ہے۔ اور عدم جاہلیت اس زمانہ کو بھی کہتے ہیں جو آپؓ کے نبی ہونے سے پہلے گزرا ہے۔

(۳۸۳۱) ہم سے مسدود بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی قتلان نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہؓ نے بھی بیان کیا کہ عاشورا کا روزہ قریش لوگ زمانہ جاہلیت میں رکھتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے بھی اسے باقی رکھا تھا۔ جب آپؓ مدینہ تشریف لائے تو آپؓ نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور صاحبہ رئاست کو بھی رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان کا روزہ ۲۵ میں فرض ہوا تو اس

۳۸۳۱ - حدثنا مسدة حدثنا يحيى قال  
هشام حدثني أبي عن عائشة رضي الله  
عنها قالت: ((كان عاشوراء يوماً تصومه  
قرئيش في الجاهلية، وكان النبي ﷺ  
يصومه، فلماً قدِّمَ المدينة صامه وأمر  
بصومه، فلماً نزل رمضان كان من شاء

کے بعد آپ نے حکم دیا کہ جس کا مجی چاہے عاشورا کا روزہ رکے اور جونہ چاہے نہ رکے۔

(۳۸۳۲) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ زمانہ جالمیت میں لوگ حج کے میونوں میں عمرہ کرنا بست بڑا گناہ خیال کرتے تھے۔ وہ محرم کو صفر تھے۔ ان کے ہاں یہ مثل تھی کہ اونٹ کی پیشہ کا زخم جب اچھا ہونے لگے اور ( حاجیوں کے ) نشانات قدم مت چکیں تو اب عمرہ کرنے والوں کا عمرہ جائز ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ ذی الحجه کی چوتھی تاریخ کو حج کا احرام باندھے ہوئے (کہ) تشریف لائے تو آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے حج کو عمرہ کروں ایں (طواف اور سعی کر کے احرام کھول دیں) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! (اس عمرہ اور حج کے دوران میں) کیا چیزیں حلال ہوں گی؟ آپ نے فرمایا کہ تمام چیزیں! جو احرام کی نہ ہونے کی حالت میں حلال تھیں وہ سب حلال ہو جائیں گی۔

(۳۸۳۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا کہ عمرو بن دیبار بیان کیا کرتے تھے کہ ہم سے سعید بن مسیب نے اپنے والد سے بیان کیا، انہوں نے سعید کے دادا حزن سے بیان کیا کہ زمانہ جالمیت میں ایک مرتبہ سیلا ب آیا کہ (کہ کی) دونوں پہاڑیوں کے درمیان پانی ہی پانی ہو گیا سفیان نے بیان کیا کہ بیان کرتے تھے کہ اس حدیث کا ایک بست بڑا قصہ ہے۔

**لشیخ** حافظ ابن حجر نے کہا، موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ کعبہ میں سیلا ب اس پہاڑ کی طرف سے آیا کرتا تھا جو بلند جانب میں واقع ہے ان کو ڈر ہوا کہیں پانی کعبہ کے اندر نہ کھس جائے اس لئے انہوں نے عمارت کو خوب م ضبوط کرنا چاہا اور پلے ہوا کعبہ اونچا کیا اور اس میں سے کچھ گریا وہ ولید بن مخیرہ تھا۔ پھر کعبہ کے بننے کا وہ قصہ نقل کیا جو آخر حضرت ﷺ کی نبوت سے پہلے ہوا اور امام شافعی نے کتاب الام میں عبد اللہ بن زیہر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا جب وہ کعبہ بنارہے تھے۔ کعب نے ان سے کما خوب م ضبوط بناؤ کیونکہ ہم سیلا بوں میں یہ پاتے ہیں کہ آخر نہ مانے میں سیلا ب بنت آئیں گے۔ تو قصہ سے مراد یہ ہے کہ وہ اس سیلا ب کو دیکھ کر جس کے برابر کبھی نہیں آیا تھا یہ سمجھ گئے کہ آخر نہ مانے کے سیلا بوں میں یہ پہلا سیلا ب ہے۔

صلائف، وَمَنْ شَاءَ لَا يَصُومُهُ۔

[راجح: ۱۵۹۲]

۳۸۳۲ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وَقَبْتُ حَدَّثَنَا أَبْنُ طَاؤِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانُوا يَرْوَنَ أَنَّ الْفَمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجَّ مِنَ الْفَجُورِ فِي الْأَرْضِ، وَكَانُوا يُسْمُونُ الْمُحْرَمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ: إِذَا بَرَأَ الدَّبَّرُ، وَعَفَا الْأَثْرُ، حَلَّتِ الْفَمْرَةُ لِمَنِ اغْتَمَرَ: قَالَ: فَقَدِيمٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ رَابِعَةً مُهْلِينَ بِالْحَجَّ، أَمْرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلُوهَا غَمْرَةً، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ الْحِلٌّ؟ قَالَ: ((الْحِلُّ كُلُّهُ)).

[راجح: ۱۰۸۵]

۳۸۳۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ قَالَ: كَانَ عَمْرُو يَقُولُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جِدِهِ قَالَ: ((جَاءَ سَيْنَلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَسَّا مَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ). قَالَ سُفِيَّانَ وَيَقُولُ: إِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ لَهُ شَأْنٌ).

(۳۸۳۴) ہم سے ابوالنعیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے بیان نے، ان سے ابو بشر نے اور ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ ابو بکر بن شریٹ قبیلہ الحس کی ایک عورت سے ملے ان کا نام زینب بنت مساجر تھا، آپ نے دیکھا کہ وہ بات ہی نہیں کرتیں دریافت فرمایا کیا بات ہے یہ بات کیوں نہیں کرتیں؟ لوگوں نے بتایا کہ مکمل خاموشی کے ساتھ حج کرنے کی منت مانی ہے۔ ابو بکر بن شریٹ نے ان سے فرمایا اجی بات کرو اس طرح حج کرنا تو جاہلیت کی رسم ہے، چنانچہ اس نے بات کی اور پوچھا آپ کون ہیں؟ حضرت ابو بکر بن شریٹ نے کہا کہ میں مساجرین کا ایک آدمی ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ مساجرین کے کس قبیلے سے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ قریش سے، انہوں نے پوچھا قریش کے کس خاندان سے؟ حضرت ابو بکر بن شریٹ نے اس پر فرمایا تم بہت پوچھنے والی عورت ہو، میں ابو بکر بن شریٹ ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے پوچھا جاہلیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں یہ دین حق عطا فرمایا ہے اس پر ہم (مسلمان) کب تک قائم رہ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا اس پر تمہارا قیام اس وقت تک رہے گا جب تک تمہارے امام حاکم سید ہے رہیں گے۔ اس خالق نے پوچھا امام سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا کیا تمہاری قوم میں سردار اور اشرف لوگ نہیں ہیں جو اگر لوگوں کو کوئی حکم دیں تو وہ اس کی اطاعت کریں؟ اس نے کہا کہ کیوں نہیں ہیں۔ ابو بکر بن شریٹ نے کہا کہ امام سے یہی مراد ہیں۔

**لَيْلَةِ الْمُحْرَمَةِ** اسماعیلی کی روایت میں یوں ہے اس عورت نے کہا ہم میں اور ہماری قوم میں جاہلیت کے زمان میں کچھ فساد ہوا تھا تو میں نے قسم کھائی تھی کہ اگر اللہ نے مجھ کو اس سے بچا دیا تو میں جب تک حج نہ کر لوں گی کسی سے بات نہیں کروں گی۔ حضرت ابو بکر صدیق بن شریٹ نے کہا اسلام ان باتوں کو مٹا دیتا ہے تم پات کرو۔ حافظ نے کہا حضرت ابو بکر بن شریٹ کے اس قول سے یہ نکلا کہ اسی غلط قسم کا توزیع دینا مستحب ہے۔ حدیث ابو اسرائیل بھی ایسی ہے جس نے پیدل چل کر حج کرنے کی منت مانی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو سواری پر چلنے کا حکم فرمایا اور اس منت کو توزیع دیا۔

(۳۸۳۵) مجھ سے فروہ بن ابی المغرا نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مسرب نے خردی، انہیں بشام نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک کالی عورت جو کسی عرب کی

عوانہ عن بیانِ ابی بشر عن قیس بن ابی حازم قال: ((دخل أبو بكر على امرأة من أخمس يقال لها زينب، فرأها لا تكلم، فقال: ما لها لا تكلم؟ قالوا: حجّت مصنّفة. قال لها: تكلمي، فإن هذا لا يحل، هذا من عمل الجاهليّة. فتكلمت فقالت: من أنت؟ قال: افزو من المهاجرين، قالت: أي المهاجرين؟ قال: من فريش. قالت: من أي فريش أنت؟ قال: إنك لسؤول، أنا أبو بكر. قالت: ما بقاونا على هذا الأمر الصالح الذي جاء الله به بعد الجاهليّة؟ قال: بقاوكم عليه ما استقمتم بكم أتمتم. قالت: وما الأئمّة؟ قال: أمّا كان بقوّمك رؤوس وأشراف يأمرونهم فيطعنونهم؟ قالت: بلّي. قال: فهم أولئك على الناس)).

حدیثی فروہ بن ابی المغرا، آخرنا علی بن مسنبہ عن هشام عن ابینه عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت:

باندی تھیں، اسلام لائیں اور مسجد میں ان کے رہنے کے لیے ایک کو ٹھہری تھی۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا وہ ہمارے یہاں آیا کرتی اور باشیں کیا کرتی تھیں، لیکن جب پاپوں سے فارغ ہو جاتیں تو وہ یہ شعر پڑھتی ہے ”اور ہار والا دن بھی ہمارے رب کے عجائب قدرت میں سے ہے“ کہ اسی نے (مغلہ) کفر کے شر سے مجھے چھڑایا۔ اس نے جب کئی مرتبہ یہ شعر پڑھا تو عائشہؓ نے اس سے دریافت کیا کہ ہار والے دن کا قصہ کیا ہے؟ اس نے بیان کیا کہ میرے مالکوں کے گھر انے کی ایک لڑکی (جو نبی دو لمحن تھی) لال چڑے کا ایک ہار باندھے ہوئے تھی۔ وہ باہر نکلی تو اتفاق سے وہ گر گیا۔ ایک چیل کی اس پر نظر پڑی اور وہ اسے گوشت سمجھ کر اٹھا کر لے گئی۔ لوگوں نے مجھے اس کے لئے چوری کی تھمت لگائی اور مجھے سزا میں دینی شروع کیں۔ یہاں تک کہ میری شرمگاہ کی بھی تلاشی لی۔ خیر وہ ابھی میرے چاروں طرف جمع ہی تھے اور میں اپنی مصیبت میں مبتلا تھی کہ چیل آئی اور ہمارے سروں کے بالکل اوپر اڑنے لگی۔ پھر اس نے وہی ہار ینچے گرا دیا۔ لوگوں نے اسے اٹھالیا تو میں نے ان سے کما اسی کے لئے تم لوگ مجھے اتنا مگار ہے تھے حالانکہ میں بے گناہ تھی۔

((أَسْلَمَتْ اُفْرَأَةَ سَوَادَاءَ لِعَضْنِ الْعَرَبِ،  
وَكَانَ لَهَا حِفْشٌ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَتْ  
فَكَانَتْ تَأْتِينَا فَحَدَثُ عِنْدَنَا، فَإِذَا فَرَغَتْ  
مِنْ حَدِيبِهَا قَالَتْ:

وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا  
أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفَّرِ نَجَانِي  
فَلَمَّا أَكْبَرَتْ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ : وَمَا يَوْمُ  
الْوِشَاحِ؟ قَالَتْ: حَرَجَتْ جُوَنِيَّةَ لِعَضْنِ  
أَهْلِيِّ وَعَلَيْهَا وِشَاحٌ مِنْ آدَمَ، فَسَقَطَ  
مِنْهَا، فَانْحَطَتْ عَلَيْهِ الْحَدِيدَاً وَهِيَ  
تَخْسِيَّةٌ لَحْمًا، فَأَخْدَدَتْ. فَاتَّهْمُونِي بِهِ،  
فَعَذَّبُونِي، حَتَّى يَلْغَى مِنْ أَفْرَهِمْ أَنَّهُمْ طَلَبُوا  
فِي قَبْلِي، فَبَيْنَا هُمْ حَوْلِي وَأَنَا فِي كَرْبَلَى إِذْ  
أَقْبَلَتِ الْحَدِيدَاً حَتَّى وَازَّتْ بِرُؤُوسِنَا، ثُمَّ  
أَقْتَلَتْ فَأَخْدَدَوْهُ، فَقَلَّتْ لَهُمْ هَذَا الَّذِي  
أَتَهْمَمُونِي بِهِ وَأَنَا مِنْهُ بَرِينَةً).

[راجع: ۴۳۹]

**تَشْبِيَّخ** روایت میں لفظ حُشْر کے کسو کے ساتھ ہے جو چھوٹے نک گھر بولا جاتا ہے ووجہ دخولہا ہے اُن جوہہ ماکان علیہ جاہلیت اپنی زبانوں اور اپنے کاموں سے غربیوں پر ڈھالیا کرتے تھے۔

(۳۸۳۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال: ((أَلَا  
مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَخْلِفُ إِلَّا بِاللهِ،  
فَكَانَتْ قُرْيَشْ تَخْلِفُ بِآبَاهَا. قَالَ: لَا  
تَخْلِفُوا بِآبَاهُكُمْ)). [راجع: ۲۶۷۹]

(۳۸۳۷) مجھ سے سیکھ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ فرمایا کہ اپنے باپ دادا کی قسم کھلایا کرتے تھے اس لئے آپ نے انہیں

جعفر عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر  
رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: ((أَلَا  
مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَخْلِفُ إِلَّا بِاللهِ،  
فَكَانَتْ قُرْيَشْ تَخْلِفُ بِآبَاهَا. قَالَ: لَا  
تَخْلِفُوا بِآبَاهُكُمْ)). [راجع: ۲۶۷۹]  
- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ:

بن وہب نے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی اُن سے عبدالرحمن بن قاسم نے بیان کیا کہ قاسم بن محمد ان کے والد جنازہ کے آگے آگے چلا کرتے تھے اور جنازہ کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے وہ بیان کرتے تھے کہ زمانہ جالیت میں لوگ جنازہ کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور اسے دیکھ کر کتے تھے کہ اے مرنے والے جس طرح اپنی زندگی میں تو اپنے گھروالوں کے ساتھ تھاب ویسا یہ کسی پرندے کے بھیں میں ہے۔

**لشیخ** یعنی جالیت والے جنم کے قائل تھے وہ کتنے تھے آدمی کی روح مرنے ہی کسی پرندے کے بھیں میں چل جاتی ہے اگر اچھا آدمی تھا تو اچھے پرندے کی شعل لیتی ہے جیسے کو تو دیغرو اور اگر آدمی بد تھا تو برے کی مثلًا لوگوں کو اور غیرہ۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے تو اپنے گھروالوں میں تو اچھا شریف آدمی تھاب بتا لاس جنم میں ہے۔ بعض نے ترجمہ یوں کیا ہے تو اپنے گھروالوں میں تھا لیکن دو بار تو ان میں نہیں رہ سکتا یعنی حشر ہونے والا نہیں۔ جیسے مشرکوں کا اعتقاد تھا کہ ایک ہی زندگی ہے دنیا کی زندگی اور وہ آخرت کے قائل نہ تھے۔ قوله کنت فی اهله کانت مرتین ای یقولون ذالک مرتین و ما موصولة و بعض الصلة محنوف والتقدیر انت فی اهله الذی کنت فیہ ای الذی انت فیہ الان کنت فی الحیة مثله لانہم کانو الایوم نتوں بالبعث ولكن کانوا یعتقدون الروح اذا اخرجت تطیر طیرا فان کان من اهل الخیر کان روحه من صالح الطیر و الابالعکس خلاصہ مخصوص وہی ہے جو اپر گذر چکا ہے۔

(۳۸۳۸) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمن نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کما جب تک دھوپ شیر پہاڑی پر نہ جاتی قریش (جج میں) مزدلفہ سے نہیں تکلا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پسلے آپ نے وہاں سے کوچ کیا۔

(۳۸۳۹) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو اسامہ سے پوچھا، کیا تم لوگوں سے بھی بن مسلم نے یہ حدیث بیان کی تھی کہ ان سے حسین نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے (قرآن مجید کی آیت میں) «وَكَاسَدَ هَاقَ» کے متعلق فرمایا کہ (سمی ہیں) بھرا ہوا پیالہ جس کا مسلسل دور چلے۔

(۳۸۴۰) عکرمہ نے بیان کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس بھی اسٹاٹا نے

حدّثني ابن وهب قال: أخبرني عمرو أن عبد الرحمن بن القاسم حدّثه أن القاسم كان يمشي بين يدي الجنائز ولا يقوّم لها، وبغير عن عائلة قالت: كان أهل الجاهلية يقوّمون لها يقولون إذا رأوها: كنتم في أهلي ما أنت مرتين).

(۳۸۳۸) - حدّثني عمرو بن العباس حدّثنا عبد الرحمن حدّثنا سفيان عن أبي إسحاق عن عمرو بن ميمون قال: ((قال عمر رضي الله عنه: إن المشركيين كانوا لا يفيناون من جمع حتى تشرق الشمس على ثير، فحالهم النبي ﷺ فلما قيل أن تطلع الشمس)).

[راجع: ۱۶۸۴]

(۳۸۳۹) - حدّثني إسحاق بن إبراهيم قال: قلت لأبيأسامة: حدّثكم يختى بن المهاجر حدّثنا حصين عن عكرمة (وَكَاتَ دِهَانَه) قال: متابعة.

- قال: ((وكانت ابن عباس:

بيان کیا کہ میں نے اپنے والد سے یہ سنًا وہ کہتے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں (یہ لفظ استعمال کرتے تھے) "اسقنا کاسادھا قا" یعنی ہم کو بھرپور جام شراب پلاتے رہو۔

(۳۸۲۱) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد الملک نے، ان سے ابو سلمہ نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پچی بات جو کوئی شاعر کہہ سکتا تھا وہ لبید شاعر نے کہی "ہل اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے" اور امیہ بن الصلت (جاہلیت کا ایک شاعر) مسلمان ہونے کے قریب تھا۔

**سَيْفُتُ يَقُولُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: إِسْقَنَا كَاتِبَةً**  
دِهَقَانًا).

۳۸۴۱ - حدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفيَّانُ  
عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمِيرٍ عَنْ أَبِي سَلْمَةَ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ  
النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصَدَقُ كَلِمَةً قَالَهَا الشَّاعِرُ  
كَلِمَةً لَّيْسَ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَّ اللَّهُ  
بَاطِلٌ. وَكَادَ أُمِيَّةً بْنَ أَبِي الصُّلْطَنِ أَنْ  
يُسْلِمَ)). [طرفاه في: ۶۱۴۸، ۶۴۸۹].

**لَشَيْخُ** باطل سے یہاں مراد فنا ہوتا ہے یا باطل محدود جیسے صوفیاء کہتے ہیں کہ خارج میں سوائے خدا کے فی الحیثیت کچھ موجود نہیں ہے اور یہ جو وجود نظر آتا ہے یہ وجود موہوم ہے جو ایک دن قائم ہے۔ صحیح مسلم میں شرید سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے امیہ بن الصلت کے شعر سناؤ۔ میں نے آپ کو سو بیتوں کے قریب سنائے۔ آپ نے فرمایا تو اپنے شعروں میں مسلمان ہونے کے قریب تھا۔ امیہ جاہلیت کے زمانہ میں عبادت کیا کرتا تھا، آخرت کا قاتل تھا۔ بعض نے کام اصرافی ہو گیا تھا اس کے شعروں میں اکثر توحید کے مضامین ہیں لبید کا پورا شعر یہ ہے۔

الْأَكْلُ شَيْءٌ مَا خَلَّ اللَّهُ بَاطِلٌ وَكُلُّ نَعِيمٍ لَا مَحَالَةَ زَانِل

جس کا اردو ترجمہ شعر میں مولانا وحید الدین مرحوم نے یوں کیا ہے۔

جو خدا کے ماسوا ہے وہ فنا ہو جائے گا ایک دن جو دلش ہے مٹ جائے گا

لبید کا ذکر کاملی میں ہے الشاعر الصحابی من فحول شعراً الجاهلية فاسلم ولم يقل شعراً بعد. یعنی لبید جاہلیت کا مانا ہوا شاعر تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا مگر اس نے شعر کوئی کو بالکل چھوڑ دیا۔

(۳۸۲۲) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے میگی بن سعید نے، ان سے عبد الرحمن بن قاسم نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے عائشہ بنت خڑیج نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر بیٹھ کا ایک غلام تھا جو روزانہ انسیں کچھ کمالی دیا کرتا تھا اور حضرت ابو بکر بیٹھ اسے اپنی ضروریات میں استعمال کیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ غلام کوئی چیز لایا اور حضرت ابو بکر بیٹھ نے بھی اس میں سے کھالیا۔ پھر غلام نے کہا آپ کو معلوم ہے یہ کیسی کمالی سے ہے؟ آپ نے دریافت فرمایا کیسی سے ہے؟ اس نے

۳۸۴۲ - حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي  
عَنْ سُنْيَّمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ  
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ الْقَاسِمِ  
بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَانِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَتْ: ((كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غَلَامٌ يَخْرُجُ لَهُ  
الْخَرَاجُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَاكْلُ مِنْ  
خَرَاجِهِ، فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو  
بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ الْفَلَامُ: تَذَرِّي مَا هَذَا؟

کما میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کے لیے کمائت کی تھی حالانکہ مجھے کمائت نہیں آتی تھی، میں نے اسے صرف دھوکہ دیا تھا لیکن اتفاق سے وہ مجھے مل گیا اور اس نے اس کی اجرت میں مجھ کو یہ چیز دی تھی، آپ کہا بھی چکے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہیں اپنا ہاتھ منہ میں ڈالا اور پیٹ کی تمام چیزوں سے کر کے نکال ڈالیں۔

(۳۸۲۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے کہا، مجھ کو نافع نے خردی اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ "جبل الحبلة" تک قیمت کی ادائیگی کے وعدہ پر، اونٹ کا گوشت اور ہار بیچا کرتے تھے عبد اللہ بن عثمن نے بیان کیا کہ جبل الحبلة کا مطلب یہ ہے کہ کوئی حاملہ اور نہیں اپنا بچہ جنے پھر وہ نوازیدہ پچھے (بڑھ کر) حاملہ ہو، نبی کریم ﷺ نے اس طرح کی خرید و فروخت منوع قرار دے دی تھی۔

(۳۸۲۴) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مددی نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ غیلان بن جریر نے بیان کیا کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ وہ ہم سے انصار کے متعلق بیان فرمایا کرتے تھے اور مجھ سے فرماتے کہ تمہاری قوم نے فلاں موقع پر یہ کارنامہ انجام دیا، فلاں موقع پر یہ کارنامہ انجام دیا۔

**تشریح** ان جملہ مرویات میں کسی نہ کسی پہلو سے زمانہ جاہلیت کے حالات پر روشنی پڑتی ہے، حضرت مجتبی مطلق امام بخاری رض چونکہ عبد جاہلیت کا بیان فرمائے ہیں، اسی لئے ان جملہ احادیث کو ہمساں لائے۔ یہ حالات پیشتر معماشی، اقتداری، سیاسی، اخلاقی مذہبی کوائف سے متعلق ہیں جن میں برے اور افچھے ہر قسم کے حالات کا تذکرہ ہوا ہے عبد جاہلیت کی برائیوں کو منیا اور جو خوبیاں تھیں ان کو لیا۔ اس لئے کہ وہ جملہ خوبیاں حضرت ابراہیم و حضرت اساعیل مسلمہ السلام کی ہدایات سے ماخوذ تھیں۔ اس لئے اسلام نے ان کو باقی رکھا، بلکہ است اسلام کو ان کے لئے رغبت دلائی ایسا ہی ایک قیامت کا معاملہ ہے جو عبد جاہلیت میں مردی تھا اور اسلام نے اسے باقی رکھا وہ آگے نہ کوہ ہو رہا ہے۔

## باب زمانہ جاہلیت کی قسامت کا بیان

**تشریح** کسی محلہ یا بستی میں کوئی آدمی متول ملے مگر کسی بھی ذریعہ سے اس کے قاتل کا پیدا نہ مل سکے تو اس صورت میں محلہ کے پچاس آدمیوں کا انتخاب کر کے ان سے قسم لی جائے گی کہ ان کے محلہ والوں کا اس قتیل سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسی کو

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَمَا هُوَ؟ قَالَ : كَتَتْ تَكْهِنَتْ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَا أَخْسِنَ الْكَهْنَةَ، إِلَّا أَنِّي حَدَّفْتُهُ فَلَقَسَى فَاغْطَانَيْ بِذَلِكَ، فَهَذَا الَّذِي أَكَلَتْ مِنْهُ، فَأَذْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلُّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ)).

۳۸۴۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ أَبْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَابَعُونَ لَحُومَ الْجَزُورِ إِلَى حَبْلِ الْحَبْلَةِ، قَالَ: وَجَنِيلُ الْحَبْلَةِ، أَنْ تَسْعَ النَّاقَةَ مَا فِي بَطْنِهَا، ثُمَّ تَحْمِلُ الْأَنْتِي تُسْعَتْ، فَهَاهُمُ النَّبِيُّ صلی الله علیه و آله و سلم عَنْ ذَلِكَ)).

[راجع: ۲۱۴۳]

۳۸۴۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْعُقَمَانَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ قَالَ: غِيلَانُ بْنُ جَرِينٍ ((كَتَنَ نَائِيٌّ أَنْسَ بْنُ مَالِكٍ فَيَحْدَثُنَا عَنِ الْأَنْصَارِ، وَكَانَ يَقُولُ لِي: فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا)). [راجع: ۳۷۷۶]

**تشریح** ان جملہ مرویات میں کسی نہ کسی پہلو سے زمانہ جاہلیت کے حالات پر روشنی پڑتی ہے، حضرت مجتبی مطلق امام بخاری رض چونکہ عبد جاہلیت کا بیان فرمائے ہیں، اسی لئے ان جملہ احادیث کو ہمساں لائے۔ یہ حالات پیشتر معماشی، اقتداری، سیاسی، اخلاقی مذہبی کوائف سے متعلق ہیں جن میں برے اور افچھے ہر قسم کے حالات کا تذکرہ ہوا ہے عبد جاہلیت کی برائیوں کو منیا اور جو خوبیاں تھیں ان کو لیا۔ اس لئے کہ وہ جملہ خوبیاں حضرت ابراہیم و حضرت اساعیل مسلمہ السلام کی ہدایات سے ماخوذ تھیں۔ اس لئے اسلام نے ان کو باقی رکھا، بلکہ است اسلام کو ان کے لئے رغبت دلائی ایسا ہی ایک قیامت کا معاملہ ہے جو عبد جاہلیت میں مردی تھا اور اسلام نے اسے باقی رکھا وہ آگے نہ کوہ ہو رہا ہے۔

## ۲۷ - بَابُ الْقِسَامَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

**تشریح** کسی محلہ یا بستی میں کوئی آدمی متول ملے مگر کسی بھی ذریعہ سے اس کے قاتل کا پیدا نہ مل سکے تو اس صورت میں محلہ کے پچاس آدمیوں کا انتخاب کر کے ان سے قسم لی جائے گی کہ ان کے محلہ والوں کا اس قتیل سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسی کو

لطف قاسم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کہ شریف میں اسلام سے قبل بھی یہ دستور تھا جسے اسلام نے قائم رکھا۔ مکہ والے یہ قسم کعبہ "شريف" کے پاس لیا کرتے تھے۔ قال في اللمعات القسامۃ هي اسما بمعنى القسم و قبل مصدر يقال القسم يقسم قسامۃ وقد يطلق على الجماعة الذين يقسمون و في الشرع عبارۃ عن ايمان يقسم بها أولیاء الدم على استحقاق دم صاحبهم او يقسم بها اهل المحلة المتهمون على نفي القتل عنهم الخ و قالوا كانت القسامۃ في الجاهلیة فاقرها رسول الله صلى الله عليه على ما كانت في الجاهلیة انتہی مختصراً۔

(۳۸۴۵) ہم سے ابو عمر بن بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے قطن ابو الشیم نے کہا، ہم سے ابو زید مدنی نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہی نے بیان کیا، جاہلیت میں سب سے پلا قسامۃ ہمارے ہی قبلیہ تین ہاشم میں ہوا تھا، بولا ہاشم کے ایک شخص عمرو بن علقمہ کو قریش کے کسی دوسرے خاندان کے ایک شخص (خداش بن عبد اللہ عامری) نے نوکری پر رکھا، اب یہ ہاشمی نوکر اپنے صاحب کے ساتھ اس کے اوٹ لے کر شام کی طرف چلا، وہاں کہیں اس نوکر کے پاس سے ایک دوسرا ہاشمی شخص گزرا، اس کی بوری کا بندھن ثوت گیا تھا۔ اس نے اپنے نوکر بھائی سے انجام کی میری مدد کر اوٹ باندھنے کی مجھے ایک رسی دے دے، میں اس سے اپنا تحیلہ باندھوں اگر رسی نہ ہو گی تو وہ بھاگ تھوڑے جائے گا۔ اس نے ایک رسی اسے دے دی اور اس نے اپنی بوری کامنہ اس سے باندھ لیا (اور چلا گیا)۔ پھر جب ان نوکر اور صاحب نے ایک منزل پر پاؤ کیا تو تمام اوٹ باندھے گئے لیکن ایک اوٹ کھلا رہا۔ جس صاحب نے ہاشمی کو نوکری پر اپنے ساتھ رکھا تھا اس نے پوچھا سب اوٹ تو باندھے، یہ اوٹ کیوں نہیں باندھا گیا کیا بات ہے؟ نوکر نے کہا اس کی رسی موجود نہیں ہے۔ صاحب نے پوچھا کیا ہوئی اس کی رسی؟ اور غصہ میں آکر ایک لکڑی اس پر پھینک ماری اس کی موت آن پھنسی۔ اس کے (مرنے سے پہلے) وہاں سے ایک یمنی شخص گزر رہا تھا۔ ہاشمی نوکر نے پوچھا کیا تھج کے لئے ہر سال تم کہ جاتے ہو؟ اس نے کہا بھی تو ارادہ نہیں ہے لیکن میں کبھی جاتا رہتا ہوں۔ اس نوکرنے کما جب بھی تم کہ پسچوکیا میرا ایک پیغام پسچاودو گے؟ اس نے کہا ہاں پسچاودوں کا، اس نوکر نے کہا کہ جب بھی تم تھج کے لئے جاؤ تو پکارنا اے قریش

الوارث حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرْ حَدَّثَنَا عَبْدُ  
الْوَارِثِ حَدَّثَنَا قَطْنَ أَبُو الْهَبِيشِ حَدَّثَنَا  
أَبُو يَزِيدَ الْمَدْنِيِّ عَنْ عَكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((إِنَّ  
أُولَئِنَّ قَسَامَةَ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَفِينَا  
بَنِي هَاشِمٍ : كَانَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ  
اسْتَأْجَرَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ قَبْدِ  
أُخْرَى ، فَانْطَلَقَ مَعَهُ فِي إِيلِهِ ، فَمَرَّ  
رَجُلٌ بِهِ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ قَدْ انْقَطَعَتْ  
عَرْوَةُ جُوَالِقِهِ فَقَالَ : أَغْنِنِي بِعِقَالٍ  
أَشْدُ بِهِ عَرْوَةُ جُوَالِقِي لَا تَنْفِرِ الْإِنْلِ ،  
فَاغْطَاهُ عِقَالًا فَسُدَّ بِهِ عَرْوَةُ جُوَالِقِهِ .  
فَلَمَّا نَزَلُوا عَقْلَتِ الْإِبْلِ إِلَّا بَعْيَرَا  
وَاجْدَأَا ، فَقَالَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ : مَا شَاءَ  
هَذَا الْبَعْرِ لَمْ يَعْقَلْ مِنْ بَنِي الْإِبْلِ ؟  
قَالَ : لَيْسَ لَهُ عِقَالٌ . قَالَ : فَلَيْنَ  
عِقَالُهُ ؟ قَالَ : فَحَذَفَهُ بِعَصَمٍ كَانَ فِيهَا  
أَجْلَهُ . فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ ،  
فَقَالَ : أَشْهَدُ الْمَوْسِمَ ؟ قَالَ : مَا  
أَشْهَدُ وَرَبِّيَا شَهَدْنَاهُ . قَالَ : هَلْ أَنْتَ  
مَبْلِغٌ عَنِي رِسَالَةً مَرَّةً مِنَ الدَّهْرِ ؟  
قَالَ : نَعَمْ . قَالَ فَكَتَتْ : إِذَا أَنْتَ  
شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادَ يَا آلَ قُرَيْشِ ،

کے لوگو! جب وہ تمہارے پاس جمع ہو جائیں تو پکارنا اے بنی ہاشم! جب وہ تمہارے پاس آجائیں تو ان سے ابو طالب پوچھنا اور انہیں بتلاؤ کہ فلاں شخص نے مجھے ایک ری کے لئے قتل کر دیا۔ اس وصیت کے بعد وہ نوکر مر گیا، پھر جب اس کا صاحب کہہ آیا تو ابو طالب کے یہاں بھی گیا۔ جناب ابو طالب نے دریافت کیا ہمارے قبیلہ کے جس شخص کو تم اپنے ساتھ فوکری کے لئے لے گئے تھے اس کا کیا ہوا؟ اس نے کما کہ وہ بیمار ہو گیا تھا میں نے خدمت کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی (لیکن وہ مر گیا تو) میں نے اسے دفن کر دیا۔ ابو طالب نے کما کہ اس کے لئے تمہاری طرف سے بھی ہونا چاہئے تھا۔ ایک مدت کے بعد وہی یمنی شخص ہے جس نے ہاشمی فوکر کے پیغام پہنچانے کی وصیت کی تھی، موسم حج میں آیا اور آواز دی اے قریش کے لوگوں کے لئے بنا دیا کہ یہاں ہیں قریش! اس نے آواز دی اے بنی ہاشم! لوگوں نے بتایا کہ بنی ہاشم یہاں ہیں۔ اس نے پوچھا ابو طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا تو اس نے کما کہ فلاں شخص نے مجھے ایک پیغام پہنچانے کے لئے کما تھا کہ فلاں شخص نے اسے ایک ری کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ اب جناب ابو طالب اس صاحب کے یہاں آئے اور کما کہ ان تین چیزوں میں سے کوئی چیز پسند کر لو اگر تم چاہو تو سوا ونڈ دیت میں دے دو کیونکہ تم نے ہمارے قبیلہ کے آدی کو قتل کیا ہے اور اگر چاہو تو تمہاری قوم کے پیچا س آدی اس کی قسم کھالیں کہ تم نے اسے قتل نہیں کیا۔ اگر تم اس پر تیار نہیں تو ہم تمہیں اس کے بدالے میں قتل کر دیں گے۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا تو وہ اس کے لئے تیار ہو گئے کہ ہم قسم کھالیں گے۔ پھر بنو ہاشم کی ایک عورت ابو طالب کے پاس آئی جو اسی قبیلہ کے ایک شخص سے بیانی ہوئی تھی اور اپنے اس شوہر سے اس کے پچھے بھی تھا۔ اس نے کما اے ابو طالب! آپ مریانی کریں اور میرے اس لڑکے کو ان پیچا س آدمیوں میں معاف کر دیں اور جمال قسمیں لی جاتی ہیں (یعنی رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان) اس سے وہاں قسم نہ ہیں۔ حضرت ابو طالب نے اسے معاف کر دیا۔ اس کے

فلاذا أَجَابُوكَ فَوَادْ يَا آلَ تَهِيْ هَاشِمٍ،  
فَإِنْ أَجَابُوكَ فَأَسْأَلَنَ عَنْ أَبِي طَالِبٍ  
لَا خِبْرَةَ أَنْ فُلَانًا قَتَلَنِي فِي عِقَالٍ.  
وَمَاتَ الْمُسْتَاجِرُ. فَلَمَّا لَقِيَ الْيَمَ الْدِيْنِي  
اسْتَأْجَرَهُ أَنَّهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ: مَا فَعَلَ  
صَاحِبِنَا؟ قَالَ مَوْضِنَ فَأَخْسَنَ الْقِيَامَ  
عَلَيْهِ، فَرَأَيْتَ دَفْنَهُ، قَالَ: فَذَكَرَ  
أَهْلَ ذَلِكَ مِنْكَ، فَمَنْكَتْ حِينَهُ فَمُّ إِنْ  
الرَّجُلُ الْدِيْنِيْ أَرْضَى إِلَيْهِ أَنْ يَتَلَقَّعَ عَنْهُ  
وَالْأَنْيَ الْمَوْسِمَ فَقَالَ: يَا آلَ قُرَيْشٍ،  
قَالُوا: هَلْيُو قُرَيْشَ، قَالَ: يَا آلَ تَهِيْ  
هَاشِمٍ، قَالُوا: هَلْيُو بُنُو هَاشِمٍ، قَالَ:  
أَيْنَ أَبُو طَالِبٍ؟ قَالُوا هَذَا أَبُو طَالِبٍ،  
قَالَ: أَمْرَنِي فُلَانَ أَنْ أَبْلِغَكَ رِسَالَةً أَنْ  
فُلَانًا قُتِلَهُ فِي عِقَالٍ، فَلَمَّا أَبْلَغَ  
فَقَالَ لَهُ: اخْتَرْ مِنْا إِحْدَى ثَلَاثَةَ: إِنْ  
شِئْتَ أَنْ تُرَدِّيْ مِائَةَ مِنَ الْأَبْلِيلِ فَإِنَّكَ  
قَتَلْتَ صَاحِبَنَا، وَإِنْ شِئْتَ حَلَفَ  
خَمْسَوْنَ مِنْ قَوْمِكَ إِنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ،  
فَإِنْ أَبِيَتْ قَتْلَنَاكَ بِهِ، فَأَتَيْ قَوْمَهُ فَقَالُوا  
نَحْلَفُ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ  
كَانَتْ تَحْتَ رَجْلِ مِنْهُمْ فَذَ وَلَدَتْ لَهُ  
فَقَالَتْ: يَا أَبَا طَالِبٍ أَحَبُّ أَنْ تُجِيزَ  
أَنْبِيَهُ هَذَا بَوْجَلٌ مِنَ الْخَمْسِينَ وَلَا  
تُصِيرُ بِعِنْدِهِ حَنْثَ تُصِيرُ الْأَيْمَانَ،  
فَقَعَلَ، فَأَتَاهُ رَجْلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا أَبَا  
طَالِبٍ أَرَدْتَ خَمْسِينَ رَجُلًا أَنْ

يَخْلُفُوا مَكَانَ مَا لَهُ مِنْ إِلَيْلٍ، يُصْبِبُ  
كُلُّ رَجُلٍ بَعْرَانَ، هَذَا بَعْرَانٌ  
فَاقْبَلُهُمَا عَنِّي وَلَا تُصْبِرُ يَمِينِي حَتَّى  
تُصْبِرُ الْأَيْمَانَ، فَاقْبَلُهُمَا، وَجَاءَ ثَمَانِيَّةٌ  
وَأَرْبَعُونَ فَخَلَفُوا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَوَّ  
الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا خَالَ النَّحْوُ  
وَمَنْ الشَّمَانِيَّةُ وَأَرْبَعِينَ عَنِّيْنَ تَطْرِفُ).

بعد ان میں کا ایک اور شخص آیا اور کما اے ابو طالب! آپ نے سو اونٹوں کی جگہ پچھاں آدمیوں سے قسم طلب کی ہے، اس طرح ہر شخص پر دو اونٹ پڑتے ہیں۔ یہ اونٹ میری طرف سے آپ قول کر لیں اور مجھے اس مقام پر قسم کے لئے مجبور نہ کریں جمل قسم لی جاتی ہے۔ حضرت ابو طالب نے اسے بھی منظور کر لیا۔ اس کے بعد یقہ اڑتا لیں جو آدمی آئے اور انہوں نے قسم کھالی، ابن عباس ہمیشہ نے کہا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابھی اس واقعہ کو پورا سال بھی نہیں گزرا تھا کہ ان اڑتا لیں آدمیوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں رہا جو آنکھ ہلاتا۔

**تشریح** [یعنی کوئی زندہ نہ رہا، سب مر گئے۔ جھوٹی قسم کھانے کی یہ سزا ان کو ملی اور وہ بھی کعبہ کے پاس معاذ اللہ۔ دوسری روایت میں ہے کہ ان سب کی نیشن جاندار حضرت طیب کو ملی جس کی مل کے کہنے سے ابو طالب نے اس کو قسم معاف کر دی تھی، گو ابن عباس ہمیشہ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے مگر انہوں نے یہ واقعہ مستبر لوگوں سے ناجب ہی اس پر قسم کھلائی۔ فاکی نے ابن ابی نجح کے طریق سے نکلا کچھ لوگوں نے خانہ کعبہ کے پاس ایک قسم اسے جھوٹی قسمیں کہاںیں پھر ایک پہاڑ کے تلے جا کر نہمرے ایک پتھران پر گرا جس سے دب کر سب مر گئے جھوٹی قسمیں کھانا پر بعض لوگوں کا ان قسموں کے لئے قرآن پاک اور مساجد کو استعمال کرنا بے حد خطرناک ہے، کتنے لوگ آج بھی ایسے دیکھے گئے کہ انہوں نے یہ حرکت کی اور نتیجہ میں وہ تباہ و برپاد ہو گئے۔ لذا کسی بھی مسلمان کو ایسی جھوٹی قسم کھانے سے قطعاً پر ہیز کرنا لازم ہے۔]

(۳۸۳۶) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے رہام سے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعثت کی لڑائی اللہ تعالیٰ نے (مصلحت کی وجہ سے) رسول اللہ ﷺ سے پہلے بہا کر دی تھی، آنحضرت ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو یہاں انصار کی جماعت میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی۔ ان کے سردار مارے جا چکے تھے یا زخمی ہو چکے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس لڑائی کو اس لئے پہلے بہا کیا تھا کہ انصار اسلام میں داخل ہو جائیں۔

(۳۸۳۷) اور عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، انہیں عمرو نے خردی، انہیں کبیر بن اشیع نے اور عبد اللہ بن عباس ہمیشہ کے مولا کریب نے ان سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس ہمیشہ نے بتایا صفا اور مرودہ کے درمیان نائے کے اندر زور سے دوڑنا سنت نہیں ہے یہاں جاہلیت

۶- حَدَّثَنِي عَبْيَضُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ  
حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ يَوْمٌ  
بَعْثَاتٍ يَوْمًا قَدْمَةُ اللَّهِ لِرَسُولِهِ ﷺ، فَقَدِيمٌ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَدِ الْفَرْقَ مَلَأُوهُمْ، وَقُتِلَتْ  
سَرَوَاتُهُمْ وَجُرُوحُهُمْ، قَدْمَةُ اللَّهِ لِرَسُولِهِ ﷺ  
فِي دُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ)).

[راجح: ۳۷۷۷]

۷- وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو  
عَنْ بَكِيرٍ بْنِ الْأَشْجَعِ أَنَّ كُرْبَيَا مَوْلَى ابْنِ  
عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: ((لَيْسَ  
السَّعْيُ بِيَطْنَ الْوَادِيِّ بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ

شَهْرٌ إِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْقُونَهَا  
وَتَقُولُونَ : لَا تُجِيزُ النَّطْخَاءَ إِلَّا هَذَا ) .

کے درمیں لوگ جیزی کے ساتھ دوڑا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تو اس پتھری جگہ سے دوڑی کپاڑ ہوں گے۔

لَتَبَرُّعَ  
بعد ہا کے پیش کے ساتھ مدد کے قبیل ایک جگہ کا نام ہے جہاں رسول کرم ﷺ کی بھرتوں مدد سے پانچ سال پہلے اوس اور فخر جنگ تھاں میں سخت لڑائی ہوئی تھی جس میں ان کے ہمت سے اشرف مارے گئے قاتل انقلابیان فان قلت السعی رکن من اركان الحج و هو طربة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و سعیه فکیف قال ليس بستة قلت العراد من السعی هبنا معناه اللغوی یہاں سی لغوی مراد ہے سی سنوٹہ مراد ہیں ہے۔

۳۸۴۸ - حَدَّثَنَا عَثْدَ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ  
الْجَفْنِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مُطَرِّفٌ  
سَمِعَتْ أَبَا السَّفَرِ يَقُولُ : سَمِعْتَ أَبْنَ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : ((بِاَثْبَأِ  
النَّاسِ، اسْمَعُوا مِنِّي مَا أُقُولُ لَكُمْ،  
وَأَسْمَعُونِي مَا تَقُولُونَ، وَلَا تَذَهَّبُوا  
فَقُولُوا : قَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ :  
مَنْ طَافَ بِالْأَيْمَنِ فَلَيْطِفْ مِنْ وَرَاءِ  
الْحِجْرِ، وَلَا تَقُولُوا الْحَطِيمُ، فَإِنَّ الرُّجُلَ  
فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَخْلُفُ فَيَلْقَى سَوْطَةً أَوْ  
نَفْلَةً أَوْ قُوْسَةً )) .

لماں نے اس کو حطیم کہتے یعنی کھا جانے والا ہضم کر جانا والا کیونکہ وہ ان کی اشیاء کو ہضم کر جانا، وہاں پڑے پڑے وہ چیزوں کی  
سرچاٹیں یا کوئی ان کو اخھا لے جاتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حطیم کی مناسبت کے پیش نظر اسے حطیم کہنے سے منع کیا تھا لیکن  
عام الہ اسلام بغیر کسی تکمیر کے اسے اب بھی حطیم کی کہتے چلے آ رہے ہیں اور یہ کعبہ علی کی زمین ہے جسے قریش نے سرایا کی کی کی  
وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔

۳۸۴۹ - حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ بْنُ حَمَادٍ حَدَّثَنَا  
هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرُو بْنِ مَعْمُونٍ  
قَالَ : ((رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْمَعَ  
عَلَيْهَا قِرْدَةً قَدْ زَانَ فَرَجَمُوهَا، فَرَجَمْتُهَا  
مَعْهُمْ )) .

لَتَبَرُّعَ پوری روایت اسماعیل نے یوں تکالی عمرو بن میمون کہتے ہیں میں یعنی میں تھا اپنے لوگوں کی بکریوں میں ایک اونچی جگہ پر  
شریک ہوا۔

میں نے دیکھا ایک بدر بذریا کو لے کر آیا اور اس کا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو گیا اتنے میں ایک گھوٹا بدر آیا اور بذریا کو اشارہ کیا اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ بدر کے سر کے نیچے سے کھینچ لیا اور پھوٹے بدر کے ساتھ چل گئی اس نے اس سے محبت کی میں دیکھ رہا تھا پھر بذریا لوٹی اور آہستہ سے پھر اپنا ہاتھ پسلے بدر کے سر کے نیچے ڈالنے کی لیکن وہ جاگ اٹھا اور ایک چیخ ماری تو سب بدر جمع ہو گئے۔ یہ اس بذریا کی طرف اشارہ کرتا اور چیختا جاتا تھا۔ آخر دو سرے بدر اور صراحت مرگے اور اس پھوٹے بدر کو پکڑ لائے۔ میں اسے پچھانتا تھا پھر انہوں نے ان کے لئے گڑھا کوڑا اور دلوں کو سکار کڑا لاؤ میں نے یہ رحم کامل جانوروں میں بھی دیکھا۔

٣٨٥٠ - حدَثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا

سُفِيَّانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَ أَنَّ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((خِلَالَةٍ مِنْ خِلَالِ الْأَجَاهِيلَةِ: الْطَّفْنُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالنَّياحَةُ - وَتَسْبِيَ النَّاثَةَ - قَالَ سُفِيَّانٌ: وَتَقُولُونَ إِنَّهَا الإِسْتِسْفَاءُ بِالْأَنْوَاءِ)).

### بابُ بُنْيٰ كَرِيمٍ شَهِيدِ الْمُؤْمِنِ كَبِيعَتْ كَابِيَانَ

آپ کا نام مبارک ہے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فهر بن مالک بن نصر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

یہیں تک آپ نے اپنا سب بیان فرمایا ہے، عدنان کے بعد روایتوں میں اختلاف ہے حضرت امام بخاری رض نے تاریخ میں آپ کا نسب حضرت ابراہیم تک بیان فرمایا ہے۔

٣٨٥١ - حدَثَنَا أَخْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَنْزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسّع نعمتہ وَهُوَ أَبْنُ أَرْبَعِينَ، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشَرَةَ سَنَةً، ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ، فَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَمَكَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِينَ، ثُمَّ تَوَفَّى صلی اللہ علیہ وسّع نعمتہ)).

### ٢٨ - بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسّع نعمتہ

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كَلَابٍ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ بْنِ لُوَيِّ بْنِ غَالِبٍ بْنِ فَهْرٍ بْنِ مَالِكٍ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كَنَانَةَ بْنِ حَرْيَمَةَ بْنِ مُذْرِكَةَ بْنِ الْيَاسِ بْنِ مُضْرَبِ بْنِ نَزارِ بْنِ مَعْدَ بْنِ عَدْنَانَ.

[اطرافہ فی: ۳۹۰۱، ۳۹۰۳، ۴۴۶۵، ۴۹۷۹]

ہے اور کسی صحیح ہے۔

باب نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ نے مکہ میں مشرکین کے ہاتھوں جن مذکولات کا سامنا کیا ان کا بیان۔ (۳۸۵۲) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبیدہ نے بیان کیا، کہا ہم سے بیان بن بشیر اور اسماعیل بن ابو خالد نے بیان کیا، کہا کہ ہم نے قیس بن ابو حازم سے شاواہ بیان کرتے تھے کہ میں نے خباب بن ارت سے شاواہ بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ کعبہ کے سامنے تلے چادر مبارک پر نیک لگائے بیٹھے تھے۔ ہم لوگ مشرکین سے انتہائی تکالیف اٹھا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ اللہ تعالیٰ سے آپؐ دعا کیوں نہیں فرماتے؟ اس پر آپؐ سیدھے بیٹھ گئے۔ چہرہ مبارک غصہ میں سرخ ہو گیا اور فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گذر چکے ہیں کہ لوہے کے گنگوں کو ان کے گوشت اور پھوپھو سے گزار کر ان کی بہیوں تک پنچاڑیا گیا اور یہ معاملہ بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکا، کسی کے سر بر آرا رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیتے گئے اور یہ بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکا، اس دین اسلام کو تو اللہ تعالیٰ خود ہی ایک دن تمام و کمال تک پنچائے گا کہ ایک سوار صنائع سے حضرموت تک (تمہارے) جائے گا اور (راتے) میں اسے اللہ کے سوا اور کسی کا خوف نہ ہو گا۔ بیان نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا کہ ”سوائے بھیڑیے کے کہ اس سے اپنی بکریوں کے معاملہ میں اسے ڈر ہو گا۔“

حضرموت شامی عرب میں ایک ملک ہے اس میں اور صنائع میں پندرہ دن پیدل چلنے والوں کا راستہ ہے۔ اس سے امن عام مراد ہے جو بعد میں سارے ملک عرب میں اسلام کے غلبہ کے بعد ہوا اور آج سعودی عرب کے دور میں یہ امن سارے ملک میں حاصل ہے اللہ پاک اس حکومت کو قائمِ دائم رکھے۔ آمين۔

(۳۸۵۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود بن ششو نے کہ نبی کریم ﷺ نے سورہ نجم پڑھی اور

۲۹ - بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ ﷺ  
وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ  
۳۸۵۲ - حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً  
حَدَّثَنَا بَيَانٌ وَإِسْمَاعِيلٌ قَالَا: سَمِعْنَا قَيْساً  
يَقُولُ: سَمِعْتُ حَبَّاباً يَقُولُ: ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ  
ﷺ وَهُوَ مَتَوَسِّدٌ بُرْزَةً وَهُوَ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ  
- وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً -  
فَقُلْتُ: أَلَا تَدْعُونَ اللَّهَ. فَقَعَدَ وَهُوَ مُخْمَرٌ  
وَجْهُهُ فَقَالَ: ((لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ  
لَيْمَشْطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيدِ، مَا ذُوْنَ عِظَامِهِ  
مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصْبٍ، مَا يَصْرُفُهُ ذَلِكَ عَنْ  
دِينِهِ، وَيَوْضَعُ الْمِنْشَارَ عَلَى مَفْرَقِ رَأْسِهِ  
فَيُشْقِي بَاثِنِينَ، مَا يَصْرُفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ.  
وَلَيَتَمَّنَ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسْبِرَ  
الرَّأْكَبُ مِنْ صَنْعَةِ إِلَى حَضْرَمَوْتَ مَا  
يَخَافُ إِلَّا اللَّهُ)). زَادَ بَيَانٌ ((وَالَّذِي  
عَلَى غَنِمَهُ)).

[اراجع: ۳۶۱۲]

۳۸۵۳ - حَدَّثَنَا سَلَيْمَانَ بْنَ حَرْبَ حَدَّثَنَا  
شَعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَرَأَ النَّبِيُّ

سجدہ کیا اس وقت آپ کے ساتھ تمام لوگوں نے سجدہ کیا صرف ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ اپنے ہاتھ میں اس نے کنکریاں اٹھا کر اس پر اپنا سر رکھ دیا اور کہنے لگا کہ میرے لئے بس اتنا ہی کافی ہے۔ میں نے پھر اسے دیکھا کہ کفر کی حالت میں وہ قتل کیا گیا۔

**لئے تین چیزیں** یہ شخص امیہ بن خلف تھا۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے، بعض نے کما جب امیہ بن خلف نے سجدہ تک نہ کیا تو مسلمانوں کو رنج گزرا گویا ان کو تکلیف دی یعنی ترجمہ باب ہے بعض نے کما مسلمانوں کو تکلیف یوں ہوئی کہ مشرکین کے بھی سجدے میں شریک ہونے سے وہ یہ سمجھے کہ یہ مشرک مسلمان ہو گئے ہیں اور جو مسلمان ان کی تکلیف دینے سے جبکش کی نیت سے نکل پکے تھے وہ داہیں لوٹ آئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے ہیں تو دوبارہ وہ مسلمان جبکش کی بھرت کے لئے نکل گئے۔

(۳۸۵۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کما ہم سے غدر نے بیان کیا، کما ہم سے شعبہ نے، ان سے ابو الحاق نے، ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود بن عثیم نے بیان کیا کہ بی کرم شیخیل (نماز پڑھتے ہوئے) سجدہ کی حالت میں تھے، قریش کے کچھ لوگ وہیں اردو گرد موجود تھے۔ اتنے میں عقبہ بن ابی میظ ادٹ کی او جھڑی بچھے داں لایا اور حضور اکرم شیخیل کی پیچھے مبارک پر اسے ڈال دیا۔ اس کی وجہ سے آپ نے اپنا سر نہیں اٹھایا پھر فاطمہ بنت ابی آدم میں اور گندگی کو پیچھے مبارک سے ہٹایا اور جس نے ایسا کیا تھا اسے بد دعا دی۔ حضور شیخیل نے بھی ان کے حق میں بد دعا کی کہ اے اللہ! قریش! کی اس جماعت کو پکڑ لے۔ ابو جمل بن ہشام، عقبہ بن ریبیعہ، شیبہ بن ریبیعہ اور امیہ بن خلف یا (امیہ کے بجائے آپ نے بد دعا) ابی بن خلف (کے حق میں فرمائی) شبہ راوی حدیث شعبہ کو تھا۔ عبداللہ بن مسعود بن عثیم نے کہا کہ پھر میں نے دیکھا کہ بدر کی لڑائی میں یہ سب لوگ قتل کر دیے گئے اور ایک کنویں میں انسنیں ڈال دیا گیا تھا سو امیہ یا ابی کے کہ اس کا ہر ایک جو ڈالگ ہو گیا تھا اس لئے کنویں میں نہیں ڈالا جا سکا۔

جنگ بدر میں تمام کفار ہلاک ہو گئے اور جو کچھ انہوں نے کیا اس کی سزا پائی۔

(۳۸۵۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کما ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، کما مجھ سے سعید بن جبیر نے بیان کیا یا

النَّجْمَ فَسَجَدَ، فَمَا يَقِنُ أَحَدٌ إِلَّا سَجَدَ، إِلَّا رَجُلٌ رَأَيْتُهُ أَخَذَ كُفَّاً مِنْ حَصَنَ فَرَفَقَةً، فَسَجَدَ عَلَيْهِ وَقَالَ : هَذَا يَكْفُفِنِي. فَلَقِدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ قُتْلَ كَافِرًا۔ [راجح: ۱۰۶۷]

۳۸۵۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ عَنْ عَمْرُو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((يَبْنَا النَّبِيُّ ﷺ ساجدٌ وَحَوْنَةٌ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ جَاءَ عَفْعَةُ بْنُ أَبِي مُعْنِيَّ بَسَلَيْ جَزُورَ فَقَدَّفَهُ عَلَى ظَهِيرَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ، فَخَاءَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَأَخَدَتْهُ مِنْ ظَهِيرَهُ وَدَعَتْ عَلَى مِنْ صَنَعِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((اللَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ : أَبَا جَهَلٍ بْنِ هِشَامٍ وَعَتَبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَأَمَّةَ بْنِ خَلَفٍ - أَوْ أَبِي بْنِ خَلَفٍ)، شَعْبَةُ الشَّاكِرِ - فَرَأَيْتُهُمْ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ، فَأَلْقُوا فِي بَرِّ غَيْرِ أَمَّةٍ أَوْ أَبِيٍّ تَقْطَعُتْ أُوْصَالُهُ فَلَمْ يَلْقَ فِي الْبَرِّ)). [راجح: ۲۴۰]

۳۸۵۵ - حَدَّثَنِي عُثْمَانَ بْنَ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيزٌ عَنْ مُنْصُورٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ

(منصور نے) اس طرح بیان کیا کہ مجھ سے حکم نے بیان کیا کہ ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن ابریمی بن بشیر نے کہ حضرت ابن عباس بن عیاش سے ان دونوں آئیوں کے متعلق پوچھو کہ ان میں مطابقت کس طرح پیدا کی جائے (ایک آیت ولا تقتلوا النفس التي حرم الله اور دوسرا آیت و من يقتل مومناً متعصداً ہے ابن عباس بن عیاش سے میں نے پوچھا تو انہوں نے بتالیا کہ جب سورۃ الفرقان کی آیت نازل ہوئی تو مشرکین کہنے کیا ہم نے تو ان جانوں کا بھی خون کیا ہے جن کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا تھا ہم اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کی عبادت بھی کرتے رہے ہیں اور بدکاریوں کا بھی ہم نے ارتکاب کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی کہ "الامن تاب و امن" (وہ لوگ اس حکم سے الگ ہیں جو توبہ کر لیں اور ایمان لا لیں) تو یہ آیت ان کے حق میں نہیں ہے لیکن سورۃ النساء کی آیت اس شخص کے باب میں ہے جو اسلام اور شرائع اسلام کے حکام جان کر بھی کسی کو قتل کرے تو اس کی سزا جنم ہے، میں نے عبداللہ بن عباس بن عیاش کے اس ارشاد کا ذکر مجہد سے کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ لوگ اس حکم سے الگ ہیں جو توبہ کر لیں۔

جبیر - اُو قال: حدثني الحكم عن سعيد بن جبیر - قال: ((أمرني عبد الرحمن بن أنسٍ بـ: سلِّ ابن عباس عن هاتين الآيتين ما أمرهما؟)) [الأنعام: ۱۵۱، الإسراء: ۳۲]: ﴿وَلَا تُقْتَلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ﴾، [النساء: ۹۳]. ﴿وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مَّعْنَدَهُ فَسَأَلَتْهُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَئِنْ أَنْزَلْتِ الْيَتِيمَ فِي الْفِرْقَانِ ۖ ۱۶۸۱ فَقَالَ مُشْرِكٌ أَهْلِ مَكَّةَ: فَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ، وَدَعْوَنَا مَعَ اللَّهِ إِلَيْهَا أَخْرَى، وَقَدْ أَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ﴾] [الفرقان: ۷۰] الآية، فَهَذِهِ لِأَوْلَىكُ، وَأَمَا الْيَتِيمَ فِي السَّيِّءَاتِ [۹۳] الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ الْإِسْلَامَ وَشَرَاعِنَةً ثُمَّ قُتِلَ فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ، فَذَكَرْتُهُ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ: إِلَّا مَنْ نَدِمَ)).

[اطرافہ فی : ۴۵۹۰، ۴۷۶۲، ۴۷۶۳]

. ۴۷۶۴

**لشیخ** سورۃ فرقان کی آیت سے یہ لکھتا ہے کہ جو کوئی خون کرے لیکن پھر توبہ کرے اور نیک اعمال بجا لائے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا اور سورۃ نساء کی آیت میں یہ ہے کہ جو کوئی عمداء کسی مسلمان کو قتل کرے تو اس کو ضرور سزا ملے گی یہ شدہ دوزخ میں رہے گا اللہ کا غضب اور غصہ اس پر نازل ہو گا۔ اس صورت میں دونوں آئیوں کے مضمون میں تناقض ہوا تو عبدالرحمن بن ابریمی بن بشیر نے یہی امر حضرت عبداللہ بن عباس بن عیاش سے معلوم کرایا جو یہاں مذکور ہے، حضرت عبداللہ بن عباس بن عیاش کا مطلب یہ تھا کہ سورۃ فرقان کی آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو کفر کی حالت میں ناحق خون کریں پھر توبہ کریں اور مسلمان ہو جائیں تو اسلام کی وجہ سے کفر کے ناحق خون کا ان سے مواجهہ نہ ہو گا اور سورۃ النساء کی آیت اس شخص کے حق میں ہے جو مسلمان ہو کر دوسرے مسلمان کو عمداء ناحق مار ڈالے ایسے شخص کی سزا دوزخ ہے اس کی توبہ قبول نہ ہو گی تو دونوں آئیوں میں کچھ تناقض نہ ہوا اور حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس سے یہ لکھتا ہے کہ مشرکوں نے مسلمانوں کو ناحق مارا تھا، ان کو ستیلا تھا۔

۳۸۵۶ - حدثنا عياش بن الوليد بن مسلم نے بیان کیا، کما مجھ سے اوزاعی نے بیان کیا، ان سے سیجی بن ابی

کثیر نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم تھی نے بیان کیا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاصی بن عاصی سے پوچھا مجھے مشرکین کے سب سے سخت ظلم کے متعلق چاؤ جو مشرکین نے نبی کرم ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ انسوں نے کماکر نبی کرم ﷺ کے ساتھ طیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی میعیط آیا اور خالم اپنا کپڑا حضور اکرم ﷺ کی گروں مبارک میں پھسا کر زور سے آپ کا گلا گھونٹنے لگا تھے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے اور انسوں نے اس بد بخت کا لندھا پڑ کر آنحضرت ﷺ کے پاس سے اسے ہٹادیا اور کماکیا تم لوگ ایک شخص کو صرف اس لئے مارڈا النا چاہتے ہو کہ وہ کھتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے الآیۃ عیاش بن ولید کے ساتھ اس روایت کی متابعت ابن اسحاق نے کی (اور بیان کیا کہ) مجھ سے تجھی بن عروہ نے بیان کیا اور ان سے عروہ نے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصی سے پوچھا اور عبدہ نے بیان کیا، ان سے بشام نے، ان سے ان کے والد نے کہ حضرت عمرو بن عاصی بن عاصی سے کماکیا اور محمد بن عمرو نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے، اس میں یوں ہے کہ مجھ سے حضرت عمرو بن عاصی بن عاصی نے بیان کیا۔

قول محمد بن عمرو کو حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے خلق افعال العباد میں وصل کیا ہے۔ حافظ نے کما ایک روایت میں یوں ہے کہ مشرکین نے آنحضرت ﷺ کو ایسا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے تب حضرت ابو بکر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کیا تم ایسے شخص کو مارے ڈالتے ہو جو کھتا ہے کہ میرا رب صرف اللہ ہے۔

**۳۰۔ باب إسلام أبی بنکر الصدیق**

### رضی اللہ عنہ

**لشیخ** آپ کا نام عبد اللہ بن عاصی ہے۔ عثمان ابو قحافة کے بیٹے ہیں۔ ساتویں پشت پر ان کا نسب نام رسول کرم ﷺ سے مل جاتا ہے۔ آپ کو عقیق سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ نار دوزخ سے قطعی طور پر آزاد ہو چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہر غزوہ میں ہر موقع پر شریک رہے۔ آپ بن عاصی آخر عمر میں مندی کا خذاب کرتے تھے۔

(۳۸۵۷) مجھ سے عبد اللہ بن حماد آتمی نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے تجھی بن معین نے بیان کیا، کما ہم سے اسماعیل بن مجالد نے بیان کیا، ان سے بیان نے، ان سے وبرہ نے اور ان سے ہمام بن حارث نے

۳۸۵۷ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَمَادٍ الْأَمْلَى قَالَ: حَدَّثَنِي تَعْقِيْبُ بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةٍ

أبى سخیف عن محمد بن إبراهيم التميمي  
قال حدثني عزوة بن الزبير قال: سألت  
ابن عمر و بن العاص فللت: أخبرني بإشارة  
شيء صنعة المشركون بالنبي ﷺ. قال:  
بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَصْلُّ فِي جَنَاحِ الْكَعْبَةِ، إِذَا  
أَفْلَمَ عَنْهُ بَنُ أَبِي مُعِيطٍ فَوَضَعَ فَوْتَهُ فِي  
عَنْقِهِ فَحَنَقَهُ حَنَقاً شَدِيداً، فَأَقْلَلَ أَبُو بَكْرٍ  
حَتَّى أَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ  
قال: أَتَقْتَلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّي اللَّهُ  
الآية [غافر : ۲۸]. تابعة ابن إسحاق.  
حدثني تعيق بن عزوة عن عزوة : فللت  
لعبد الله بن عمر، وقال عبدة عن  
هشام عن أبيه : قيل لعمرو بن العاص.  
وقال محمد بن عمر عن أبي سلمة :  
حدثني عمر و بن العاص)).

[راجع: ۳۶۷۸]

عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: قَالَ عُمَّارُ بْنُ يَاسِرَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهُ إِلَّا حَمْسَةً أَعْذِدَ وَأَمْرَاتَانِ وَأَبْوَبَكْرٍ).  
بیان کیا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس  
حالت میں بھی دیکھا ہے جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ پانچ غلام، دو  
عورتوں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی (مسلمان) نہیں تھا۔

[راجح: ۳۶۰]

**تَسْبِيحَ** حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ واقعہ اصحاب النبل سے دو سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے اور جادی الاخری ۱۳ھ میں عمر ۲۳ سال  
انتقال فرمایا۔ مدت خلافت دو سال چار ماہ ہے۔ پانچ غلام حضرت بلاں، حضرت زید، حضرت عامر اور ابو یکیہ اور عبید تھے اور  
دو عورتیں حضرت خدیجہ اور حضرت ام ایمن یا سیہ رضی اللہ عنہم۔ حضرت ابو بکر کو صدیق اس نے کہا گیا کہ انہوں نے جاہلیت کے زمانے میں  
بھی نہ کبھی جھوٹ بولانہ کبھی بت پرستی کی۔ قاضی ابو الحسنین نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ ان کے باپ ابو قفہ ایک روز ان کو  
بت خانے میں لے گئے اور کہنے لگے کہ بت کو جدہ کرلو۔ وہ کہہ کر چلے گئے۔ حضرت ابو بکر فرماتے ہیں کہ میں ایک بت کے پاس گیا اور  
اس سے میں نے کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھ کو کھانا دے۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا کہ میں نہ گاہوں مجھ کو کپڑا پہنادے۔  
اس بت نے پھر بھی کچھ جواب نہ دیا۔ آخر میں نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا کہ اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو میرے ہاتھ سے بچا۔ یہ کہہ کر  
میں نے وہ پتھر اس پر مارا اور میں وہیں سو گیا۔ اتنے میں میرے باپ آگئے اور کہنے لگے بیٹا یہ کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا جو کچھ دکھ رہے  
ہو۔ وہ مجھ کو میری والدہ کے پاس لائے اور ان سے سارا حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا میرے بیٹے سے کچھ مت بول اللہ تعالیٰ نے اس  
کی وجہ سے مجھ سے بات کی جب یہ پیش میں تھا اور مجھ کو درد ہونے لگا تو میں نے ایک ہاتھ سے سنا کہ اللہ کی بندی خوش ہو جا۔ تجھ  
کو ایک آزاد لڑکا ملے گا جس کا نام آسمان میں صدیق ہے وہ حضرت محمد ﷺ کا صاحب اور رفق ہو گا۔

### ۳۱۔ بَابُ إِسْلَامِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصِ بْنِ عَثْمَانَ كَابِيَانَ

وَقَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

**تَسْبِيحَ** حضرت سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ کیتی ابو اسحاق ہے۔ والد ابو و قاص کا نام مالک بن وہبیب ہے، عشرہ مشہورہ سے ہیں۔ سترہ  
سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ تمام غزوات میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہے۔ بڑے ہی مسجتب الدعوات تھے۔ آنحضرت  
ﷺ نے اس مقصد کے لئے ان کے حق میں خاص دعا فرمائی تھی۔ تمیز اندمازی میں بڑے ہی ماہر تھے۔ مقام عتیق میں جو مدینہ سے قریب  
تھا اپنے گھروقات پائی۔ جنازہ کو لوگ کاندھوں پر رکھ کر مدینہ طیبہ لائے اور نماز جنازہ مروان بن حکم نے پڑھائی جو ان دونوں مدینہ کے  
حاکم تھے۔ بیچ غرقد میں دفن ہوئے، سال وفات ۵۵ھ ہے رضی اللہ عنہ وارضاه آئیں۔

۳۸۵۸۔ حدثنا إسحاق أخبرنا أبوأسامة حدثنا هاشم قال: سمعت سعيد بن المسيب قال: سمعت أبي إسحاق سعد بن أبي و قاص يقول: ((ما أسلم أحد إلا في اليوم الذي أسلمت فيه، ولقد مكنت سبعة أيام وإنني لثلث

(۳۸۵۸) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم مروزی نے بیان کیا، انہوں نے  
کہا ہم کو ابو اسامہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم نے  
بیان کیا، کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، کہا کہ میں نے ابو  
اسحاق سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ  
جس دن میں اسلام لایا ہوں دوسرے لوگ بھی اسی دن اسلام لائے  
اور اسلام میں داخل ہونے والے تیرے آدمی کی حیثیت سے مجھ پر

سات دن گزرے۔

[راجع: ۳۷۲۶] (الإِسْلَامِ)).

حد نے یہ اپنے علم کی رو سے کماورنہ ان سے پلے حضرت علی اور خدیجہ اور ابو بکر اور زید اسلام لاچھے تھے اور شاید یہ لوگ سب ایک ہی دن اسلام لائے ہوں یہ شروع دن میں اور سعد آخر دن میں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

### باب جنوں کا بیان۔

### بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿فَلْمَنِ أَوْحِيَ إِلَيْنَا أَنَّهُ  
أَوْرَ اللَّهُ نَصَرَ مَنْ نَصَرَ مِنَ النَّاسِ﴾  
اور اللہ نے سورہ جن میں فرمایا اے نبی! آپ کہ دیجئے میری طرف  
وہی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن کو کان لگا کرنا۔

لقط جن - فلمما حن عليه الليل سے مشق ہے یعنی رات نے جب ان پر اندر میری پھیلائی۔ جن ایک ناری مخلوق ہے جو مادی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ اس میں نیک اور بد ہر قسم کے ہوتے ہیں۔ نبی آدم کو یہ نظر نہیں آتے۔ اسی لئے لقط جن سے موسم ہوئے۔ قرآن مجید میں سورہ جن اسی قوم کے نیک جنوں سے متعلق ہے جنوں نے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن شریف نا اور اسلام قبول کر لیا تھا۔ جنات انسانی محل میں بھی ظاہر ہو کتے ہیں۔

(۳۸۵۹) مجھ سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے صعر نے بیان کیا، ان سے معن بن عبدالرحمن نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے مسروق سے پوچھا کہ جس رات میں جنوں نے قرآن مجید سنا تھا اس کی خبر نبی کریم ﷺ کو کس نے دی تھی؟ مسروق نے کہا کہ مجھ سے تمہارے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو جنوں کی خبر ایک بول کے درخت نے دی تھی۔

(۳۸۶۰) ہم سے موئی بن اسما علیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمرو بن بیکی بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے میرے دادا نے خردی اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو اور قضاء حاجت کے لئے (پانی کا) ایک برتن لئے ہوئے آپ کے بیچھے بیچھے جل رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتنے کے لئے چند پتھر تلاش کر لاؤ اور ہاں ہڈی اور لیدنہ لانا۔ پھر میں پتھر لے کر حاضر ہوا۔ میں انہیں اپنے کپڑے میں رکھے ہوئے تھا اور لا کر آپ کے قریب اسے رکھ دیا اور وہاں سے واپس چلا آیا۔ آپ جب قضاء حاجت سے فارغ

۳۸۵۹ - حدیثی عبید اللہ بن سعید  
حدثنا أبوأسامة حدثنا مسفر عن معن بن عبد الرحمن  
عبد الرحمن قال: سمعت أبي قال:  
((سألت مسروقاً: من آذن النبي ﷺ بالجن ليلة استمروا القرآن؟ فقال:  
حدثني أبوك - يعني عبد الله - أنه  
آذنت بهم شجرة)).

۳۸۶۰ - حدثنا موسى بن إسماعيل  
حدثنا عمرو بن يحيى بن سعيد قال:  
أخبرني جدي عن أبي هريرة رضي الله عنه: ((أنه كان يحمل مع النبي ﷺ إداوة  
بوسطنه وحاجته. فبيئما هو يتبعها بها  
فقال: ((من هذا؟)) فقال: أنا أبو هريرة.  
قال: ((إنك أخباراً استقضى بها، ولا  
تأتي بعظيم ولا بروءة)). فأتينه بأخبار  
أخملها إلى طرف ثوبه حتى وضفتها  
إلى جنبي، ثم انصرفت، حتى إذا فرغ

ہو گئے تو میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ہڈی اور گوبر میں کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ وہ جنوں کی خواراک ہیں۔ میرے پاس نصیبین کے جنوں کا ایک وفد آیا تھا اور کیا ہی اچھے وہ جن تھے۔ تو انہوں نے مجھ سے تو شہ ماں گائیں نے ان کے لئے اللہ سے یہ دعا کی کہ جب بھی ہڈی یا گوبر پر ان کی نظر پڑے تو ان کے لئے اس چیز سے کھانا ملے۔

مشیخت مفتہ فَقْلُتُ: مَا بَالِ الْعَظِيمُ  
وَالرَّوْثَةُ؟ قَالَ: ((هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجَنِ،  
وَإِنَّهُ أَتَانِي وَفَدٌ جِنٌ نَصِيفَتِنَ - وَنَعْمَ  
الْجَنُ - فَسَأْلُونِي الزَّرَادَ، فَدَعَوْتُ اللَّهَ  
لَهُمْ أَنْ لَا يَمْرُوا بِعَظِيمٍ وَلَا بِرَوْثَةٍ إِلَّا  
وَجَدُوا عَلَيْهَا طَعْمَهَا)). [راجع: ۱۵۵]

**شیخ** یعنی یہ قدرت الہی ہڈی اور گوبر پر ان کی اور ان کے جانوروں کی خواراک پیدا ہو جائے۔ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ کے پاس جنات کئی بار حاضر ہوئے۔ ایک بار بطن نخلہ میں جمال آپ قرآن پڑھ رہے تھے۔ یہ سات جن تھے، دوسری بار جون میں، تیسرا بار بقعہ میں۔ ان راتوں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے زمین پر ان کے بیٹھنے کے لئے لکیر کھیت دی تھی۔ چوتھی بار مدینہ کے باہر اس میں زیبر بن عاصم رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ پانچویں بار ایک سفر میں جس میں بلال بن حارث آپ کے ساتھ تھے۔ جنوں کا وجود قرآن و حدیث سے ثابت ہے جو لوگ جنات کا انکار کرتے ہیں وہ مسلمان کھلانے کے باوجود قرآن و حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی خیر مثال چاہیے۔

### باب حضرت ابوذر بن عثمنؓ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ۔

### ۳۳- بَابُ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

(۳۸۶۱) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن مهدی نے، کہا ہم سے شفیع نے، ان سے ابو جمرہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ابوذر بن عثمنؓ کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا کہ جانے کے لئے سواری تیار کر اور اس شخص کے متعلق جو نبی ہونے کا مدعا ہے اور کتابت ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے، میرے لئے خبریں حاصل کر کے لا۔ اس کی باتوں کو خود غور سے سننا اور پھر میرے پاس آتا۔ ان کے بھائی وہاں سے چلے اور مکہ حاضر ہو کر آنحضرت ﷺ کی باتیں خود سینیں پھر واپس ہو کر انہوں نے، ابوذر بن عثمنؓ کو بتایا کہ میں نے انہیں خود دیکھا ہے، وہ اچھے اخلاق کا لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنادہ شعر نہیں۔ ہے۔ اس پر ابوذر بن عثمنؓ نے کہا جس مقصد کے لئے میں نے تھیں بھیجا تھا مجھے اس پر پوری طرح تشغیل نہیں ہوئی، آخر انہوں نے خود تو شہ باندھا، پانی

۳۸۶۱- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الرَّحْمَنَ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا المُشْتَى  
عَنْ أَبِيهِ جَمْرَةَ عَنْ أَبِينِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرَ مَبْعَثَ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِيهِ: ارْكِبْ  
إِلَى هَذَا الْوَادِي فَاغْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا  
الرُّجْلِ الَّذِي يَزْنِعُ أَنَّهُ نَبِيٌّ يَأْتِيهِ الْخَبْرُ  
مِنَ السَّمَااءِ، وَاسْمُعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ انْتَشِيِ  
فَانْطَلَقَ الْأَخُ حَتَّى قَدِمَهُ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ،  
ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِيهِ ذَرَ فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ  
بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشَّغْرِ.  
فَقَالَ: مَا شَفَقْتُمِي مِمَّا أَرَدْتُ. فَتَرَوْدَ  
وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ،

سے بھرا ہوا ایک پرانا مشکنہ ساتھ لیا اور مکہ آئے، مسجد الحرام میں حاضری دی اور یہاں نبی کرم ﷺ کو تلاش کیا۔ ابوذر بن شریٹ آنحضرت ﷺ کو پوچھتے نہیں تھے اور کسی سے آپ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا، کچھ رات گزر گئی کہ وہ لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے، علیؓ ابوذر نے ان سے کہا کہ آپ میرے گھر پر چل کر آرام کر جائے۔ ابوذر بن شریٹ ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے لیکن کسی نے ایک دوسرے کے بارے میں بات نہیں کی۔ جب صبح ہوئی تو ابوذر بن شریٹ نے اپنا مشکنہ اور تو شہ اٹھایا اور مسجد الحرام میں آگئے۔ یہ دن بھی یونہی گزر گیا اور وہ نبی کرم ﷺ کو نہ دیکھ سکے۔ شام ہوئی تو سونے کی تیاری کرنے لگے۔ علی بن شریٹ پھر وہاں سے گزرے اور سمجھ گئے کہ ابھی اپنے ٹھکانے جانے کا وقت اس شخص پر نہیں آیا، وہ انہیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کی، تیرا دن جب ہوا اور علی بن شریٹ نے ان کے ساتھ یہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا کیا تم مجھے بتاسکتے ہو کہ یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ ابوذر بن شریٹ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کر لو کر میری راہ نمائی کرو گے تو میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا۔ علی بن شریٹ نے وعدہ کر لیا تو انہوں نے انہیں اپنے خیالات کی خبر دی۔ علی بن شریٹ نے فرمایا کہ بلاشبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول ہیں ہیں اچھا صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چلنا۔ اگر میں (راتے میں) کوئی ایسی بات دیکھوں جس سے مجھے تمہارے بارے میں کوئی خطرہ ہو تو میں کھڑا ہو جاؤں گا۔ (کسی دیوار کے قریب) گویا مجھے پیشتاب کرنا ہے، اس وقت تم میرا انتظار نہ کرنا اور جب میں پھر چلنے لگوں تو میرے پیچھے آ جانا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ یہ دونوں ساتھ ہیں اور اس طرح جس گھر میں، میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پیچھے پیچھے چلے تا آنکہ علی بن شریٹ کے ساتھ وہ نبی کرم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے، آپ کی باتیں سینیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر

فَأَتَى الْمَسْجِدَ. فَالْتَّمَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهُ، وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ، حَتَّى أَذْرَكَهُ بَعْضُ الْلَّيلِ إِلَاضْطَجَعَ فَرَآهُ عَلَيْهِ، فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ، فَلَمَّا رَأَهُ تَبَعَّهُ، فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدَةً مِنْهُمَا صَاحِبَةَ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ احْتَمَلَ قُرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ، وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَمْسَى فَعَادَ إِلَى مَضْجِعِهِ، فَمَرَّ بِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ؟ فَأَقَامَ، فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ، لَا يَسْأَلْ وَاحِدَةً مِنْهُمَا صَاحِبَةَ عَنْ شَيْءٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّالِثِ فَعَادَ عَلَيْهِ مِثْلَ ذَلِكَ، فَأَقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ: أَلَا تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَفَدَمْكَ؟ قَالَ: إِنَّ أَغْطِيَتِي عَهْدًا وَمِنَاقَةً لِتَرْشِيدِنِي فَعَلَتْ. فَفَعَلَ، فَأَخْبَرَهُ، قَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ، وَهُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحَتْ فَاتَّغْنِي، فَلَمَّا إِنْ رَأَيْتَ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُنْتَ كَائِنَ أَرِيقَ النَّمَاءَ، فَلَمَّا مَضَيَّتْ فَاتَّغْنِي حَتَّى تَذَلَّلَ مَذَلَّلِي، فَفَعَلَ، فَانْطَلَقَ يَقْفُوَهُ، حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي)). قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا صُرُخَّنْ بِهَا بَيْنَ ظَهَرَانِهِمْ. فَخَرَجَ

آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا ب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بناوتا آنکہ جب ہمارے غلبہ کا علم تم کو ہو جائے (تو پھر ہمارے پاس آ جانا) ابوذر ہبھٹھ نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے یہاں سے واپس وہ مسجد حرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔“ یہ سنتے ہی سارا مجمع ٹوٹ پڑا اور اتنا مارا کہ زمین پر لٹا ریا۔ اتنے میں عباس ہبھٹھ آگئے اور ابوذر ہبھٹھ کے اوپر اپنے کو ڈال کر قریش سے کام افسوس! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمہارے تاجر وون کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے۔ اس طرح سے ان سے ان کو بچالیا۔ پھر ابوذر ہبھٹھ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم بری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگے۔ اس دن بھی عباس ان پر اونڈھے پڑ گئے۔

**حَتَّىٰ أَتَى الْمَسْجِدَ، فَنَادَى بِأَغْلَقَى صَوْتِهِ  
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً  
رَسُولُ اللَّهِ. ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَصَرَبُوهُ حَتَّىٰ  
أَضْجَعُوهُ. وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَ عَلَيْهِ قَالَ :**  
**وَنَلَّكُمْ، أَلَسْتُ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غَفَارٍ، وَأَنْ  
طَرِيقٌ تَجَارِكُمْ إِلَى الشَّامِ؟ فَأَنْقَذَهُمْ مِنْهُمْ.  
ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِيرِ بِمَثْلِهَا فَصَرَبُوهُ وَثَارُوا  
إِلَيْهِ، فَأَكَبَ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ).**

[راجع: ۳۵۲۲]

**لَقِيَةُ مُحَمَّدٍ** حضرت ابوذر غفاری ہبھٹھ بلند مرتبہ تارک الدنیا مهاجرین کرام میں سے ہیں۔ ان کا نام جدب حقاً کہ شریف میں شروع اسلام لانے والوں میں ان کا پانچواں نمبر ہے۔ پھر یہ اپنی قوم میں پڑے گئے تھے اور مدت تک وہاں رہے، غزوہ خدق کے موقع پر خدمت نبوی میں مددہ طیبہ حاضر ہوئے تھے اور پھر مقام زیدہ میں قیام کیا اور ۳۲ھ میں خلافت عثمانی میں ان کا زیدہ ہی میں انقلاب ہوا یہ حضور ﷺ کی بیٹت سے پہلے بھی عبادت کرتے تھے۔

### ۴-۳- بَابُ إِسْلَامِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَاسْلَامِ قَبْوَلَ كَرَنا

یہ حضرت عمر ہبھٹھ کے پچاڑا جہائی اور ہنوفی تھے، ان کے والد زید جاہلیت کے زمانہ میں دین حیف کے طالب اور ملت ابراہیمی پر تھے، صرف اللہ کو پڑھتے تھے، شرک نہیں کرتے تھے اور کعبہ کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ اسی اعتقاد پر ان کا انتقال ہوا۔ ان کا واقعہ یہ گزر چکا ہے۔

(۳۸۶۲) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے کوفہ کی مسجد میں سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہبھٹھ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ ایک وقت تھا جب حضرت عمر ہبھٹھ نے اسلام لانے سے

۳۸۶۲ - حَدَّثَنَا قُتْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ : سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدَ بْنَ عَمْرُو بْنَ نُفَيْلِ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ يَقُولُ : وَاللَّهِ لَقَدْ

پہلے مجھے اس وجہ سے باندھ رکھا تھا کہ میں نے اسلام کیوں قبول کیا لیکن تم لوگوں نے حضرت عثمان بن عثیمین کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کی وجہ سے اگر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا کرنا ہی چاہئے۔

رَأَيْتُنِي وَإِنْ عَمَرَ لَمُؤْنِقِي عَلَى الْإِسْلَامِ  
قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ، وَلَوْ أَنْ أَخْذَا إِرْضَانَ  
لِلَّذِي صَنَعْتُمْ بِعَمَانَ لَكَانَ.  
[طرفہ فی : ۳۸۶۷ ، ۶۹۴۲].

**لشیح** حضرت سیدنا عثمان غنی بن عثیمین کی شادوت تاریخ اسلام کا ایک بہت بڑا ایسیہ ہے، حضرت سعید بن زید اس پر اظہار تاسف کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ زمانہ کفر میں حضرت عمر بن عثیمین نے مجھ کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے باندھ رکھا تھا۔ ایک زمانہ آج ہے کہ خود مسلمان ہی حضرت عثمان غنی بن عثیمین جیسے جلیل القدر بزرگ کے خون ناحن میں اپنے ہاتھ رنگ رہے ہیں، فی الواقع یہ حادثہ ایسا ہی ہے کہ اس پر احد پہاڑ کو اپنی جگہ سے سرک جانا چاہیے۔ حضرت عثمان غنی بن عثیمین کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والوں میں زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو نام کے مسلمان اور درپرداز منافق تھے جو مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کرنا چاہتے تھے۔ اس غرض سے کچھ بہانوں کا سارا لے کر ان لوگوں نے علم بغاوت بلند کیا۔ کچھ سیدھے سادھے دوسرے مسلمانوں کو بھی برکا کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ آخر ان لوگوں نے حضرت عثمان بن عثیمین کو شہید کر کے مسلمانوں میں فتوں فسادوں کا ایک ایسا دروازہ کھول دیا جو آج تک بند نہیں ہوا رہا ہے اور نہ بند ہونے کی سر دست امید ہے۔ تفصیلات کے لئے دفاتر کی ضورت ہے مگر اتنا ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ سیدنا عثمان غنی بن عثیمین اللہ و رسول کے سچے فدائی مقبول بارگاہ تھے۔ ان کے خون ناحن میں ہاتھ رنگنے والے ہرمومت کے مستحق ہیں اور قیامت تک ان کو مسلمانوں کی پیشتر تعداد برائی کے ساتھ یاد کرتی رہے گی۔ چونکہ حدیث میں حضرت سعید بن زید بن عثیمین کا ذکر ہے اسی مناسبت سے اس حدیث کو اس باب کے تحت نقل کیا گیا۔ حضرت سعید بن زید ہی کے نکاح میں حضرت عمر بن عثیمین کی بیوی تھیں جن کا نام فاطمہ ہے۔ ان ہی کی وجہ سے حضرت عمر بن عثیمین نے اسلام قبول کیا۔ اس زمانہ میں کچھ لوگ پھر حضرت عثمان غنی بن عثیمین کے نقائص تلاش کر کے امت کو پریشان کر رہے ہیں حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ حضرت عثمان بن عثیمین معموم نہیں تھے اگر ان سے خلافت کے زمانہ میں کچھ کمزوریاں سرزد ہو گئیں ہوں تو ان کو اللہ کے حوالہ کرنا چاہیے نہ کہ ان کو اچھا کرنے صرف حضرت عثمان بن عثیمین سے بلکہ جماعت صحابہ سے مسلمانوں کو بد ظن کرنا یہ کوئی نیک کام نہیں ہے۔

### باب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

(۳۸۶۳) مجھ سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اسماعیل بن ابی خالد نے، انہیں قیس بن ابی حازم نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ہم لوگ ہمیشہ عزت سے رہے۔

(۳۸۶۴) ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا، کہا مجھ کو

۳۸۶۳ - بَابُ إِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ

الْخَطَابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۳۸۶۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفِيَّاً عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَا زِلتُ أَعْزَزَةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ)). [راجع: ۳۶۸۴]

۳۸۶۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنُ وَهَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ

میرے دادا زید بن عبد اللہ بن عمرو نے خردی، ان سے ان کے والد عبد اللہ بن عمر بن حنفیہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن حنفیہ (اسلام لانے کے بعد قریش سے) ڈرے ہوئے گھر میں پیش ہوئے تھے کہ ابو عمرو عاص بن واکل سمی اندر آیا، ایک دھاری دار چادر اور ریشمی کرتے پہنچے ہوئے تھا وہ قبلہ بنو سُم سے تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہمارے خلیف عاص نے حضرت عمر بن حنفیہ سے کہا کیا بات ہے؟ عمر بن حنفیہ نے کہا کہ تمہاری قوم بنو سُم والے کہتے ہیں اگر میں مسلمان ہو تو وہ مجھ کو مار ڈالیں گے۔ عاص نے کہا ”تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا“ جب عاص نے یہ کہہ کرہ دیا تو عمر بن حنفیہ نے کہا کہ پھر میں بھی اپنے کو امان میں سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد عاص باہر نکلا تو دیکھا کہ میدان لوگوں سے بھر گیا ہے۔ عاص نے پوچھا کہ ہر کارخ ہے؟ لوگوں نے کہا ہم ابن خطاب کی خبر لینے جاتے ہیں جو بے دین ہو گیا ہے۔ عاص نے کہا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، یہ سنتے ہی لوگ لوٹ گئے۔

**مُحَمَّدٌ قَالَ: فَأَخْبَرَنِي جَدِّي زَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَوْ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((يَبْتَلِي هُوَ فِي الدَّارِ خَافِقًا إِذْ جَاءَهُ الْعَاصُنُ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ أَبُو عَمْرُو وَعَلَيْهِ حَلْةُ حِرَةٍ وَقَمِيصٌ مَكْفُوفٌ بِحَرِيرٍ - وَهُوَ مِنْ بَنِي سَهْمٍ وَهُمْ حَلَفَاؤُنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ - فَقَالَ لَهُ: مَا بِالْكَ؟ قَالَ: زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَيَقْتُلُونِي إِذْ أَسْلَمْتُ. قَالَ: لَا سَبِيلٌ إِلَيْكَ. بَعْدَ أَنْ قَاتَلَهَا أَمْتُ. فَخَرَجَ الْعَاصُنُ فَلَقِي النَّاسَ قَدْ سَأَلَ بِهِمُ الْوَادِيِّ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُونَ؟ فَقَالُوا: تُرِيدُ هَذَا ابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِي هَبَّا. قَالَ: لَا سَبِيلٌ إِلَيْهِ. فَكَرِّ النَّاسُ). [طرفة في : ۳۸۶۵].**

**تشریح** حضرت عمر بن خطاب بن حنفیہ کی کنیت ابو حفص ہے عدوی اور قریشی ہیں۔ نبوت کے پانچویں یا چھٹے سال اسلام لائے اور ان کے اسلام قبول کرنے کے دن سے اسلام نمایاں ہوتا شروع ہوا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب فاروق ہو گیا، آپ گورے رنگ کے تھے سرفی غالب تھی، قد کے لمبے تھے۔ تمام غزوات نبوی میں شریک ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر بن حنفیہ کے بعد دس سال چھ ماہ خلیفہ رہے۔ مغیرہ بن شعبہ بن حنفیہ کے غلام ابو لولو نے مدینہ میں بدھ کے دن نماز فجر میں ۲۲ ذی الحجه ۴۷ھ کو نجمر سے آپ پر حملہ کیا۔ آپ کیم محرم الحرام ۴۸ھ کو چار دن پیار رہ کر واصل بحق ہوئے۔ ۲۳ سال کی عمری کی۔ نماز جنازہ حضرت صہیب روی نے پڑھائی اور حجرہ نبوی میں جگہ طی بھیتھی۔ عمرو بن عاص بن واکل سمی قریشی ہیں۔ بقول بعض ۸ھ میں حضرت خالد بن ولید بن حنفیہ اور عثمان بن طلحہ بن حنفیہ کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ ان کو آخر حضرت مسیح موعود نے عمان کا حاکم بنا دیا تھا۔ وفات نبوی تک یہ عمان کے حاکم رہے۔ حضرت عمر بن حنفیہ کی خلافت میں ان ہی کے ہاتھ پر مصروف ہوا۔ مصری میں ۴۳ھ میں بصرہ نے سال وفات پائی اللہ عنہ وارضاہ آمین۔

۳۸۶۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً ثَأَرَ قَالَ أَبُو عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمْفُوتَهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((لَمَّا أَسْلَمَ عَمْرُو اجْتَمَعَ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهِ وَقَالُوا: صَبَا بَحْرَمَرَ - وَأَنَا غَلَامٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَنِي - فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَاءُ مِنْ دِينَاجٍ فَقَالَ: فَذَ صَبَا عَمْرُ، فَمَا ذَاكَ؟ فَأَنَّا

میں عمر کو پناہ دے چکا ہوں۔ این عمر بن حیثی نے بیان کیا میں نے دیکھا کہ اس کی یہ بات سنتے ہی لوگ الگ الگ ہو گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون صاحب تھے؟ عمر بن حیثی نے کہا کہ یہ عاصی بن واکل ہیں۔

(۳۸۲۶) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمرو بن محمد بن زید نے بیان کیا، ان سے سالم نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر بن حیثی نے بیان کیا کہ جب بھی حضرت عمر بن حیثی نے کسی چیز کے متعلق کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ اس طرح ہے تو وہ اسی طرح ہوئی جیسا وہ اس کے متعلق اپنا خیال ظاہر کرتے تھے۔ ایک دن وہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خوبصورت شخص وہاں سے گزر ا۔ انہوں نے کہا تو میرا لگان غلط ہے یا یہ شخص اپنے جاہلیت کے دین پر اب بھی قائم ہے یا یہ زمانہ جاہلیت میں اپنی قوم کا کاہن رہا ہے۔ اس شخص کو میرے پاس بلاو۔ وہ شخص بلا یا گیا تو حضرت عمر بن حیثی نے اس کے سامنے بھی کیسی بات دھرائی۔ اس پر اس نے کہا میں نے تو آج کے دن کا سامع والہ کبھی نہیں دیکھا جو کسی مسلمان کو پیش آیا ہو۔ عمر بن حیثی نے کہا لیکن میں تمہارے لئے ضروری قرار دیتا ہوں کہ تم مجھے اس سلسلے میں بتاؤ۔ اس نے اقرار کیا کہ زمانہ جاہلیت میں میں اپنی قوم کا کاہن تھا۔ حضرت عمر بن حیثی نے کہا غیب کی جو خبریں جو تمہاری جنیہ تمہارے پاس لاتی تھیں، اس کی سب سے حریت انگیز کوئی بات سناؤ؟ شخص مذکور نے کہا کہ ایک دن میں بازار میں تھا کہ جنیہ میرے پاس آئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ گھبرائی ہوئی ہے، پھر اس نے کہا جنوں کے متعلق تمہیں معلوم نہیں۔ جب سے انہیں آسمانی خبروں سے روک دیا گیا ہے وہ کس درجہ ذرے ہوئے ہیں، مایوس ہو رہے ہیں اور انہیوں کے پالان کی کمیلوں سے مل گئے ہیں۔ حضرت عمر بن حیثی نے کہا کہ تم نے ذبح کما۔ ایک مرتبہ میں بھی ان دونوں بتوں کے قریب سویا ہوا تھا۔ ایک شخص ایک پچھڑا لایا اور بت پر اسے ذبح کر دیا اس کے اندر سے اس قدر زور کی آواز نکلی کہ میں نے ایسی شدید پیچ کبھی نہیں سنی تھی۔ اس نے کہا اے دشمن! ایک بات بتلاتا ہوں

لہ جاڑ۔ قال: فَرَأَيْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوا عَنْهُ.  
فَقُلْتُ مَنْ هَذَا الرُّجُلُ؟ قَالَ: الْعَاصُ بْنُ

وَائِلٍ). [راجع: ۲۸۶۴]

٣٨٦٦ - حدثنا يحيى بن سليمان قال: حدثني ابن وهب قال: حدثني عمر أن سالما حدثه عن عبد الله بن عمر قال: ((ما سمعت عمر لشيء قط يقول إني لأظنه كذا إلا كان كما يظن)). بينما عمر جالس إذ مر به رجل جميل فقال عمر: لقد أخطأ طني، أو إن هذا على دينه في الجاهلية، أو لقد كان كاهنهم، على الرجل. فدعني له، فقال له ذلك. فقال: ما رأيت كاليوم استقبل به رجل مسلم. قال: فإني أغرم عليك إلا ما أخبرتني. قال: كنت كاهنهم في الجاهلية. قال: لما أعجب ما جاءتك به جئتكم؟ قال: بينما أنا يوما في السوق، جاءوني أغرف فيها الفرع فقال: ألم تر الجن وإنласها، ويناسها من بعد إنكسها، ولحوقدتها بالفلاص وأخلاقها. قال عمر: صدق، بينما أنا عند آلتهم، إذ جاء رجل بعجل لذبحة، فصرخ به صارخ لم أسمع صارخا قط أشد صوتا منه يقول: يا جلينج، أمر نجيج، رجل فصين، يقول: لا إله إلا الله. فواب القوم. قلت لا أترجح حتى أعلم ما وراء هذا. ثم نادى: يا جلينج، أمر نجيج، رجل فصين،

جس سے مراد مل جائے ایک فصح خوش بیان شخص یوں کہتا ہے لا الہ الا اللہ یہ سنتے ہی تمام لوگ (جو وہاں موجود تھے) چونکہ پڑے (چل دیئے) میں نے کہا میں تو نہیں جانے کا، دیکھوں اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ پھر یہی آواز آئی ارے دشمن تھجھ کو ایک بات بتلاتا ہوں جس سے مراد برآئے ایک فصح شخص یوں کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ۔ اس وقت میں کھڑا ہوا اور ابھی کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ لوگ کہنے لگے یہ (حضرت محمد ﷺ) اللہ کے پے رسول ہیں۔

يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. فَقُنْتُ، فَمَا نَشِئَنا  
أَنْ قَيْلَ: هَذَا نَبِيٌّ).

**شیخ** حضرت عمر بن الخطاب نے اپنے قیافہ اور فراست کی بنا پر اس گزرنے والے سے کماکہ تو مسلمان ہے، یا کافر، یا کاہن ہے۔ ابو عمرو سواد! تمی کمات اب کمال گئی؟ اس پر وہ غصے ہوا کہنے لگا عمر! ہم جس حال میں پہلے تھے یعنی جالیت و کفر پر وہ کمات سے بدتر تھا اور تم مجھ کو ایسی بات پر ملامت کرتے ہو جس سے میں توہہ کر چکا ہوں اور مجھ کو امید ہے کہ اللہ نے اس کو بخش دیا ہو گا۔ (وحیدی) اس سے حضرت عمر بن الخطاب کی مکمل دائمی ثابت کو یہ محدث کا مستعد ہے۔ پکارنے والا کوئی فرشت تھا جو آخرت میں کے مبوث ہونے کی بشارت دے رہا تھا۔

(۳۸۶۷) مجھ سے محمد بن شفیع نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی نے بیان کیا، کہا ہم سے اساعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس نے، کماکہ میں نے سعید بن زید بن علی سے سنا، انہوں نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا ایک وقت تھا کہ عمر بن الخطاب جب اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے تو مجھے اور اپنی بیوی کو اس نے باندھ رکھا تھا کہ ہم اسلام کیوں لائے، اور آج تم نے جو کچھ حضرت علی بن علی کے ساتھ برداشت کیا ہے، اگر اس پر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا گئی کرنا چاہیے۔

۳۸۶۷ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَوْفَتْ سَعِيدٌ بْنُ زَيْدٍ يَقُولُ لِلنَّاسِ: لَوْ رَأَيْتُنِي مُؤْمِنًا عَمِرُ عَلَى الإِسْلَامِ أَنَا وَأَخْتَهُ، وَمَا أَسْلَمَ، وَلَوْ أَنْ أَخْذَا أَنْفُسَنِي لِمَا صَنَعْتُ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوقًا أَنْ يُنْقَضُ)). [راجح: ۳۸۶۲]

حضرت سعید بن زید بن علی کی زبانی یہی بھی حضرت عمر بن الخطاب کا ذکر ہے، ہبہ اور حدیث میں بھی مطابقت ہے، حضرت سعید سیدنا حضرت علی بن علی کی شہادت پر اظہار افسوس کر رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ یہ حادثہ ایسا زبردست ہے کہ اس کا اثر اگر احد پہاڑ بھی قبول کرے تو بجا ہے انا اللہ و انا الیہ راجعون۔ شہادت حضرت علی بن علی بت برا حادثہ ہے جس سے اسلام میں رخنہ شروع ہوا۔

### حضرت عمر بن الخطاب کے اسلام لانے کا واقعہ:

سیر کی کتابوں میں طول کے مباحثہ مذکور ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابو جبل نے یہ کماکہ جو کوئی محمد بن علی کا سر لائے میں اس کو سواد نام دیں گا۔ عمر بن الخطاب تو اس کا کھلکھل کر پڑے۔ راستے میں کسی نے کام محمد بن علی کو بعد میں مارنا اپنے بہنوی سعید بن زید بن علی اور جہنم سے تو کچھ لو، وہ دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر بن الخطاب نے اپنی بیوی اور بن دنوں کی مخلکیں کیسی، غوب مارا پیا، اخیر کو

نادم ہوئے، اپنی بیان سے کہنے لگے زر ابجھ کو وہ کلام تو سناؤ جو تم میاں یہوی میرے آئے کے وقت پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تم بے وضو ہو، وضو کرو۔ حضرت عمر بن الخطاب نے وضو کیا اور مصحف حکول کر پڑھنے لگے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ زبان سے یہ کلمہ پاک نہل پڑا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداما رسول اللہ پھر آخر حضرت شیعہ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا اے عمر! مسلمان ہو جا۔ انہوں نے صدق دل سے کلمہ پڑھا سارے مسلمانوں نے خوشی سے تھی۔ (وحیدی) حضرت اقبال نے حضرت عمر بن الخطاب کے اسلام قبول کرنے کو یوں بیان کیا ہے۔

### نی وافی کہ سوز قرأت تو دگر گوں کرد تقدیر عمر را

یعنی قرآن پاک کی قرأت کے سوز نے جوان کی بین قاطرہ شیعہ کے لحن سے ظاہر ہو رہا تھا حضرت عمر بن الخطاب کی قسم کو بدلت دیا اور وہ اسلام قبول کرنے پر آنادہ ہو گئے۔ افسوس آج وہ قرآن پاک ہے قرأت کرنے والے بکثرت موجود ہیں مگر وہ سوز منفود ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب کے بہنوی کاتام سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہے، یہ آپ کے پچازاد بھائی بھی ہوتے تھے۔ تفصیل یہچہ گزر جھی ہے۔

### باب چاند کے پھٹ جانے کا بیان

### ۳۶۔ بَابُ انشِقَاقِ الْقَمَرِ

شق القمر کا بیان پلے بھی گزر چکا ہے کہ یہ آخر حضرت شیعہ کا ایک بہت بڑا مجرمو تھا گو حضرت انس بن محبث نے یہ واقعہ خود نہیں دیکھا، دوسرے صحابی سے سن اگر صحابی کی مرسل بالاتفاق مقبول ہے۔

(۳۸۶۸) مجھ سے عبد اللہ بن عبد الہ الہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی عربہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کفار مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نشانی کا مطالبہ کیا تو آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو نکڑے کر کے دکھاویے۔ یہاں تک کہ انہوں نے حراپاڑ کو ان دونوں نکڑوں کے پیچ میں دیکھا۔

(۳۸۶۹) ہم سے عبد ان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ محمد بن میمون نے، ان سے اعشش نے، ان سے ابراہیم نحی نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود بن عثمن نے بیان کیا کہ جس وقت چاند کے دو نکڑے ہوئے تو ہم نبی کریم شلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منی کے میدان میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ لوگو! گواہ رہنا، اور چاند کا ایک نکڑا دوسرے سے الگ ہو کر پہاڑ کی طرف چلا گیا تھا اور ابوالنحی نے بیان کیا، ان سے مسروق نے، ان سے عبد اللہ بن مسعود بن عثمن نے کہ شق قمر کا مجرمو مکہ میں پیش آیا تھا۔ ابراہیم نحی کے ساتھ اس کی

۳۸۶۸ - حدیثی عبد اللہ بن عبد الوهاب حدثنا بشر بن المفضل حدثنا سعید بن أبي عروبة عن قادة عن أنس بن مالك رضي الله عنه : ((أن أهل مكة سألوا رسول الله ﷺ أن يريهم آية، فلأهم الفسر شقيقين، حتى رأوا حراء بينهما)) : [راجع: ۳۶۲۷]

۳۸۶۹ - حدثنا عبدان عن أبي حمزة عن الأعمش عن إبراهيم عن أبي مفتر عن عبد الله رضي الله عنه قال: أنشق القمر ونحن مع النبي ﷺ يسمى فقال ((أشهدوا)), وذهبت فرقه نحو الجبل. وقال أبو الصحرى عن مسروق عن عبد الله: ((أنشق بمكة)). وتابعة محمد بن مسلم عن ابن أبي نجيح عن مجاهد عن

متابعہت محمد بن سلم نے کی ہے، ان سے ابو نجح نے بیان کیا، ان سے مجاهد نے، ان سے ابو معتز نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود فتوث نے۔ (۳۸۷۰) ہم سے میلان بن صالح نے بیان کیا، انسوں نے کماہم سے کہر بن مضر نے بیان کیا، انسوں نے کماہک مجھ سے جعفر بن ریجہ نے بیان کیا، ان سے عراک بن طالک نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بلاشک و شہر چاند پھٹ گیا تھا۔

(۳۸۷۱) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کماہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کماہم سے اعمش نے بیان کیا، کماہم سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا، ان سے ابو معتز نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود فتوث نے بیان کیا کہ چاند پھٹ گیا تھا۔

**نشیخ** اس سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں «افتقرت الشاعۃ وانشقق القمر» (القرآن) میں انشقق سحوب میں بنشق کے ہے یعنی چاند پھٹے گا اب یہ اعتراض کہ اگر چاند پھٹا ہوتا تو الٰل رصد اور ہیلت اور دنیا کے مندوں اس واقعہ کو نقل کرتے کیونکہ عجیب واقعہ تھا، وہی ہے اس لئے کہ یہ پھٹنا ایک لخت کے لیے قامعلوم نہیں کہ اور ملک والوں کو نظر ہی آیا یا نہیں احتمال ہے کہ وہ سوتے ہوں یا اپنے کاموں میں مشغول ہوں اور بڑی دلیل اس واقعہ کی صحت کی یہ ہے کہ اگر چاند نہ پھٹا ہوتا تو جب قرآن میں یہ اتراءً انشق القمر تو کافر اور مخالفین اسلام سب مکذب شروع کر دیتے وہ تو حق باتوں میں قرآن کی خلافت کیا کرتے تھے چہ جائید ایک واقعہ نہ ہوا ہوتا اور قرآن میں اس کا ہونا بیان کیا جاتا تو کس قدر اعتراض اور مکذب کی بوجھاڑ کر دیتے۔ (وحیدی)

قرآن مجید اور احادیث صحیح میں چاند کے بھٹ جانے کا واقعہ صراحت کے ساتھ موجود ہے ایک مومن مسلمان کے لئے ان سے زیادہ اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے یوں تاریخ میں ایسے بھی مختلف ممالک کے لوگوں کا ذکر موجود ہے جنہوں نے اس کو دیکھا اور وہ تحقیق حق کرنے پر مسلمان ہو گئے۔ وسرے مقام پر اس کی تفصیل آئے گی۔

### باب مسلمانوں کا جہشہ کی طرف بھرت کرنے کا بیان

اور حضرت عائشہؓ پہنچنے نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے تمہاری بھرت کی جگہ (خواب میں) دکھائی گئی ہے، وہاں بھگروں کے بلغ بست ہیں وہ جگہ دو پتھر میلے میدانوں کے درمیان ہے۔ چنانچہ جنہوں نے بھرت کر لی تھی وہ مدینہ بھرت کر کے چلے گئے بلکہ جو مسلمان جہشہ بھرت کر گئے تھے وہ بھی مدینہ واہیں چلے آئے اس

ابی مغفر عن عبید اللہ۔

[راجع: ۳۶۳۶]

۳۸۷۰ - حدَّثَنَا عَفْمَانُ بْنُ صَالِحٍ،  
حَدَّثَنَا هَكْرُونَ بْنُ مُضْرَّ ثَقَالٌ: حَدَّثَنِي جَعْفَرٌ  
بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبِيدِ  
اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ فَهْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ  
عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا:  
(أَنَّ الْقَمَرَ اسْنَقَ عَلَى زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ  
ﷺ). [راجع: ۳۶۳۶، ۳۶۳۸]

۳۸۷۱ - حدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا  
أَبِي حَدَّثَنَا الْأَغْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمَ عَنْ  
أَبِي مَغْفِرٍ عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: ((إِنْشَقَ الْقَمَرُ)).

**نشیخ** اس سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں «أَنْشَقَ الشَّاعِةُ وَانْشَقَ الْقَمَرُ» (القرآن) میں انشقق سحوب میں بنشق کے ہے یعنی چاند پھٹے گا اب یہ اعتراض کہ اگر چاند پھٹا ہوتا تو الٰل رصد اور ہیلت اور دنیا کے مندوں اس واقعہ کو نقل کرتے کیونکہ عجیب واقعہ تھا، وہی ہے اس لئے کہ یہ پھٹنا ایک لخت کے لیے قامعلوم نہیں کہ اور ملک والوں کو نظر ہی آیا یا نہیں احتمال ہے کہ وہ سوتے ہوں یا اپنے کاموں میں مشغول ہوں اور بڑی دلیل اس واقعہ کی صحت کی یہ ہے کہ اگر چاند نہ پھٹا ہوتا تو جب قرآن میں یہ اتراءً انشق القمر تو کافر اور مخالفین اسلام سب مکذب شروع کر دیتے وہ تو حق باتوں میں قرآن کی خلافت کیا کرتے تھے چہ جائید ایک واقعہ نہ ہوا ہوتا اور قرآن میں اس کا ہونا بیان کیا جاتا تو کس قدر اعتراض اور مکذب کی بوجھاڑ کر دیتے۔ (وحیدی)

وَقَالَتْ عَائِشَةُ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((أَرَيْتَ  
ذَارَ هَاجِرَ كُمْ ذَاتَ نَعْلٍ بَيْنَ لَابَتَينِ)).  
فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قَبْلَ الْمَدِينَةِ، وَرَجَعَ  
عَامَةً مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَجَّةِ إِلَى  
الْمَدِينَةِ. فِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَأَسْمَاءَ عَنْ

بارے میں ابو مویی اور اسماء بنت عمیس کی روایات نبی کرم ﷺ سے  
مروری ہیں۔

جب کہ کے کافروں نے مسلمانوں کو بے حد ستانا شروع کیا اور مسلمانوں میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی تو آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ملک جہشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی اور حکم دیا کہ تم اسلام کا غلبہ ہونے تک وہاں رہو یہ ہجرت وہاں ہوئی پہلے حضرت عثمان بن عفی نے اپنی بیوی حضرت رقیہ بنت عویضہ کو لے کر ہجرت کی۔ (ان تینوں حدیثوں کو خود امام عماری علیہ نے مصل کیا ہے حضرت عائشہ بنت عویضہ کی حدیث کو باب الہجرت الی المدینہ میں اور ابو مویی بنت عویضہ کی حدیث کو حدیث کو غزڈۃ ثین میں۔

(۳۸۷۲) ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے هشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ ہم سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، انہیں عبد اللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی، انہیں مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث نے کہ ان دونوں نے عبد اللہ بن عدی بن خیار سے کام تام اپنے ناموں (امیر المؤمنین) عثمان بن عفی نے اس کے بھائی ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے باب میں گفتگو کیوں نہیں کرتے، (ہوا یہ تھا کہ لوگوں نے اس پر بست اعتراض کیا تھا جو حضرت عثمان نے ولید کے ساتھ کیا تھا)، عبد اللہ نے بیان کیا جب حضرت عثمان بن عفی نے نماز پڑھنے لگے تو میں ان کے راستے میں کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے، آپ کو ایک خیر خواہانہ مشورہ دینا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا بھلے آدمی! تم سے تو میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ سن کر میں وہاں سے واپس چلا آیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں مسور بن مخرمہ اور ابن عبد یغوث کی خدمت میں حاضر ہوا اور عثمان بن عفی سے جو کچھ میں نے کہا تھا اور انہوں نے اس کا جواب مجھے جو دیا تھا، سب میں نے بیان کر دیا۔ ان لوگوں نے کام تام نے اپنا حق ادا کر دیا۔ ابھی میں اس مجلس میں بیٹھا تھا کہ عثمان بن عفی کا آدمی میرے پاس (بلانے کے لیے) آیا۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا تمیس اللہ تعالیٰ نے امتحان میں ڈالا ہے۔ آخر میں وہاں سے چلا اور حضرت عثمان بن عفی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت کیا تم ابھی جس خیر خواہی کا ذکر کر رہے تھے وہ

۳۸۷۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَعْفَرِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الرَّبِيعِ (أَنَّ عَيْنَدَ اللَّهِ بْنِ عَدَىً بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَ أَنَّ الْمُسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغْوِثَ قَالَ لَهُ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَكُلَّمَ خَالِكَ عُثْمَانَ فِي أَخْيَهِ الْوَلَيْدِ بْنِ عَقْبَةَ، وَكَانَ أَكْثَرُ النَّاسِ فِيمَا فَعَلَ بِهِ. قَالَ عَيْنَدُ اللَّهِ: فَاتَّصَبَتْ لِعُثْمَانَ حِينَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَلَّتْ لَهُ: إِنْ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، وَهِيَ نَصِيحةٌ. فَقَالَ: أَتَيْهَا الْمَرْءُ، أَغُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ. فَانْصَرَفَتْ. فَلَمَّا قَضَيْتَ الصَّلَاةَ جَلَسْتَ إِلَى الْمُسْوَرِ وَإِلَى ابْنِ عَبْدِ يَغْوِثَ فَحَدَّثَتَهُمَا بِمَا قُلْتَ لِعُثْمَانَ وَقَالَ لَيْ: فَقَالَ: قَدْ قَضَيْتَ الَّذِي كَانَ عَلَيْكَ. فَيَنِّيَا أَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا إِذْ جَاءَنِي رَسُولُ عُثْمَانَ، فَقَالَ لَيْ: قَدْ ابْتَلَاكَ اللَّهُ. فَانْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا نَصِيحتُكَ أَلَيْنِي ذَكَرْتَ

کیا تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے کما اللہ گواہ ہے پھر میں نے کما اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی، آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی دعوت پر لبیک کما تھا۔ آپ حضور ﷺ پر ایمان لائے دو ہجرتیں کیں (ایک جسہ کو اور دوسری مدینہ کو) آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہیں اور آنحضرت ﷺ کے طریقوں کو دیکھا ہے۔ بات یہ ہے کہ ولید بن عقبہ کے بارے میں لوگوں میں اب بہت چرچا ہوئے گا ہے۔ اس لئے آپ کے لئے ضروری ہے کہ اس پر (شراب نوشی کی) حد قائم کریں۔ عثمان بن عفیٹ نے فرمایا میرے سُبْحَانَ رَبِّنَا وَبِحَمْدِهِ لَهُ کیا تم نے بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی کہ نہیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ کے دین کی باتیں اس طرح میں نے حاصل کی تھیں جو ایک کنواری لڑکی کو بھی اپنے پر دے میں معلوم ہو چکی ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ سن کر پھر عثمان بن عفیٹ نے بھی رسول اللہ کو گواہ کر کے فرمایا بلاشہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ پر اپنی کتاب نازل کی تھی اور یہ بھی واقعہ ہے کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت پر (ابتداء ہی میں) لبیک کما تھا۔ آنحضرت ﷺ جو شریعت لے کر آئے تھے میں اس پر ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا میں نے دو ہجرتیں کیں، میں آنحضرت ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوا اور آپ سے بیعت بھی کی۔ اللہ کی قسم! کہ میں نے آپ کی با فرمائی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ اللہ کی قسم! کہ میں نے ان کی بھی کبھی نا فرمائی نہیں فرمائی نہیں کی اور نہ ان کے لئے کوئی خیانت کی۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے میں نے ان کی بھی کبھی نا فرمائی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی۔ اس کے بعد میں خلیفہ ہوا۔ کیا اب میرا تم لوگوں پر وہی حق نہیں ہے جو ان کا مجھ پر تھا؟ عبد اللہ نے عرض کیا یقیناً آپ کا حق ہے۔ پھر انہوں نے کما پھر ان بالتوں کی کیا حقیقت ہے

آئیا، قال: فَسَهَدَتْ فُمْ قُلْتُ : إِنَّ اللَّهَ  
يَعْلَمُ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، وَكَتَبَ مِنْ  
اسْتَجَابَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَأَمْتَ بِهِ، وَهَاجَرَتِ الْمُهَاجِرَتِينَ  
الْأُوَّلَيْنَ، وَصَحَّيْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتَ هَذِهِيَةَ، وَقَدْ  
أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَانِ الْوَلَيْدِ بْنِ عَفْقَةَ،  
لَعْنَ عَلَيْكَ أَنْ تُقْرِنَ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَقَالَ  
لَهُ: يَا أَنْهَ أَخِي، أَذْرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ  
إِلَيْكَ؟ قَالَ: قُلْتُ : لَا، وَلَكِنْ قَدْ خَلَصَ  
إِلَيْكَ مِنْ عِلْمِيَّهُ مَا خَلَصَ إِلَيْكَ الْغَدَرَاءِ فِي  
سِرْهَرَهَا.

قال: فَسَهَدَ عُمَّانَ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ  
يَعْلَمُ مُحَمَّداً بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ  
الْكِتَابَ، وَكَتَبَ مِنْ اسْتَجَابَ اللَّهُ  
وَرَسُولُهُ ، وَأَمْتَ بِمَا بَعْثَ بِهِ  
مُحَمَّدًا ، وَهَاجَرَتِ الْمُهَاجِرَتِينَ  
الْأُوَّلَيْنَ - كَمَا قُلْتَ - وَصَحَّيْتَ  
رَسُولُ اللَّهِ وَبِأَيْقَنَةَ، وَاللَّهُ مَا عَصَيْتَهُ،  
وَلَا غَشَّيْتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ  
اسْتَخَلَفَ اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ، فَوَاللَّهِ مَا  
عَصَيْتَهُ وَلَا غَشَّيْتَهُ، ثُمَّ اسْتَخَلَفَ  
عُمَرَ، فَوَاللَّهِ مَا عَصَيْتَهُ وَلَا غَشَّيْتَهُ.  
ثُمَّ اسْتَخَلَفَ، أَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِثْلُ  
الَّذِي كَانَ لَهُمْ عَلَيْ؟ قَالَ : بَلَى، قَالَ :  
لَمَّا هَذِهِ الْأَخَادِيدُ أَلَيْ تَلْفَعِنِي عَنْكُمْ؟

جو تم لوگوں کی طرف سے پہنچ رہی ہیں؟ جہاں تک تم نے ولید بن عقبہ کے بارے میں ذکر کیا ہے تو ہم ان شاء اللہ اس معاملے میں اس کی گرفت حق کے ساتھ کریں گے۔ راوی نے بیان کیا کہ آخر (گواہی) گزرنے کے بعد ولید بن عقبہ کے چالیس کوڑے لگوائے گئے اور حضرت علی بن بشیر کو حکم دیا کہ کوڑے لگائیں، حضرت علی بن بشیر نے اس کو کوڑے مارے تھے۔ اس حدیث کو یونس اور زہری کے پیشے نے بھی زہری سے روایت کیا اسی میں عثمان بن عفیٹ کا قول اس طرح بیان کیا ہے ایسا تم لوگوں پر میرا وہی حق نہیں ہے جو ان لوگوں کا تم پر تھا۔

فَإِنَّمَا مَا ذَكَرْتَ مِنْ هَذَانِ الْوَلَيَّةِ بْنِ عَفْيَةَ  
فَسَنَأْخُذُ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِالْحُقْقِ. قَالَ :  
فَجَلَدَهُ الْوَلَيَّةُ أَرْتَعِنَ جَلَدَةً، وَأَمْرَأَ عَلَيْهَا  
أَنْ يَجْلِدَهُ، وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهُ).  
وَقَالَ يُوسُفُ وَأَنْبَنُ أَبْنَيِ الْمُهْرِيِّ عَنِ  
الْمُهْرِيِّ: ((الَّذِينَ لَبِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ  
الْحَقِّ بِمِثْلِ الْلَّدِيْ سَكَانَ لَهُمْ)).

[راجع: ۳۶۹۶]

**لَتَبَعِّدُ** حضرت عثمان غنی بن بشیر نے حضرت سعد بن ابی و قاص بن بشیر کو کوفہ کی حکومت سے ممزول کر کے ولید کو ان کی جگہ مقرر کیا تھا ولید نے وہاں کئی بے اعتدالیاں کیں۔ شراب کے نوش میں نماز پڑھانے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عثمان بن بشیر نے اس کو سزا دینے میں دیر کی۔ لوگوں کو یہ تاگوار ہوا تو انہوں نے عبید اللہ بن عدری سے جو حضرت عثمان کے بھائیجے اور آپ کے مقرب تھے اس مقدمہ میں حضرت عثمان بن بشیر سے گفتگو کرنے کے لئے کہا۔ حضرت عثمان بن بشیر شروع میں یہ سمجھے کہ شاید عبید اللہ کوئی خدمت یارو پرے کا طلب گار ہو اور مجھ سے وہ نہ دیا جائے تو وہ ناراض ہو اور مفت میں خرابی پھیلے۔ بعد میں جب حضرت عثمان بن بشیر نے واقع کو سمجھا تو عبید اللہ کو بلا کر گفتگو کی جو روایت میں مذکور ہے۔ عبید اللہ نے حضرت عثمان بن بشیر کو بتایا کہ میں محض آپ کی خیر خواہی میں یہ باتیں کہ رہا ہوں بعد میں حضرت عثمان بن بشیر نے ولید کو حضرت علی بن بشیر کے ہاتھوں سے شراب کی حد میں کوڑے لگوائے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ باب کا مطلب بھرت جب شے کے ذکر سے نکلا ہے گو جب شے کے ملک کی طرف دوبارہ بھرت ہوئی تھی جیسے امام احمد اور ابن احیا وغیرہ نے نکلا ابن مسعود بن بشیر سے کہ پہلے آنحضرت ﷺ نے ہم لوگوں کو جو اسی آدمیوں کے قریب تھے نجاشی کے ملک میں بیچ دیا پھر ان کو یہ خبر ملی کہ مشرکوں نے سورہ نجم میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ یہ خبر سن کروہ مکہ لوٹ آئے وہاں پہلے سے بھی زیادہ مشرکوں کے ہاتھ سے تکلیف اٹھانے لگے آخر دوبارہ بھرت کی اس وقت تراہی مرد اور اخمارہ عورتیں تھیں مگر حضرت عثمان بن بشیر نے دوبارہ یہ بھرت نہیں کی اس لئے پہلی دو بھرتوں سے جب شے اور مدینہ کی بھرت مراد ہے حالانکہ مدینہ کی بھرت دوسری بھرت تھی مگر دونوں کو تعلیماً اولیئں کہہ دیا جیسے شمسین، قمرین کہتے ہیں۔ تیسرا القاری کے مؤلف نے غلطی کی جو کہ حضرت عثمان بن بشیر نے جب شے کو بھرت نہیں کی تھی حضرت عثمان بن بشیر تو سب سے پہلے اپنی بی بی حضرت رقیہ بنت پیغمبر کو لے کر جب شے کی طرف نکلے تھے اور شاید یہ طبع کی غلطی ہو۔ مؤلف کی عبارت یوں ہو کہ حضرت عثمان بن بشیر نے دوبارہ بھرت نہیں کی تھی (وحیدی)

دوسری روایت میں اسی کوڑوں کا ذکر ہے یہ اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ جب اسی کوڑے پڑے تو چالیس بطریق اولیٰ پڑ گئے یا اس کوڑے کے وہرے ہوں گے تو چالیس ماروں کے بس اسی کوڑے ہو گئے۔ ولید کی شراب نوشی کی شادوت دینے والے حران اور صعب تھے۔ یونس کی روایت کو خود حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مناقب عثمان بن بشیر میں وصل کیا ہے اور زہری کے پیشے کی روایت کو ابن عبد البر نے تمییز میں وصل کیا۔

٣٨٧٣ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ النُّفَشِيَّ (٣٨٧٣) مجھ سے محمد بن ثقی نے بیان کیا، انہوں نے کاماتم سے سچی حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے هشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا تم

سے ہمارے والد (عوہ بن زیبرا) نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام جبیہ پئی تھی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک گرجے کا ذکر کیا جسے انہوں نے جسہ میں دیکھا تھا اس کے اندر تصویریں تھیں۔ انہوں نے اس کا ذکر نبی کرم ﷺ کے سامنے کیا تو آپ نے فرمایا جب ان میں کوئی نیک مرد صلح ہوتا اور اس کی وفات ہو جاتی تو اس کی قبر کو وہ لوگ مسجد بناتے اور پھر اس میں اس کی تصویریں رکھتے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بدترین حقوق ہوں گے۔

یہ حدیث باب الجائز میں گزر چکی ہے یہاں امام بخاری مذکور ہے اس کو اس لئے کہ اس میں جوش کی بھرت کا ذکر ہے۔  
 (۳۸۷۴) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسحاق بن سعید سعیدی نے بیان کیا۔ ان سے ان کے والد سعید بن عمرو بن سعید بن عاص نے، ان سے ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں جب جسہ سے آئی توبت کم عمر تھی۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دھاری دار چادر عنایت فرمائی اور پھر آپ نے اس کی دھاریوں پر اپنا ہاتھ پھیر کر فرمایا شاہ سنہ۔ حمیدی نے بیان کیا کہ شاہ جبشی زبان کا لفظ ہے یعنی اچھا چھا۔

(۳۸۷۵) ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقہ نے اور ان سے عبد اللہ نے بیان کیا کہ (ابتداء اسلام میں) نبی کرم ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور ہم آپ کو سلام کرتے تو آپ نماز ہی میں جواب عنایت فرماتے تھے۔ لیکن جب ہم نجاشی کے ملک جسہ سے واپس آمدیں آئے اور ہم نے (نماز پڑھتے میں) آپ کو سلام کیا تو آپ نے جواب نہیں دیا۔ نماز کے بعد ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! ہم پسلے آپ کو سلام کرتے تھے تو آپ نماز ہی میں جواب عنایت فرمایا کرتے تھے؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا ہاں نماز میں آدمی کو

عن عائشہ رضی اللہ عنہا: ((إِنَّ أُمَّةَ حَبْيَةَ وَأُمَّةَ سَلْمَةَ ذَكَرْنَا كَيْفِيَةَ رَأْيِهَا بِالْحَجَّةِ فِيهَا تَصَافِيرُ، فَلَذَكَرْنَا لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانُ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ لَمَّا تَبَوَّأُوا عَلَى قُبْرِهِ مَسْجِدًا، وَصَوَرُوا فِيهِ بَيْكَ الصُّورَ، أُولَئِكَ شَرَارُ الْخُلُقِ، عِنْدَ اللَّهِ يَوْمُ الْقِيَامَةِ)).

حدیث الحمدی حدیث سفیان  
 حدیث إسحاق بن سعید السعیدی عن  
 أبیه عن ام خالد بنت خالد قالت :  
 ((قدِمْتُ مِنْ أَرْضِ الْحَجَّةِ وَأَتَأْ جَوَنِيَّةَ،  
 فَكَسَانِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَمِيْضَةً لَهَا  
 أَغْلَامَ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ  
 الأَغْلَامَ بِيَدِهِ وَيَقُولُ : ((سَنَاهَ سَنَاهَ)). قَالَ  
 الْحَمْدِي : يَعْنِي حَسَنَ حَسَنَ)).

[راجح: ۳۰۷۱]

حدیث يحيیٰ بن حماد حدیث  
 أبو عوانة عن سليمان عن إبراهيم عن  
 علقمة عن عبد الله رضي الله عنه قال:  
 ((كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصْلِي فِرْدُ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا  
 مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمَنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدْ  
 عَلَيْنَا، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا  
 نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَرْدُ عَلَيْنَا، قَالَ: إِنَّ فِي  
 الصَّلَاةِ شُغْلًا، فَقَلَّتْ لِإِنْزَاهِهِمْ كَيْفَ

دوسرًا شغل ہوتا ہے۔ سلیمان امش نے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم  
نحوی سے پوچھا ایسے موقع پر آپ کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ  
میں دل میں جواب دے رہتا ہوں۔

تَقْضِيَ أَنْتَ؟ قَالَ: أَرْدُ فِي نَفْسِي)).

[راجع: ۱۱۹۹]

یہ حدیث کتاب الصلاة میں گزر ہے، اس باب میں اسے حضرت امام بخاری رض اس لئے لائے کہ اس میں حضرت ابن مسعود  
بن عثیمین کے بیش سے لوٹنے کا بیان ہے۔

(۳۸۷۶) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، ہم سے ابواسامہ نے بیان  
کیا، کہا ہم سے بیرید بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابوبردہ نے اور  
ان سے حضرت ابو موسیٰ بن عثیمین نے بیان کیا کہ جب ہمیں رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کی اطلاع ملی تو ہم یہ میں تھے۔ پھر ہم کشتی پر  
سوار ہوئے لیکن افقان سے ہوانے ہماری کشتی کا رخ نجاشی کے ملک  
جہش کی طرف کر دیا۔ ہماری ملاقات وہاں جعفر بن ابی طالب بن عثیمین سے  
ہوئی (جو ہجرت کر کے وہاں موجود تھے) ہم انہیں کے ساتھ وہاں  
ٹھہرے رہے، پھر مدینہ کا رخ کیا اور آنحضرت ﷺ سے اس وقت  
ملاقات ہوئی جب آپ خیر فتح کر چکے تھے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم  
نے اے کشتی والو! دو ہجرتیں کی ہیں۔

[راجع: ۳۱۳۶]  
ایک مکہ سے بیش کو دوسری بیش سے مدینہ کو۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے خیر کے مال غیرت میں سے ان لوگوں کو  
 حصہ نہیں دلایا تھا جو اس لڑائی میں شریک نہ تھے مگر ہماری کشتی والوں کو حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حصہ دلایا۔

### باب بیش کے بادشاہ نجاشی کی وفات کا بیان

(۳۸۷۷) ہم سے ابو ریبع سلیمان بن داؤد نے بیان کیا، کہا ہم سے  
سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابن جریر نے، ان سے عطاء بن  
ابی رباح نے اور ان سے حضرت جابر بن عثیمین نے بیان کیا کہ جس دن  
نجاشی (بیش کے بادشاہ) کی وفات ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا، آج  
ایک مرد صالح اس دنیا سے چلا گیا، اٹھو اور اپنے بھائی احمد کی نماز  
جائزہ پڑھ لو۔

[راجع: ۱۳۱۷]

**لَئِسَ بِهِ مُحْكَمٌ** معلوم ہوا کہ نجاشی مسلمان ہو گیا تھا۔ جیسا کہ دوسری روایت میں مذکور ہے مگر امام بخاری اپنی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے  
اس روایت کو بیان نہیں لائے اور یہ باب جو قائم کیا اور اس میں جو حدیث بیان کی اس سے بھی اس کا اسلام لانا ثابت  
ہوا۔ اس حدیث سے جائزہ غائبانہ پڑھنا بھی ثابت ہوا۔ جو لوگ نماز جائزہ غائبانہ کے انکاری ہیں ان کے پاس منع کی کوئی صریح صحیح  
حدیث موجود نہیں ہے۔ احمد اس کا لقب تھا اصل نام عطیہ تھا۔

۳۸۷۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَلَاءَ حَدَّثَنَا  
أَبُو أَسَمَّةَ حَدَّثَنَا بُرْنَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ  
أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَىٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
بَلَغْنَا مَنْخَرُ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ،  
فَرَبَّنَا سَفِينَةً، فَأَلْقَنَا سَفِينَتَاهُ إِلَى  
الْجَاهَشِيِّ بِالْجَاهَشَةِ، فَوَأْلَقَنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي  
طَالِبٍ، فَأَقْمَنَا مَعَهُ حَتَّىٰ قَدِمْنَا، فَوَأْلَقَنَا  
النَّبِيِّ ﷺ حِينَ افْتَحَ خَيْرَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ  
(لَكُمْ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ السَّفِينَةِ هَجْرُتَانِ).

[راجع: ۳۱۳۶]

### ۳۸- بَابُ مَوْتِ النَّجَاشِيِّ

۳۸۷۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعَ حَدَّثَنَا أَبْنُ  
غَيْثَيْنَةَ عَنْ أَبْنِ جَرِيْجَ عَنْ عَطَاءَ عَنْ جَابِرِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ مَاتَ  
الْجَاهَشِيُّ : ((مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ،  
فَقُومُوا فَصَلُوْا عَلَى أَجِنِّكُمْ أَصْحَمَّهُ)).

[راجع: ۱۳۱۷]

(۳۸۷۸) ہم سے عبد الاعلیٰ بن حاد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی عربہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے قادہ نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رہاح نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبد اللہ النصاریٰ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کرم شیعہ نے نجاشی کے جنازہ کی نماز پڑھی تھی اور ہم صفات پاندھ کر آپ کے پیچے کھڑے ہوئے۔ میں دوسری یا تیسرا صفت میں تھا۔

(۳۸۷۹) مجھ سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، ان سے سلیم بن حیان نے، کہا ہم سے سعید بن میمانہ نے بیان کیا، ان سے جابر بن عبد اللہ بن شیعہ نے کہ نبی کرم شیعہ نے احمد نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور چار مرتبہ آپ نے نماز میں تکبیر کی۔ یزید بن ہارون کے ساتھ اس حدیث کو عبدالصمد بن عبد الوارث نے بھی (سلیم بن حیان) سے روایت کیا ہے۔

(۳۸۸۰) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد (ابراہیم بن سعد) نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شاہ نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور سعید بن مسیب نے بیان کیا اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ شیعہ نے جب شہ کے بادشاہ نجاشی کی موت کی خبر اسی دن دے دی تھی جس دن ان کا انتقال ہوا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ اپنے بھائی کی مغفرت کے لئے دعا کرو۔

(۳۸۸۱) اور صالح سے روایت ہے کہ ابن شاہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کرم شیعہ نے (نماز جنازہ کے لئے) عید گاہ میں صحابہ گوشہ کو صفتستہ کھرا کیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی آپ نے چار مرتبہ تکبیر کی تھی۔

۳۸۷۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ رَزِيعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُهُ حَدَّثَنَا فَقَادَةً أَنَّ عَطَاءَ حَدَّثُهُمْ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَنْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى أَنْبَاطِهِ وَرَأَاهُ، فَكَتَبَ فِي الصَّفَّ الْمَأْذُونَ فِي الصَّفَّ الْمَأْذُونَ وَرَأَاهُ، فَكَتَبَ فِي الصَّفَّ الْمَأْذُونَ أَوِ الْمَأْذُونَ [۱۳۱۷]

۳۸۷۹ - حَدَّثَنِي عَنْدُ اللَّهِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِيَمَّا عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَنْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَى أَنْبَاطِهِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى أَنْبَاطَ النَّجَاشِيِّ فَكَتَبَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا)). تَابِعَهُ عَنْدُ الصَّمْدِ [۱۳۱۷]

۳۸۸۰ - حَدَّثَنَا زَهْرَى بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ أَبِنِ شَهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَابْنُ الْمُسَيْبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى أَنْبَاطِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى أَنْبَاطَ النَّجَاشِيِّ صَاحِبَ الْحَسَنَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَقَالَ: ((اسْتَغْفِرُوا لِأَخْيَنِكُمْ)). [۱۲۴۵]

۳۸۸۱ - وَعَنْ صَالِحٍ عَنْ أَبِنِ شَهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمْ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى أَنْبَاطِهِ صَفَّ بِهِمْ فِي الْمُصَلَّى فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَرَ أَرْبَعًا)).

[راجع: ۱۲۴۵]

ان جملہ احادیث میں کسی نہ کسی طرح بھرت جو شہزاد کا ذکر ہے اسی لئے حضرت امام بخاری ان احادیث کو یہاں لائے۔ ان جملہ احادیث سے نجاشی کا جنازہ غائبانہ پڑھا جانا بھی ثابت ہوتا ہے اگرچہ بعض حضرات نے یہاں مختلف تاویلیں کی ہیں مگر ان میں کوئی وزن نہیں ہے صحیح وی ہے جو ظاہر روایات کے منقول الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

### ۳۹۔ بَابُ تَقْاسِمِ الْمُشْرِكِينَ عَلَى بَابِ نَبِيِّ كَرِيمِ شَهِيدِ الْمُشْرِكِينَ كَا

عَمَدِ وَبَيَانِ كَرَنا

النَّبِيُّ ﷺ

**تَسْبِيحٌ** ہوا یہ کہ جب قریش نے دیکھا کہ آپ کے اصحاب امن کی گلہ یعنی ملک جو شہنشاہ گئے اور ادھر عمر بن شہر نے اسلام قبول کیا چار طرف اسلام پھیلنے لگا تو عداوت و حسد کے جوش میں انہوں نے ایک اقرار نامہ تیار کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے نکاح شادی خرید و فروخت کوئی معاملہ اس وقت تک نہ کریں جب تک وہ آنحضرت شہید کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں۔ یہ اقرار نامہ لکھ کر کبھی کے اندر لٹکایا۔ ایک مدت کے بعد آنحضرت شہید نے جو بنی ہاشم کے ساتھ ایک علیحدہ گھٹائی میں سکونت رکھتے تھے اور جہاں پر بنی ہاشم اور بنی مطلب کو سخت تکلیفیں ہو رہی تھیں ابو طالب اپنے بچوں سے فرمایا کہ اس اقرار نامہ کو دیکھ چاٹ گئی صرف اللہ کا نام اس میں باقی ہے۔ ابو طالب نے قریش کے کفاروں سے کما میرا بھتیجا یہ کہتا ہے کہ تم کبھی کے اندر اس اقرار نامہ کو دیکھو اگر اس کا بیان بچ ہے تو ہم مرنے تک کبھی اس کو حوالہ نہیں کرنے کے اور اگر اس کا بیان جھوٹ لکھے تو ہم اس کو تمہارے حوالہ کر دیں گے۔ تم مارو یا زندہ رکھو جو چاہو کرو۔ کافروں نے کعبہ کھولو اور اس اقرار نامہ کو دیکھا تو واقعی سارے حروف کو دیکھ چاٹ گئی صرف اللہ کا نام باقی تھا۔ اس وقت کیا کہنے لگے ابو طالب تمہارا بھتیجا جادو گر ہے۔ کہتے ہیں جب آنحضرت شہید نے ابو طالب کو یہ قصہ سنایا تو انہوں نے پوچھا تم کو کہاں سے معلوم ہوا۔ کیا تم کو اللہ نے خبر دی آپ نے فرمایا ہاں۔ (وہیدی)

ے نبوی میں یہ حادثہ پیش آیا تھا تین سال تک یہ ترک موالات قائم رہا، اس کے بعد اللہ نے اپنے رسول کریم شہید کو اس سے نجات بخشی جس کی مختصر کیفیت اور مذکور ہوئی ہے۔

(۳۸۸۲) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن شاہب نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنگ حنین کا قصد کیا تو فرمایا ان شاء اللہ کل ہمارا قیام خیت بنی کنانہ میں ہو گا جہاں مشرکین نے کافر ہی رہنے کے لئے عمد و بیان کیا تھا۔

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ مشرکین نے خیت بنی کنانہ میں کفر پر چلتی کا عمد کیا تھا جسے اللہ نے بعد میں پاش پاش کرا دیا اور ان کی شیلیں اسلام میں داخل ہو گئیں۔

### بَابُ الْوَطَالِبِ كَا وَاقِعٍ

۴۰۔ بَابُ قِصَّةِ أَبِي طَالِبٍ

یہ آنحضرت ﷺ کے سے پچھا تھے۔ آپؐ کے والد ماید عبد اللہ کے حقیقی بھائی۔ یہ جب تک زندہ رہے آپؐ کی پوری حمایت اور حفاظت کرتے رہے گرتوں پاسداری کی وجہ سے اسلام قبول کرنا نصیب نہیں ہوا۔

(۳۸۸۳) ہم سے مدد نے بیان کیا۔ کما ہم سے یحییٰ بن سعیدقطان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے ”کما ہم سے عبد الملک بن عمر نے، ان سے عبد اللہ بن حارث نے بیان کیا ان سے حضرت عباس بن عبد المطلب نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا آپؐ اپنے پچا (ابوطالب) کے کیا کام آئے کہ وہ آپؐ کی حمایت کیا کرتے تھے اور آپؐ کے لئے غصہ ہوتے تھے؟ آپؐ نے فرمایا (اسی وجہ سے) وہ صرف خونوں تک جنم میں ہیں اگر میں ان کی سفارش نہ کرتا تو وہ دوزخ کی تھیں بالکل نیچے ہوتے۔

۳۸۸۳ - حدَّثَنَا مُسْدَدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ سُفِّيَّانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَلْبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَا أَغْبَيْتَ عَنْ عَمْكَ، فَوَاللَّهِ كَانَ يَحْوِطُكَ وَيَغْضِبُ لَكَ، قَالَ: ((هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَارٍ، وَلَزَ لَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)).

[صلفاه فی : ۶۲۰۸، ۶۵۷۲].

(۳۸۸۴) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کما ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں ان کے والد مسیب بن حزن صحابی نے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت وہاں ابو جمل بھی بیٹھا ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پچا! کلمہ لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ کہ دو، اللہ کی بارگاہ میں (آپؐ کی بخشش کے لئے) ایک یہی دلیل میرے ہاتھ آجائے گی، اس پر ابو جمل اور عبد اللہ بن امیہ نے کہا، اے ابوطالب! کیا عبد المطلب کے دین سے تم پھر جاؤ گے؟ یہ دونوں انہی پر زور دیتے رہے اور آخری کلمہ جوان کی زبان سے نکلا، وہ یہ تھا کہ میں عبد المطلب کے دین پر قائم ہوں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ان کے لئے اس وقت تک دعا مغفرت کرتا رہوں گا جب تک بخشے اس سے منع نہ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ (سورہ براءہ میں) یہ آیت نازل ہوئی ”نبی کے لئے اور مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ مشرکین کے لئے دعا مغفرت کریں خواہ وہ ان کے ناطے والے ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان کے سامنے یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ دوزخی

۳۸۸۴ - حدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبْنَى الْمُسْتَبِّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضُرَتِهِ الْوَفَاءُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ - وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ - فَقَالَ: ((أَيُّ عَمٌ، قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةُ أَخَاجُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ)). فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَنْدَهُ اللَّهُ بْنُ أَبِي أَمِيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ، تَرَغَبُ عَنْ مِلَةِ عَبْدِ الْمُطَلْبِ؟ فَلَمْ يَرَ إِلَّا يُكَلِّمَهُ حَتَّى قَالَ أَخِيرَ شَيْءٍ كُلُّهُمْ بِهِ: عَلَى مِلَةِ عَبْدِ الْمُطَلْبِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا إِسْتَغْفِرَنَ لَكَ، مَا لَمْ أَنْهَ عَنْهُ)). فَنَزَّلَتْ: هُمَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَى قُرْتَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْنَابُ الْجَحِيمِ) [التوبۃ: ۱۱۳]، وَنَزَّلَتْ: هُإِنَّكَ لَا

ہیں" اور سورہ قصص میں یہ آیت نازل ہوئی "بے شک ہے آپ  
چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے"

(۳۸۸۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن عبد اللہ ابن المادنے، ان سے عبد اللہ بن خباب نے اور ان سے ابو سعید خدری بن شتر نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ کی مجلس میں آپ کے چچا کا ذکر ہوا رہا تھا تو آپ نے فرمایا شاید قیامت کے دن انہیں میری شفاعت کام آ جائے اور انہیں صرف جنون تک جنم میں رکھا جائے جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔

روایت میں ابو طالب کا ذکر ہے یہ وجہ مناسبت باب ہے۔

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابو حازم اور درودی و درودی نے بیان کیا یزید سے اسی مذکورہ حدیث کی طرح، البتہ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ "ابو طالب کے دماغ کا بیسجہ اس سے کھو لے گا"۔

### باب بیت المقدس تک جانے کا قصہ

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا "پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندہ کو رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا"

(۳۸۸۶) ہم سے میحی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، کہ مجھ سے کما ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ بن عثمان سے سنا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا تھا کہ جب قریش نے (معراج کے واقعہ کے سلسلے میں) مجھ کو جھٹلایا تو میں حظیم میں کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو روشن کر دیا اور میں نے اسے دیکھ کر قریش سے اس کے پتے اور نشان بیان کرنا شروع کر دیے۔

تَهْدِي مِنْ أَخْبَتْ (القصص : ۵۶).

[راجع: ۱۳۶۰]

۳۸۸۵ - حَدَّثَنَا عَنْدَ اللَّهِ بْنِ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْيَثُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْعَدْرِيِّ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ - وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمَّةٌ فَقَالَ: ((لَعْلَهُ تَفْعَلُهُ شَفَاعَيِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَجْعَلُ فِي صَاحْبِي صَاحْبًا مِنْ النَّارِ يَنْلَغُ كَعْبَيْهِ يَعْلَمُ مِنْهُ دِمَاغُهُ)). حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ

حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالْدَّارْدِيَّ عَنْ يَزِيدٍ بِهَذَا وَقَالَ: تَعْلَمُ مِنْهُ أُمُّ دِمَاغِهِ.

[طرفة في: ۶۵۶۴].

۱۴ - بَابُ حَدِيثِ الْإِسْرَاءِ، وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: (سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعِنْدِهِ لِيَأْمُنَ الْمَسْجِدَ التَّحْرَامَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى) ۳۸۸۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْفَرٍ حَدَّثَنَا الْيَثُّ عَنْ غَفِيلٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَمَّا كَذَّبَنِي قُرِيَشٌ فَنَتَ فِي الْحِجَرِ تَجْلَى اللَّهُ لِي بَيْتُ الْمَقْدِسِ، فَطَافَتْ أَخْبَرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ)).

[طرفة في: ۴۷۱۰].

**لشیخ** میک تو قطبی ہے۔ جو قرآن پاک سے ثابت ہے اس کا مکنقر قرآن کا مکنقر ہے اور قرآن کا مکنقر کافر ہے اور بیت المقدس سے آسمانوں تک صحیح حدیث سے ثابت ہے اس کا مکنقر گمراہ اور بدعتی ہے۔ حافظ نے کما اکثر علماء سلف اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ یہ معراج جسم اور روح دونوں کے ساتھ بیداری میں ہوا۔ یہی امر حق ہے۔ یہی کی روایت میں یوں ہے کہ آپ نے جب معراج کا قاصہ بیان کیا تو کفار قریش نے انکار کیا اور ابو بکر بن شوہر کے پاس آئے انہوں نے آپ کی تصدیق کر دی اس دن سے ان کا لقب صدیق ہٹلر ہو گیا۔ بزار نے ابن عباس پیشوں سے روایت کیا کہ بیت المقدس کی مسجد لائی گئی اور عقیل کے گھر کے پاس رکھ دی گئی۔ میں اس کو دیکھتا جاتا اور اس کی صفت بیان کرتا جاتا تھا۔ بعض نے کہا کہ اسراء اور معراج دونوں الگ الگ راتوں میں ہوئے ہیں کیونکہ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ہر دو کو الگ الگ پاؤں میں بیان کیا ہے مگر خود حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کتاب الصولة میں یہ باب باندھا ہے کہ بیلتہ الاسراء میں نماز کس طرح فرض ہوئی۔ معلوم ہوا کہ اسراء اور معراج ایک ہی رات میں ہوئے ہیں۔

## ۲- بابِ المعراج کا پیمان

**لشیخ** لفظ معراج غرچہ بغرض سے ہے جس کے معنی چڑھنے کے میں یہاں آنحضرت ﷺ کا آسمانوں کی طرف چڑھنا مراد ہے۔ یہ میجرہ ۲۷ ربیع المبارکی میں پیش آیا جب کہ اللہ پاک نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے آسمانوں کی سیر کرائی جیسا کہ تفصیل کے ساتھ یہاں حدیث میں واقعات موجود ہیں۔ صحیح یہی ہے کہ اسراء اور معراج ہر دو حالت بیداری میں جسم اور روح ہر دو کے ساتھ ہوئے اور یہ ایسا ہم اور مستند واقعہ ہے نے ۲۸ صحابیوں نے روایت کیا ہے اور آنحضرت ﷺ کا یہ وہ میجرہ ہے جو آپ کی سارے انبیاء پر فویت ثابت کرتا ہے۔

(۳۸۸۷) ہم سے ہدبه بن خالد بن حذفۃ (۷) حذفۃ بن خالد بن حذفۃ حذفۃ بن یحییٰ حذفۃ بن قتادة عن انس بن همّام بن یحییٰ حذفۃ بن قتادة عن انس بن مالک عن مالک بن صفصعة رضی اللہ عنہمما: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أَسْرِيَّ بِهِ قَالَ: ((يَنِمَّا أَنَا فِي الْحَطَنِ - وَرَبِّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ - مُضطَجِعاً، إِذَا أَتَانِي أَتَ فَقَدْ - قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: فَشَقَّ - مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ)). فَقَلَّ لِلْحَارُودَ وَهُوَ إِلَى جَنْبِي: مَا يَعْنِي بِهِ؟ قَالَ: مِنْ ثُغْرَةِ نَخْرِهِ إِلَى شَغْرِتِهِ - وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مِنْ قَصْمِهِ إِلَى شَغْرِتِهِ - ((فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي، ثُمَّ أَتَيْتُ بَطْسَتَ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ إِيمَانًا، فَفَسَلَ قَلْبِي، ثُمَّ

ایک سو نے کاٹھت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا، اس سے میرا دل دھویا گیا اور پسلے کی طرح رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد ایک جانور لایا گیا جو گھوڑے سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اور سفید! جارود نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا ابو حمزہ! کیا وہ براق تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کا ہر قدم اس کے منتہائے نظر پر پڑتا تھا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبریل۔ مجھے لے کر چلے آسمان دنیا پر پہنچے تو دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جبریل ﷺ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ آپ نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا، کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر آواز آئی انہیں خوش آمدید! کیا ہی مبارک آنے والے ہیں وہ۔ اور دروازہ کھول دیا۔ جب میں اندر گیا تو میں نے وہاں آدم ﷺ کو دیکھا۔ جبریل ﷺ نے فرمایا کہ آپ کے جدا جہد آدم ہیں، انہیں سلام کہیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک بیٹے اور نیک بی: جبریل ﷺ اور پرچھے اور دوسرے آسمان پر آئے وہاں بھی دروازہ کھلوایا آواز آئی کون صاحب بھی ہیں؟ کما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کے ساتھ اور کوئی صاحب بھی ہیں؟ کما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو انہیں بلانے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، پھر آواز آئی، انہیں خوش آمدید۔ کیا ہی ابھی آنے والے ہیں وہ۔ پھر دروازہ کھلا اور میں اندر گیا تو وہاں بھی اور عیسیٰ نبی موجود تھے۔ یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبریل ﷺ نے فرمایا یہ عیسیٰ اور بھیجی نبی ہیں، انہیں سلام کہیجئے میں نے سلام کیا اور ان حضرات نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک بیٹے اور نیک بھائی! یہاں سے جبریل ﷺ مجھے تیرے آسمان کی طرف لے کر چھے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا انہیں

خُشی، تمُّ أَنْيَتْ بِدَائِهِ دُونَ الْبَغْلَ وَلَوْقَ  
الْحِمَارَ أَتَيْضَ) – فَقَالَ لَهُ الْجَارُوْدُ :  
هُوَ الْبُرَاقُ يَا أَبَا حَمْزَةَ؟ فَقَالَ أَنَسُ : نَعَمْ  
– يَضْعُ خَطْوَةً عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ،  
فَخَمِلَتْ عَلَيْهِ، فَانطَلَقَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ حَتَّى  
أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ، فَقَبِيلٌ مَنْ  
هَذَا؟ قَالَ : جِبْرِيلُ . قَبِيلٌ : وَمَنْ مَعَكَ؟  
قَالَ : مُحَمَّدٌ. قَبِيلٌ : وَقَدْ أَرْسَلْ إِلَيْهِ؟ قَالَ :  
نَعَمْ. قَبِيلٌ : مَرْحَبًا بِهِ، فَيَقُولُ الْمَجْنِيَّةُ  
جَاءَ، فَفَتَحَ، فَلَمَّا خَلَصَتْ إِذَا هِيَ آدَمُ،  
فَقَالَ : هَذَا أَبُوكَ آدَمُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ.  
فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ، فَرَدَ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ :  
مَرْحَبًا بِالْأَبْنِ الصَّالِحِ وَالنِّيِّ الصَّالِحِ.  
ثُمَّ صَعَدَ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْأَنْتَيْةَ  
فَاسْتَفْتَحَ، قَبِيلٌ : مَنْ هَذَا؟ قَالَ : جِبْرِيلُ ،  
قَبِيلٌ : وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ. قَبِيلٌ : وَقَدْ  
أَرْسَلْ إِلَيْهِ؟ قَالَ : نَعَمْ. قَبِيلٌ : مَرْحَبًا بِهِ،  
فَيَقُولُ الْمَجْنِيَّةُ جَاءَ، فَفَتَحَ، فَلَمَّا خَلَصَتْ  
إِذَا يَحْتَى وَعِنْسَى وَهُمَا ابْنَا الْخَالِدَةِ، قَالَ :  
هَذَا يَحْتَى وَعِنْسَى فَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا،  
فَسَلَّمَتْ، فَرَدَ، ثُمَّ قَالَ : مَرْحَبًا بِالْأَخْ  
الصَّالِحِ وَالنِّيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعَدَ إِلَيْهِ  
السَّمَاءَ الْأَنْتَيْةَ فَاسْتَفْتَحَ، قَبِيلٌ : مَنْ هَذَا؟  
قَالَ : جِبْرِيلُ ، قَبِيلٌ : وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ :  
مُحَمَّدٌ. قَبِيلٌ : وَقَدْ أَرْسَلْ إِلَيْهِ؟ قَالَ : نَعَمْ.  
قَبِيلٌ : مَرْحَبًا بِهِ فَيَقُولُ الْمَجْنِيَّةُ جَاءَ، فَفَتَحَ،  
فَلَمَّا خَلَصَتْ إِذَا يُوسُفُ، قَالَ : هَذَا

لانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر آواز آئی انہیں خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ، دروازہ کھلا اور جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں یوسف ﷺ موجود تھے۔ جبریل نے فرمایا یہ یوسف ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! پھر جبریل ﷺ مجھے لے کر اوپر چڑھے اور چوتھے آسان پر پہنچے دروازہ کھلوایا تو پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ بتایا کہ جبریل! پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کما کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا کیا انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں کما کہ انہیں خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ! اب دروازہ کھلا جب میں وہاں اور لیں ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو جبریل ﷺ نے فرمایا یہ اور لیں ﷺ ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید پاک بھائی اور نیک نبی۔ پھر مجھے لے کر پانچوں آسان پر آئے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل، پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کہ انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں اب آواز آئی خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ، یہاں جب میں ہارون ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو جبریل ﷺ نے بتایا کہ آپ ہارون ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب کے بعد فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! یہاں سے لے کر مجھے آگے بڑھے اور حچھے آسان پر پہنچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ بتایا کہ جبریل، آپ کے ساتھ کوئی دوسرے صاحب بھی آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ پھر کہا انہیں خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ۔ میں جب وہاں موسیٰ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو جبریل ﷺ نے فرمایا کہ یہ موسیٰ ﷺ ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب کے بعد فرمایا خوش آمدید نیک

یوسف فسلم عليه، فسلمت عليه، فرداً  
ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخْ الصَّالِحِ النَّبِيِّ  
وَالصَّالِحِ. ثُمَّ صَعَدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ  
الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قَيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ:  
جِبْرِيلُ. قَيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ.  
قَيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَيْلَ:  
مَرْحَبًا بِهِ فَيَقُولُ الْمَجِيءُ جَاءَ.

لَفْتَحَ، فَلَمَّا خَلَصَتْ فَلَادَا إِذْرِينَ، قَالَ: هَذَا إِذْرِينٌ فَسَلَمَ عَلَيْهِ، فَسَلَمَتْ عَلَيْهِ، فَرَدَ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخْ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعَدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قَيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ. قَيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قَيْلَ: فَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَيَقُولُ الْمَاجِيِّ جَاءَ. فَلَمَّا خَلَصَتْ فَلَادَا هَارُونَ. قَالَ: هَذَا هَارُونُ فَسَلَمَ عَلَيْهِ، فَسَلَمَتْ عَلَيْهِ، فَرَدَ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخْ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعَدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قَيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ. قَيْلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قَيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَيَقُولُ الْمَاجِيِّ جَاءَ. فَلَمَّا خَلَصَتْ فَلَادَا مُوسَى، قَالَ: هَذَا مُوسَى فَسَلَمَ عَلَيْهِ، فَسَلَمَتْ عَلَيْهِ، فَرَدَ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخْ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. فَلَمَّا تَحَوَّزَتْ بَكَى. قَيْلَ لَهُ: مَا يَنْكِيرُكَ؟ قَالَ: أَبْكَى

نی اور نیک بھائی؟ جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے کسی نے پوچھا  
 آپ روکیوں رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا میں اس پر رورہا ہوں کہ  
 یہ لڑکا میرے بعد بننا کر بھیجا گیا لیکن جنت میں اس کی امت کے  
 لوگ میری امت سے زیادہ ہوں گے۔ پھر جبریل ﷺ مجھے لے کر  
 ساتوں آسمان کی طرف گئے اور دروازہ حکلوابا۔ پوچھا گیا کون صاحب  
 آئے ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون  
 صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ پوچھا گیا کیا انہیں بلاںے  
 کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ کماکہ انہیں خوش  
 آمدید کیا ہی ابھے آئے والے ہیں وہ، میں جب اندر گیا تو ابراہیم ﷺ  
 تشریف رکھتے تھے۔ جبریل ﷺ نے فرمایا کہ یہ آپ کے جدا مجدد ہیں،  
 انہیں سلام کیجئے۔ آخر پرست ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان کو سلام کیا تو  
 انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید یہک نبی اور نیک بیٹھے! پھر  
 سدرۃ المنشی کو میرے سامنے کر دیا گیا میں نے دیکھا کہ اس کے پھل  
 مقام مجرکے مٹکوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے اور اس کے پتے  
 ہاتھیوں کے کان کی طرح تھے۔ جبریل ﷺ نے فرمایا کہ یہ سدرۃ  
 المنشی ہے۔ وہاں میں نے چار نمریں دیکھیں دو باطنی اور دو ظاہری۔  
 میں نے پوچھا اے جبریل ﷺ! یہ کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جو دو  
 باطنی نمریں ہیں وہ جنت سے تعلق رکھتی ہیں اور دو ظاہری نمریں نیل  
 اور فرات ہیں۔ پھر میرے سامنے بیت العمور کو لایا گیا، وہاں میرے  
 سامنے ایک گلاس میں شراب ایک میں دودھ اور ایک میں شد لایا  
 گیا۔ میں نے دودھ کا گلاس لے لیا تو جبریل ﷺ نے فرمایا کی فطرت  
 ہے اور آپ اس پر قائم ہیں اور آپ کی امت بھی! پھر مجھ پر روزانہ  
 پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں واپس ہوا اور موئی ﷺ کے پاس  
 سے گزر اتو انہوں نے پوچھا کس چیز کا آپؐ کو حکم ہوا؟ میں نے کہا کہ  
 روزانہ پچاس وقت کی نمازوں کا، موئی ﷺ نے فرمایا لیکن آپ کی  
 امت میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ اس سے پہلے میرا برتاؤ لوگوں سے پڑھا  
 چکا ہے اور بنی اسرائیل کا مجھے تلخ تجربہ ہے۔ اس لئے آپ اپنے رب

لأنَّ عَلَيْهَا بُعْثَةٌ بَغْدِيَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ  
 أَمْتِهِ أَكْثَرُ مِمْنَ يَدْخُلُهَا مِنْ أَمْتِي. ثُمَّ  
 صَعَدَ إِلَى السُّمَاءِ السَّابِقَةِ، فَاسْتَفْتَحَ  
 جِبْرِيلَ، قَيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ.  
 قَيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قَيْلَ: وَلَدَ  
 بُعْثَةٍ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: مَرْجِبَةٌ بِهِ،  
 فَعَمِّ الْمَعْجَنِيَّةِ جَاءَ. فَلَمَّا خَلَصَتْ فَلَأَذَا  
 إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: هَذَا أَبُوكَ فَسَلَمَ عَلَيْهِ. قَالَ:  
 سَلَّمْتَ عَلَيْهِ، فَرَدَ السَّلَامُ، قَالَ: مَرْجِبَةٌ  
 بِالْأَبْنِينِ الصَّالِحِ وَالنِّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ رُفِعَتْ  
 لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، فَلَأَذَا نَفْهَةٌ مِثْلُ قِلَالٍ  
 هَجَرَ، وَإِذَا وَرَفَهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيلَةِ. قَالَ:  
 هَذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، وَغَدَّا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٌ:  
 نَهَرَانِ بَاطِنَانِ، وَنَهَرَانِ ظَاهِرَانِ. فَقَلَّتْ:  
 مَا هَذَا نَيْا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: أَمَا الْبَاطِنَانِ  
 فَنَهَرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَمَا الظَّاهِرَانِ فَالنَّيلُ  
 وَالْفَرَاتُ. ثُمَّ رُفِعَ لِي الْيَتِيمُ الْمَعْمُورُ.  
 ثُمَّ أَتَيْتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبِنِ  
 وَإِنَاءٍ مِنْ عَسْلٍ، فَأَخْدَتُ اللَّبِنَ، فَقَالَ:  
 هِيَ الْفِطْرَةُ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأَمْتُكَ. ثُمَّ  
 فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِينَ صَلَاةً  
 كُلُّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَمَرَأَتْ عَلَيَّ مُوسَى،  
 فَقَالَ: بِمَا أَمْرَتْ؟ قَالَ: أَمْرَتْ بِخَمْسِينَ  
 صَلَاةً كُلُّ يَوْمٍ. قَالَ: إِنَّ أَمْتَكَ لَا تَسْتَطِعُ  
 خَمْسِينَ صَلَاةً كُلُّ يَوْمٍ، وَإِنِّي وَاللَّهُ قَدْ  
 جَرِيتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِي  
 إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةَ، فَازْجَعْتُ إِلَى رَبِّكَ

کے حضور میں دوبارہ جائیے اور اپنی امت پر تخفیف کے لئے عرض کیجئے۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں دوبارہ حاضر ہو اور تخفیف کے لئے عرض کی توسیع وقت کی نمازیں کم کر دی گئیں۔ پھر میں جب واپسی میں موسیٰ ملکہ کے پاس سے گزراتو انہوں نے پھر وہی سوال کیا میں دوبارہ بارگاہ رب تعالیٰ میں حاضر ہو اور اس مرتبہ بھی دس وقت کی نمازیں کم ہوئیں۔ پھر میں موسیٰ ملکہ کے پاس سے گزراتو انہوں نے وہی مطالبہ کیا میں نے اس مرتبہ بھی بارگاہ رب تعالیٰ میں حاضر ہو کر دس وقت کی نمازیں کم کرائیں۔ موسیٰ ملکہ کے پاس سے پھر گزر رہا اور اس مرتبہ بھی انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا پھر بارگاہ الہی میں حاضر ہوا تو مجھے دس وقت کی نمازوں کا حکم ہوا میں واپس ہونے لگا تو آپ نے پھر وہی کہا اب بارگاہ الہی میں حاضر ہوا تو روزانہ صرف پانچ وقت کی نمازوں کا حکم بالی رہا۔ موسیٰ ملکہ کے پاس آیا تو آپ نے دریافت فرمایا اب کیا حکم ہوا؟ میں نے حضرت موسیٰ ملکہ کو بتایا کہ روزانہ پانچ وقت کی نمازوں کا حکم ہوا ہے۔ فرمایا کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی میرا بر تاؤ آپ سے پہلے لوگوں کا ہو چکا ہے اور ہم اسرائیل کا مجھے تباخ تجربہ ہے۔ اپنے رب کے دربار میں پھر حاضر ہو کر تخفیف کے لئے عرض کیجئے۔ آنحضرت مسیح نے فرمایا رب تعالیٰ سے میں بت سوال کر چکا اور اب مجھے شرم آتی ہے۔ اب میں بس اسی پر راضی ہوں۔ آنحضرت مسیح نے فرمایا کہ پھر جب میں وہاں سے گزرنے لگا تو ندا آئی ”میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کر چکا۔“

فَاسْأَلُهُ التَّخْفِيفَ لِامْبِيْكَ، فَرَجَعَتْ فَوَضَعَ عَنِيْ عَشْرًا، فَرَجَعَتْ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعَتْ فَوَضَعَ عَنِيْ عَشْرًا، فَرَجَعَتْ فَوَضَعَ عَنِيْ عَشْرًا، فَرَجَعَتْ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعَتْ فَوَضَعَ عَنِيْ عَشْرًا فَرَجَعَتْ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعَتْ فَوَضَعَ عَنِيْ عَشْرًا فَرَجَعَتْ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعَتْ فَوَضَعَ عَنِيْ عَشْرًا فَرَجَعَتْ فَأَمِرَتْ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلُّ يَوْمٍ فَرَجَعَتْ فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعَتْ فَأَمِرَتْ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلُّ يَوْمٍ، فَرَجَعَتْ إِلَى مُوسَى فَقَالَ: بِمَا أَمِرْتَ؟ قَلَّتْ: أَمِرْتَ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلُّ يَوْمٍ، فَرَجَعَتْ إِلَى مُوسَى فَقَالَ: إِنَّ أَمْتَكَ لَا تَسْتَطِعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلُّ يَوْمٍ وَإِنِّي فَذَخَرْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشْدَ المُعَالَجَةِ، فَازْجَعَ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلَهُ التَّخْفِيفَ لِامْبِيْكَ، قَالَ: سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْتَيْتُ، وَلَكِنْ أَرْضِي وَأَسْلِيمَ، قَالَ: لَلَّمَّا جَاءَرْتُ نَادَانِي مُنَاؤ: أَغْنِنِي فَرِيْضَتِي، وَخَفَقْتُ عَنْ عِبَادِيِّ)).

[راجع: ۳۲۰۷]

**لَشَبِيهِ** روایت میں لفظ برائق ضرہ با کے ساتھ ہے اور برق سے مشتق ہے جو بکلی کے معنوں میں ہے وہ ایک خمیرا گھوڑے کی بخل کا جائز ہے جو آنحضرت مسیح کی سواری کے لئے لایا گیا تھا جس کی رفتار بکلی سے بھی تیز تھی، اسی لئے اسے برائق کہا گیا۔ حضرت جبرئیل ملکہ پہلے آپ کو بیت المقدس میں لے گئے وردیطہ البراق بالحلقة الٹی بربط بہا الانبیاء بباب المسجد (توشیح) یعنی وہاں برائق کو اس سمجھ کے دروازے پر اس طلاقے سے پاندھا جس سے پہلے انہیاء اپنی سواریوں کو پاندھا کرتے تھے پھر وہاں درکعت نماز ادا کی اس کے بعد آسمانوں کا سفر شروع ہوا۔

روایت میں حضرت موسیٰ ملکہ کے رونے کا ذکر ہے، یہ رونا حکم اپنی امت کے لئے رحمت کے طور پر تھا قال العلماء لم یکن بکاه موسیٰ حسداً معاذ الله لان الحسد لی ذالک العالم منزوع من احادا المرمنین لکیف بن من اصطفاه اللہ تعالیٰ (توضیح)، یعنی علماء نے کما

ان کا یہ رونا معاذ اللہ حسد کی بنا پر نہیں قیامِ آخرت میں حسد کا مادہ تو ہر معمولی مؤمن کے دل سے بھی دور کر دیا جائے گا اللہ ایسے کیے ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ ﷺ جیسا برگزیدہ نبی حسد کر سکے۔ حضرت موسیٰ ﷺ نے آخرت میں ﷺ کو لفظ غلام سے تعمیر کیا جو آپُ کی تعظیم کے طور پر تھا و قد بطلیق الغلام و براد بہ الطری الشاب یعنی کبھی لفظ غلام کا اطلاق طاقتوں شہ زور نوجوان مرد پر بھی کیا جاتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے لعات، حضرت شیخ طاطلی قاری رحلتیٰ نے فرمایا کہ هذا العزیز اللہ ولع فی هذا الحديث هواصح الروایات و ارجحها یعنی انہوام کرام کی ملاقات جس ترتیب کے ساتھ اس روایت میں ذکور ہوئی ہے یہی نزاوہ بھی ہے اور اسی کو ترجیح حاصل ہے۔ ترتیب کو کمرشان تھیں حدیث یاد فرمائیں کہ پہلے آسمان پر حضرت آدم ﷺ سے ملاقات ہوئی، دوسرے آسمان پر حضرت میسیٰ اور سیمیٰ ﷺ سے ملاقات ہوئی، تیسرا پر حضرت یوسف ﷺ سے ملاقات ہوئی، چوتھے پر حضرت اوریس ﷺ سے پانچمیں پر حضرت ہارون ﷺ سے پھٹے پر حضرت موسیٰ ﷺ سے ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم ﷺ سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔

روایت میں لفظ سدرۃ المسنی ذکور ہوا ہے۔ لفظ سدرۃ بحری کے درخت کو کہتے ہیں و سمت بھلان علم الملائکہ یعنی الہا و لم یہ جاؤ زہا احمد الا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و حکی عن عبدالله بن مسعود رضی اللہ عنہ اہلا سنت بدالک لکون یعنی الہا ما یہ بھیط من فرقہ او ما یصعد من تحتہا (مرقات)، یعنی اس کا یہ نام اس نے ہوا کہ فرشتوں کی معلومات اس پر ختم ہو جاتی ہیں اور اس جگہ سے آگے کسی کا گزر نہیں ہو سکا ہے یہ شرف صرف سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہوا کہ آپ اس سے بھی آگے گزر گئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کا یہ نام اس نے رکھا گیا کہ اور سے پنج آنے والی اور یچھے سے اور پانچ آنے والی ہر چیز کی انتساب ختم ہو جاتی ہے۔

روایت میں لفظ بیت المور آیا ہے، جو کعبہ کرمہ کے مقابل ساتویں آسمان پر آسمان والوں کا قبلہ ہے اور جیسی زین پر کعبہ شریف کی حرمت ہے۔ ایسے ہی آسمانوں پر بیت المور کی حرمت ہے۔ لفظ نظرت سے مراد اسلام اور اس پر استقامت ہے۔ آپُ کے سامنے نہروں کا ذکر آیا۔ و فی شرح مسلم قال ابن مقاتل الباطنان هو السنسبیل والکوثر والظاهران النبل والفرات یعنی جان من اصلہ انہیں پسیران حيث اراد اللہ تعالیٰ ثم یخر جان من الارض و یسیران فيها و هذا لا يمنعه شرع ولا عقل و هو ظاهر الحديث فوجب المصیر الہ (مرقات) یعنی دو باطنی نہروں سے مراد مسلسلیں اور کوثر ہیں اور دو ظاہری نہروں سے حزاد نہل و فرات ہیں جو اس کی جگہ سے نکلی ہیں پھر اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے وہاں وہ پھیلتی ہیں پھر وہ نہل و فرات ہیں پر ظاہر ہو کر چلتی ہیں۔ یہ نعتن کے خلاف ہے نہ شرع کے اور حدیث کا ظاہر مفہوم بھی یہی ہے جس کو تعلیم کرنا ضروری ہے۔ نماز کے بارے میں آخرت میں ﷺ کی عشورہ حضرت موسیٰ ﷺ بار بار مراجعت تخفیف کے لئے تھی۔ اللہ پاک نے شروع میں پچاس وقت کی نمازوں کا حکم فرمایا، مگر اس بار بار درخواست پر اللہ نے رم فرمایا کہ صرف پانچ وقت کی نمازوں کو رکھا گر تو اس کے لئے وہی پچاس کا حکم قائم رہا اس لئے کہ امت محمدیہ کی خصومات میں سے ہے کہ اس کو ایک نیکی کرنے پر دو نیکوں کا ثواب ملتا ہے۔

واقعہ مراجع کے بہت سے اسرار و حکم ہیں جن کو جمۃ السنادیہ ولی اللہ محمد و ولی ﷺ نے اپنی مشورہ کتاب مجۃ اللہ البالیڈ میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اہل علم کو ان کا مطالعہ ضروری ہے اس مختصر میں اس توطیل کی مختارات نہیں ہے۔ اللہ پاک قیامت کے دن مجھے حیر فیر از سرتاپاً گنبدگار خادم تحریم کو اور جملہ قدر داتاں کلام حبیب پاک ﷺ کو اپنے دیدار سے شرف فرمایا۔ اپنے حبیب ﷺ کے لواءِ حمد کے پنج جمع فرمائے آئین یا رب العالمین۔

حدَّثَنَا الحَمِيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ (٣٨٨٨) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہاں سے سفیان بن عبیسہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے عکرمه نے اور حدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ

ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وَمَا جعلنا الرُّؤيا أَنْبَى إِذْ يَرَى هُمْ نَفْسَهُمْ) (اور جو روایا ہم نے آپ کو دکھلایا اس سے مقصد صرف لوگوں کا امتحان تھا) فرمایا کہ اس میں روایا سے آنکھ سے دیکھنا ہی مراد ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کو اس صراحت کی رات میں دکھلایا گیا تھا جس میں آپؐ کو بیت المقدس تک لے جایا گیا تھا اور قرآن مجید میں "الشجرة الملعونة" کا ذکر آیا ہے وہ تھوہر کا درخت ہے۔

یہ درخت وزن میں پیدا ہوا گا کچھ دنیاوی تھوہر کے باہر ہو گا مگر زہر اور تنفس میں اس قدر خطرناک ہو گا جو اہل وزن کے پیٹ اور آنکھوں کو چڑا دے گا، لگلے میں پھنس جائے گا۔ اس کے پیٹ اڑو میں سانپوں کے پھونوں کی طرح ہوں گے۔ یہی ملعون درخت ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔

### باب مکہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس انصار کے وفد کا آنا اور بعثت عقبہ کا بیان

(۳۸۸۹) ہم سے سعیٰ بن کبیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یہ لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے (دوسری سند)، امام بخاری نے کہا اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عنبہ بن خالد نے بیان کیا، ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا کہ مجھے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن کعب نے جب وہ نامیطا ہو گئے تو وہ چلتے پھرتے وقت ان کو پکڑ کر لے چلتے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے کا طویل واقعہ بیان کرتے تھے این کبیر نے اپنی روایت میں بیان کیا کہ حضرت کعب نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس عقبہ کی رات میں حاضر تھا جب ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا پختہ عبد کیا تھا، میرے نزدیک (المیلۃ عقبہ کی بیعت) بدر کی لاوائی میں حاضری سے بھی زیادہ پسند ہے اگرچہ لوگوں میں بدر کا چچہ اس سے زیادہ ہے۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لِي قَوْلِهِ تَعَالَى : «وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا أَنْبَى إِذْ يَرَى هُمْ نَفْسَهُمْ» [الإِسْرَاءٌ: ۶۰]. قَالَ هُنَّ رُؤْيَا عَنِّي أَرَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيَلَّهُ أَسْرَى بِهِ إِلَيَّ نَبَتَ الْمَقْدَنُ. قَالَ: ((وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ لِي فِي الْقُرْآنِ قَالَ هُنَّ شَجَرَةُ الْقَوْمِ)).

[صرفہ نی: ۴۷۱۶، ۶۶۱۳]

### ٤٣ - بَابُ وُفُودِ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ بِكَفَّةٍ، وَبَيْنَهُمَا عَنْقَبَةٌ

(۳۸۸۹) - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْفَرٍ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ عَفِيلٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ ح. وَحَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرُّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَفْبَرٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَفْبَرَ - وَكَانَ قَانِدَ كَفْبَرَ حِينَ عَمِيَ - قَالَ: سَمِعْتُ كَفْبَرَ بْنَ مَالِكٍ يَحْدُثُ حِينَ تَحَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بِطُولِهِ، قَالَ ابْنُ بَكْفَرٍ لِي حَدِيثَهُ ((وَلَقَدْ شَهَدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِيَلَّهُ عَنْقَبَةَ حِينَ تَوَافَقْتَا عَلَى الإِسْلَامِ، وَمَا أَحَبْتُ أَنْ لِي بِهَا مَشْهَدَ بَذَرٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَذَرًا أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا)). [راجع: ۲۲۵۷]

**لئے پڑھیں** جنگ بدر اول جنگ ہے جو مسلمانوں نے کافروں سے کی اس میں کافروں کے بڑے بڑے سردار لوگ قتل ہوئے۔ لیکن العقبہ کا ذکر اور پر ہو چکا ہے۔ یہ وہ رات تھی جس میں انصار نے آنحضرت ﷺ کی رفاقت کا طبع عمد کیا تھا اور آپ نے انصار کے پارہ نقیب مقرر فرمائے تھے۔ یہ ایک تاریخی رات تھی جس میں قوت اسلام کی بنا قائم ہوئی اور آنحضرت ﷺ کو دلی سکون حاصل ہوا اسی لئے کعب رضی اللہ عنہ نے اس میں شریک ہونا جنگ بدر میں شریک ہونے سے بھی بہتر سمجھا۔

حدیث میں عقبہ کا ذکر ہے۔ عقبہ گھٹلی کو کہتے ہیں یہ گھٹلی مقام الحمرا اور منی کے درمیان طول طویل پہاڑوں کے درمیان تھی، اسی جگہ مدینہ کے بارہ اشخاص نے ۱۲ نبوت میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا اور مسلمان ہوئے یہ بیعت عقبہ اولیٰ کہلاتی ہے۔ ان لوگوں کی تعلیم کے لئے آنحضرت ﷺ نے حضرت صعب بن غیرہ بن حوشج کو ان کے ساتھ مدینہ بھیج دیا تھا جو بڑے ہی امیر گھرانے کے لاؤ لے بیٹھنے تھے۔ مگر اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے دنیاوی عیش و آرام سب بھلا دیا، مدینہ میں انہوں نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ یہ وہاں احمد بن زرارہ کے گھر تھرے تھے۔ اگلے سال ۳۷ نبوت میں ۳۷ مرد اور دو عورتیں شریب سے چل کر مکہ آئے اور اسی گھٹلی میں ان کو دربار رسالت میں شرف باریابی حاصل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے نورانی وعظ سے منور فرمایا اور ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے مدینہ تشریف لانے کی درخواست کی۔ آپ نے اس درخواست کو قبول فرمایا ہے سن کر یہ سب بے حد خوش ہوئے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ براء بن معروف بن حوشج پسلے بزرگ ہیں جنہوں نے اس رات سب سے پسلے بیعت کی تھی، یہی بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے۔ ان حضرات میں سے آنحضرت ﷺ نے بارہ اشخاص کو نقیب مقرر فرمایا جس طرح حضرت عیینی بن میرمطیہ السلام نے اپنے لئے بارہ نقیب مقرر کے تھے آنحضرت ﷺ کے بارہ نقیبوں کے اسامی گرامی یہ ہیں۔

(۱) اسد بن زرارہ (۲) رافع بن مالک (۳) عبادہ بن صامت (۴) سعد بن رفع (۵) منذر بن عمرو (۶) عبد اللہ بن رواح (۷) براء بن معروف (۸) عمرو بن حرام (۹) سعد بن عبادہ ان سب کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا (۱۰) ایسید بن حفیر (۱۱) سعد بن خثیب (۱۲) ابو الشمیم بن تیمان یہ تینوں قبیلہ اوس سے تھے، رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یا اللہ قیامت کے دن ان سب بزرگوں کے ساتھ ہم گنگاروں کا بھی حشر فرمائیں۔

۳۸۹۰ - حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ قَالَ: كَانَ عَمْرُو يَقُولُ: سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((شَهَدَ بِي خَلَائِيِ الْعَقَبَةِ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ ابْنُ عَيْنَةَ: ((أَحَدُهُمَا الْبَوَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ)). [طرفہ فی: ۳۸۹۱]

جو سب انصار سے پسلے مسلمان ہوئے اور سب سے پسلے آنحضرت ﷺ سے بیعت کی۔

۳۸۹۱ - حدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ حَرْبَيْجَ أَخْبَرَهُمْ قَالَ عَطَاءً قَالَ حَابِرٌ: ((أَنَا وَأَبِي وَخَالَائِي مِنْ أَصْحَابِ الْعَقَبَةِ)). [راجع: ۳۸۹۰]

۳۸۹۰ - حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ قَالَ: كَانَ عَمْرُو يَقُولُ: سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((شَهَدَ بِي خَلَائِيِ الْعَقَبَةِ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ ابْنُ عَيْنَةَ: ((أَحَدُهُمَا الْبَوَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ)). [طرفہ فی: ۳۸۹۱]

قطلانی نے کماک جابر کی ماں کا نام نعیمہ قوان کے بھائی شلبہ اور عمرو تھے۔ براء جابر کے ماہوں نے تھے لیکن ان کی ماں کے مزیزوں میں سے تھے اور عرب کے لوگ ماں کے سب مزیزوں کو لفظ خال (ماہوں) سے یاد کرتے ہیں۔

(۳۸۹۲) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ہمارے بھتیجے ابن شاہب نے بیان کیا، ان سے ان کے بھتیجے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں ابو اور لیس عائذ اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی لاوائی میں شرکت کی تھی اور عقبہ کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عمد کیا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت آپ کے پاس صحابہ کی ایک جماعت تھی کہ آؤ مجھ سے اس بات کا عمد کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراوے گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، اپنی طرف سے گھڑ کر کسی پر تمتن نہ لگاؤ گے اور اچھی باتوں میں میری نافرمانی نہ کرو گے، پس جو شخص اپنے اس عمد پر قائم رہے گا اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس شخص نے اس میں کمی کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے چھپا رہے دیا تو اس کا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے، چاہے تو اس پر بیزادے اور چاہے سعاف کروے۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ میں نے آنحضرت ﷺ سے ان امور پر بیعت کی۔

(۳۸۹۲) حدیثی إسحاق بن منصور  
الْحَدِيثُ نَاهِيَ بِهِ قَوْبَنْ إِنْ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَنَّ أَخِي  
أَنْبِ شِهَابَ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: الْحَمْرَى أَبُو  
إِذْرِينَسَ خَالِدَ اللَّهِ بْنِ عَنْدَ رَبِّ اللَّهِ (أَنَّ عَبَادَةَ  
نَنْ صَامِتَ - مِنَ الْلَّذِينَ شَهَدُوا بَدْرًا مَعَ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمِنَ الصَّاحِبِينَ لِئَلَّا الْغَنَمَةَ  
- أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: وَخَوْلَةَ  
عَصَابَةَ مِنَ الصَّاحِبِينَ: ((تَعَالَوْا تَبَاعُونِي  
عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا  
تَسْرِقُوا، وَلَا تَرْزُقُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أُولَادَكُمْ  
وَلَا تَأْتُونَ بِهَنَانَ تَفَرَّوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّكُمْ  
وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ.  
فَمَنْ وَقَى مِنْكُمْ فَأَجْرَهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ  
أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوْقَبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا  
فَهُوَ لَهُ كَفَارَةٌ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا  
فَسَرَّهُ اللَّهُ فَأَمْرَهُ إِلَى اللَّهِ، إِنْ شَاءَ عَاقِبَةٌ،  
وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ)), قَالَ: فَبِأَيْنَاهَا عَلَى  
ذَلِكَ)). [راجح: ۱۸]

**لَيْلَةُ الْقِدْرِ** بیعت سے مراد عمد و اقرار ہے جو آنحضرت ﷺ اسلام قبول کرنے والوں سے لیا کرتے تھے۔ کبھی آپ اپنے صحابہ سے بھی

(۳۸۹۳) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ بن سعید نے، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابوالنیر مرشد بن عبد اللہ نے، ان سے عبد الرحمن مناگی نے اور ان سے عبادہ بن صامت نبوخت نے بیان کیا، میں ان نقیبوں سے تھا جنہوں نے (عقبہ کی رات میں) رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ آپ نے بیان کیا کہ

(۳۸۹۳) حدیثی قبیله حدیثنا الیث عن  
یزید بن ابی حبیب عن عبادۃ بن الصمامت رضی  
الصتابیجی عن عبادۃ بن الصمامت رضی  
الله عنہ آنہ قال: ((إِنِّي مِنَ النُّقَاءِ الَّذِينَ  
بَايَعُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ: بَايَعَنَاهُ عَلَى

ہم نے آنحضرت ﷺ سے اس کا عمد کیا تھا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھرائیں گے، چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، کسی ایسے شخص کو قتل نہیں کریں گے جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، لوث مار نہیں کریں گے اور نہ اللہ کی تافرمانی کریں گے جنت کے بدلوں میں، اگر ہم اپنے اس عمد میں پورے اترے۔ لیکن اگر ہم نے اس میں کچھ خلاف کیا تو اس کا فیصلہ اللہ پر ہے۔

باب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کا نکاح کرنا اور آپؐ کامدینہ میں تشریف لانا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی

### رخصتی کا بیان

**الشیخ** حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاجزاوی ہیں۔ ماں کا نام ام رومان بنت عامر بن عویس ہے، بھرت سے تین سال قبل انبیٰ میں آنحضرت سے ان کا عقد ہوا۔ شوال ۲۵ میں مدینہ طیبہ میں رخصتی عمل میں آئی، وفات نبوت کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی، بڑی زبردست عالماً فاضلہ تھیں۔ ۵۸ھ یا ۷۵ھ میں ۷ ارمضان شب سہ شنبہ میں وفات پائی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور شب میں بقعی غرقد میں دفن ہوئیں۔ اسلامی تاریخ میں اس خاتون اعظم کو بڑی اہمیت حاصل ہے رضی اللہ عنہا وارضاها۔

(۳۸۹۳) مجھ سے فروہ بن ابی المغارب اُنے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسرنے بیان کیا، ان سے هشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے میرا نکاح جب ہوا تو میری عمر جو سال کی تھی، پھر ہم مدنیہ (بھرت کر کے آئے اور نبی حارث بن خرزج کے یہاں قیام کیا۔ یہاں آکر مجھے بخار چڑھا اور اس کی وجہ سے میرے بال گرنے لگے۔ پھر موذھوں تک خوب بال ہو گئے پھر ایک دن میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا آئیں، اس وقت میں اپنی چند سیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی انہوں نے مجھے پکارتے میں حاضر ہو گئی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میرے ساتھ ان کا کیا ارادہ ہے۔ آخر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے دروازہ کے پاس کھڑا کر دیا اور میرا سانس پھولا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں جب مجھے کچھ سکون ہوا تو انہوں نے تھوڑا سا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر پھیرا۔ پھر گھر کے اندر مجھے لے گئیں۔ وہاں النصاریٰ کی چند عورتیں

آن لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقُ، وَلَا  
نَزِّلُنَا، وَلَا نَقْتُلُ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ ،  
وَلَا نَتَهَبُ، وَلَا نَفْصُلُ بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا  
ذَلِكَ، فَإِنْ غَشِّيْنَا مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا كَانَ  
فَضَاءً ذَلِكَ إِلَى اللّٰهِ .

[راجع: ۱۸]

۴ - بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ ﷺ عَائِشَةَ،  
وَقَدْوَمِهِ الْمَدِينَةَ، وَبِنَائِهِ بِهَا

۳۸۹۴ - حَدَّثَنِي فَرُوْهُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَأِ  
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْبِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ:  
((تَرَوْجِي الْمَسْكُوْنَةَ وَأَنَا بُنْتُ سِتَّ سَبْعِينَ  
لَقَدِيمَنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَّلَنَا فِي بَيْنِ الْحَارِثِ  
بْنِ حَرْزَاجَ، فَوَعَدْنَا فَمَرْقَ شَغْرِي،  
فَوَقَى جَمِيْمَةَ، فَأَتَتْنِي أُمِّيْ أُمُّ رُوزَمَانَ -  
وَأَتَنِي لَفِي أَرْجُوْحَةَ وَمَعِي صَوَّاحِ لِي -  
فَصَرَّحَتْ بِنِي فَأَتَيْنَاهَا، لَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ  
بِنِي، فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أُوقَفْتُ عَلَى  
بَابِ الدَّارِ، وَأَتَيْ لِأَنْهَجَ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ  
نَفْسِي. ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءَ فَمَسَحَتْ  
بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَذْهَلَتْنِي الدَّارِ،

موجود تھیں، جنہوں نے مجھے دیکھ کر دعا دی کہ خیر و برکت اور اچھا نصیب لے کر آئی ہو، میری ماں نے مجھے انہیں کے حوالہ کرو دیا اور انہوں نے میری آرائش کی۔ اس کے بعد دن چڑھے اچانک رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور حضور ﷺ نے خود مجھے سلام کیا میری عمر اس وقت نوسال تھی۔

فَإِذَا نَسْوَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَلَقِنَهُ  
عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى حَيْثِ طَابَ.  
فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ، فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَانِي، فَلَمْ  
يَرُعِنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمِنِي بِنَتْ تَسْنِيْنِ)).

(اطرافہ فی: ۳۸۹۶، ۵۱۲۳، ۵۱۳۴، ۵۱۵۶، ۵۱۵۸، ۵۱۶۰، ۵۱۶۲) [۵۱۶۰]

**شیخ** حجاز چونکہ گرم ملک ہے اس لئے وہاں قدرتی طور پر لڑکے اور لڑکیاں بہت کم عمر میں بالغ ہو جاتی ہیں۔ اس لئے حضرت عائشہ بنت ابی بیضا کی رخصی کے وقت صرف نوسال کی عمر تجوب خیز نہیں ہے۔ امام احمد کی روایت میں یوں ہے کہ میں گھر کے اندر گئی تو دیکھا کہ آخر حضرت ﷺ ایک چار پالی پر بیٹھے ہوئے ہیں آپؐ کے پاس انصار کے کئی مرد اور عورتیں ہیں ان عورتوں نے مجھ کو آخر حضرت ﷺ کی گود میں بھلا دیا اور کامیاب رسول اللہ ﷺ یہ آپؐ کی بیوی ہیں، اللہ مبارک کرے۔ پھر وہ سب مکان سے چل گئیں۔ یہ مlap شوال ۵۲ میں ہوا۔

(۳۸۹۵) ہم سے علی بن ایسید نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ بنت ابی بیضا نے کہ بنی کرم ﷺ نے فرمایا تم مجھے دو مرتبہ خواب میں دکھائی گئی ہو۔ میں نے دیکھا کہ تم ایک ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہو اور کما جا رہا ہے کہ یہ آپؐ کی بیوی ہیں، ان کا چہہ کھولتے۔ میں نے چہہ کھول کر دیکھا تو تم تھیں، میں نے سوچا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو وہ خود اس کو پورا فرمائے گا۔

۳۸۹۵ - حَدَّثَنَا مَعْلُومٌ حَدَّثَنَا وَهُنَّبْ عَنْ هِشَامَ بْنِ غَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا : أَرِتُكِ فِي الْمُنَامِ مَرْتَنِينَ، أَرِي أَنْكِ فِي سَرْقَةِ مِنْ حَرَبِنِ، وَيَقَالُ هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْسَفْتُ، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَاقُولُ : إِنِّي لَكِ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يَمْضِيَ). (اطرافہ فی: ۵۰۷۸، ۵۱۲۵، ۷۰۱، ۷۰۲) [۷۰۱]

(۳۸۹۶) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسماد نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد (عروہ بن زیبر) نے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات بنی کرم ﷺ کی مدینہ کو ہجرت سے تین سال پسلے ہو گئی تھی۔ آخر حضرت ﷺ نے آپؐ کی وفات کے تقریباً دو سال بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی جب رخصی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں۔

۳۸۹۶ - حَدَّثَنِي عَبْدُ الدِّينِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : ((تُوقِّتُ خَدِينَجَةَ قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ بِثَلَاثَ سِنِّينَ، فَلَبِثَ سَنِّينَ أَوْ قَرِبَتَا مِنْ ذَلِكَ، وَنَكَحَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سَبْطَ سِنِّينَ، ثُمَّ بَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعَ سِنِّينَ)). (راجح: ۳۸۹۴)

## باب نبی کرم ﷺ اور آپؐ کے اصحاب کرام کامیبہ کی طرف بھرت کرنا

حضرات عبداللہ بن زید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کرم ﷺ سے نقل کیا کہ اگر بھرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک آدمی بن کر رہنا پسند کرتا اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کرم ﷺ سے روایت کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں مکے سے ایک ایسی زمین کی طرف بھرت کر کے جا رہا ہوں کہ جہاں کھجور کے باغات بکھرت ہیں، میراڑ، ان اس سے یہاں مادہ یا بھر کی طرف گیا لیکن یہ زمین شر "یثرب" کی تھی۔

(۳۸۹۷) ہم سے (عبداللہ بن زبیر) حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو واکل شیقین بن سلمہ سے سن، انہوں نے بیان کیا کہ ہم خباب بن ارت پتوش کی عیادت کے لئے گئے تو انہوں نے کہا کہ نبی کرم ﷺ کے ساتھ ہم نے صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بھرت کی تھی، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا اجر دے گا۔ پھر ہمارے بہت سے ساتھی اس دنیا سے اٹھ گئے اور انہوں نے (دنیا میں) اپنے اعمال کا پھل نہیں دیکھا۔ انہیں میں حضرت مصعب بن عیینہ پتوش احمد کی لڑائی میں شہید کئے گئے تھے اور صرف ایک دھاری دار چادر چھوڑی تھی۔ (کنون دیتے وقت) جب ہم ان کی چادر سے ان کا سرڈھا لکھتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھا لکھتے تو سر کھل جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ان کا سرڈھا لکھ دیں اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں۔ (تاکہ چھپ جائے) اور ہم میں ایسے بھی ہیں کہ (اس دنیا میں بھی) ان کے اعمال کا میوه پک گیا، پس وہ اس کو چن رہے ہیں۔

مطلوب یہ ہے کہ بعض لوگ تو غیست اور دنیا کا مال و اسباب ملنے سے پہلے گزر چکے ہیں اور بعض زندہ رہے، ان کا میوه خوب بچلا پھولا یعنی دین کے ساتھ انہوں نے اسلامی ترقی و کشاورگی کا دور بھی دیکھا اور وہ آرام و راحت کی زندگی بھی پا گئے۔ یہ ہے ان مع العسریسا بے شک تکمیلی کے بعد آسانی ہوتی ہے۔

## ۴۵- باب هجرۃ النبی ﷺ

### وَاصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ

وَقَالَ عَنْدَ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ أَمْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ)). وَقَالَ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((رَأَيْتُ فِي الْمَمَّ أَنِي أَهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضِ بَهْرَاءَ نَحْلَنَ، فَلَدَهُبَ وَهَلَى إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرَ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَنْرِبُ)).

(۳۸۹۷) - حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَالِيلَ يَقُولُ: ((عَدْنَا خَبَابًا لَقَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَرِيدُ وَجْهَ اللَّهِ، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ، فَمَنْ مَضَى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُضَغْبُ بْنُ عُمَيْرٍ، قُتِلَ يَوْمَ أَحْدَبٍ وَتَرَكَ نَيْرَةً، فَكُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بَهَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَأَ رَأْسَهُ، فَأَمْرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُفَطِّي رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنْ إِذْخَرِهِ، وَمَنْ مِنْ أَنْبَعَتْ لَهُ ثَمَرَتَهُ فَهُوَ يَهْدِيهَا)).

[راجع: ۱۲۷۶]

مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ تو غیست اور دنیا کا مال و اسباب ملنے سے پہلے گزر چکے ہیں اور بعض زندہ رہے، ان کا میوه خوب بچلا پھولا یعنی دین کے ساتھ انہوں نے اسلامی ترقی و کشاورگی کا دور بھی دیکھا اور وہ آرام و راحت کی زندگی بھی پا گئے۔ یہ ہے ان مع العسریسا بے شک تکمیلی کے بعد آسانی ہوتی ہے۔

(۳۸۹۸) - حَدَّثَنَا مُسْتَدْ حَدَّثَنَا حَمَادَةُ هُوَ

نے بیان کیا، ان سے بھی بن سعید النصاری نے، ان سے محمد بن ابراہیم نے، ان سے علقمہ بن ابی و قاص نے، بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن الخطب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے بنی کریم ملٹیپل سے سنا، آپ فرم رہے تھے کہ اعمال نیت پر موقف ہیں۔ پس جس کا مقصد ہجرت ہے جو دنیا مکانا ہو وہ اپنے اسی مقصد کو حاصل کر کے گایا مقصد ہجرت سے کسی عورت سے شادی کرنا ہو تو وہ بھی اپنے اسی مقصد تک پہنچ سکے گا، لیکن جن کا ہجرت سے مقصد اللہ اور اس کے رسول کی رضا مندی ہو گی تو اسی کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے سمجھی جائے گی۔

ابن زینہ عن یحییٰ عن محمد بن إبراهیم عن علقمة بن وفاصل قال: سمعت عمر رضي الله عنه قال: سمعت النبي ﷺ أرأه يقول: ((الأعمال بالنية، فمن كانت هجرته إلى ذنبها نصيتها، أو امرأة يتزوجها، فهو هجرته إلى ما هاجر إليه، ومن كانت هجرته إلى الله ورسوله فهجرته إلى الله ورسوله ﷺ)).

[راجع: ۱]

حدیث میں ہجرت کا ذکر ہے اسی لئے یہاں لائی گئی۔

۳۸۹۹ - حدثني إسحاق بن زيند الدمشقي حدثنا يحيى بن حمزه قال: حدثني أبو عمرو الأوزاعي عن عبدة بن أبي لبابة عن مجاهد بن جابر المكى ((أن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما كان يقول: لا هجرة بعد الفتح)).

[اطرافہ فی : ۴۳۰۹ ، ۴۳۱۰ ، ۴۳۱۱]

**لئن ہجرت** کی وجہ پر فضیلت باقی نہیں رہی جو کہ فتح ہونے سے قبل تھی، بعض نے کماں کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں اس کی طرف ہجرت نہیں رہی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہجرت کا مشروع ہونا جاتا رہا کیونکہ دارالکفر سے دارالاسلام کو ہجرت واجب ہے جب دین میں خلل پڑنے کا ذرہ ہو۔ یہ حکم قیامت تک باقی ہے اور اساعیلی کی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی صراحت موجود ہے۔

حافظ نے کما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے یہ لکھتا ہے کہ ہجرت اس ملک سے واجب ہے جہاں پر اللہ کی عبادت آزادی کے ساتھ نہ ہو سکے ورنہ واجب نہیں مادرودی نے کہا اگر مسلمان دارالحرب میں اپنا دین ظاہر کر سکتا ہے تو اس کا حکم دارالاسلام کا سا ہو گا اور وہاں ٹھہرنا ہجرت کرنے سے افضل ہو کا کیونکہ وہاں ٹھہرنے سے یہ امید ہے کہ دوسرے لوگ بھی اسلام میں داخل ہوں۔ (وحیدی)

۳۹۰۰) مجھ سے امام اوزاعی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان لیا کہ عبید بن عمریلیشی کے ساتھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم نے ان سے فتح مکہ کے بعد ہجرت کے متعلق پوچھلے۔ انہوں نے کہا کہ ایک وقت تھا جب مسلمان اپنے دین

۳۹۰۰ - حدثني الأوزاعي عن عطاء بن أبي رباح قال: زرت عائشة مع عبيدا بن عمرير الشيشي، فسألناها عن الهجرة اليوم فقالت: كان المؤمنون يفرون أحذهم بدینه

کی خلافت کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف عمد کر کے آتا تھا، اس خطروں کی وجہ سے کہ کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائے، لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے اور آج (سر زمین عرب میں) انسان جمال بھی چاہے اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے، البته جمال اور جہاد کی نیت کا ثواب بالی ہے۔

(۳۹۰۱) مجھ سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن نیر لے بیان کیا، کما کہ ہشام نے بیان کیا کہ ان کے والدے خبر دی اور انہیں عائشہ بنت ہنفیہ نے کہ سعد بن معاذ بن عثیم نے کما کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اس سے نیزادہ مجھے اور کوئی چیز پسندیدہ نہیں کہ تیرے راستے میں میں اس قوم سے جمال کروں جس نے تیرے رسول ﷺ کی تکذیب کی اور انہیں (ان کے وطن مکہ سے) نکلا اے اللہ! لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی کا سلسلہ ختم کر دیا ہے۔ اور اب ان بن یزید نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والدے اور انہیں حضرت عائشہ بنت ہنفیہ نے خبر دی کہ (یہ الفاظ سعد بن عثیم فرماتے تھے) من قوم کذبوا نبیک و آخر جوہ من فریش۔ یعنی جنہوں نے تیرے رسول ﷺ کو جھٹالایا۔ باہر نکال دیا۔ اس سے قریش کے کافر مراد ہیں۔

حضرت سعد کو یہ گمان ہوا کہ جنگ احزاب میں کفار قریش کی پوری طاقت لگ پچلی ہے اور آخر میں وہ بھاگ نکلے تو اب قریش میں لڑنے کی طاقت نہیں رہی۔ شاید اب ہم میں اور ان میں جنگ نہ ہو۔

(۳۹۰۲) ہم سے مطر بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے روح نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عباس بنت ہشام نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں رسول بنا لیا گیا تھا۔ پھر آپؐ پر مکہ مکرمہ میں تیرہ سال تک وہی آتی رہی اس کے بعد آپؐ کو ہجرت کا حکم ہوا اور آپؐ نے ہجرت کی حالت میں دس سال گزارے، (مہینہ میں) جب آپؐ کی وفات ہوئی تو آپؐ کی عمر تریسی سال کی تھی۔

(۳۹۰۳) مجھ سے مطر بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ

إِلَى اللَّهِ تَعَالَى إِلَى رَسُولِهِ صَلَّى مَحَاجَةً أَنْ يَقْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَنَا الْيَوْمَ فَلَقِدْ أَظَهَرَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ، وَالْيَوْمَ يَمْكُثُ رَبَّهُ حَتَّى شَاءَ، وَلِكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ).

[راجع: ۳۰۸۰]

٣٩٠١ - حدیثی زکریا بن یعقوب محدثاً ان ابن نعیر قال: هشام: فأخبرني أبي ((عن عائشة رضي الله عنها أن سعداً قال : اللهم إِنِّي نَعْلَمُ أَنَّهُ تَبَسَّمَ أَخْدَمْتَ إِلَيْيَهِ أَنْ أَجَاهِدْنَاهُ فِينَ مِنْ قَوْمٍ كَذَبُوا رَسُولَكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآخْرَجُوهُ، اللَّهُمْ فَإِنِّي أَطْلُنُ إِنِّي فَلَذْ وَصَفتَ الْحَزْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ)).

وقال أبوذر بن يزيد حدثنا هشام عن أبيه أخبرني عائشة: ((من قوم كذبوا بينك وأخرجوه من قريش)).

[راجع: ۴۶۳]

حضرت سعد کو یہ گمان ہوا کہ جنگ احزاب میں کفار قریش کی پوری طاقت لگ پچلی ہے اور آخر میں جنگ نہ ہو۔

٣٩٠٢ - حدیثی مطر بن الفضل حدثنا روح حدثنا هشام حدثنا عکرمہ عن ابن عباس رضي الله عنهمما قال: ((يُعَثِّرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى لِأَرْبَعِينَ سَنَةً، فَمَكَثَ بِمَكْثَةٍ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوَحَّى إِلَيْهِ، ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِينَ، وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثَ وَسِتِينَ)).

٣٩٠٣ - حدیثی مطر بن الفضل حدثنا

لے بیان کیا، کہا تم سے زکریا بن اسحاق نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دریار نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ تعالیٰ نے نبوت کے بعد کہ میں تیرہ سال قیام کیا اور جب آپؐ کی وفات ہوئی تو آپؐ کی عمر تریسہ سال کی تھی۔

(۳۹۰۳) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے مالک نے بیان کیا، ان سے عمر بن عبید اللہ کے مولیٰ ابوالنصر نے، ان سے عبید یعنی ابن حمین نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا کہ رسول اللہ تعالیٰ نمبر پر بیٹھے، پھر فرمایا اپنے ایک نیک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ دنیا کی نعمتوں میں سے جو وہ چاہے اسے اپنے لئے پسند کر لے یا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے (آخرت میں) اسے پسند کر لے۔ اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے ہاں مٹھے والی چیز کو پسند کر لیا۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرنے لگے اور عرض کیا، ہمارے مال باب آپؐ پر فدا ہوں۔ (حضرت ابوسعیدؐ کرتے ہیں) ہمیں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس رونے پر حیرت ہوئی، بعض لوگوں نے کہا ان بزرگوں کو دیکھئے حضور مسیحؐ تو ایک بندے کے متعلق خردے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتوں اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں سے کسی کے پسند کرنے کا اختیار دیا تھا اور یہ کہ رہے ہیں کہ ہمارے مال باب حضور پر فدا ہوں۔ لیکن رسول اللہ تعالیٰ ہی کو ان دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سب سے زیادہ اس بات سے واقف تھے اور رسول اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر صرف ایک ابو بکر ہیں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بن اسکلت تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بناتا ہستہ اسلامی رشتہ ان کے ساتھ کافی ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ اب کھلا ہوا باقی نہ رکھا جائے سوائے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف کھلنے والے دروازے کے۔

**تَسْبِيح** [تسبیح] ہوا یہ تھا کہ مسلمانوں نے جو مسجد نبوی کے ارد گرد رہتے تھے اپنے اپنے گھروں میں ایک ایک گھر کی مسجد کی طرف کھول لی تھی تاکہ جلدی سے مسجد کی طرف چلے جائیں یا جب چاہیں آنحضرت ﷺ کی زیارت اپنے گھر ہی سے کر لیں آپؐ نے حکم

رُوحُنَّ عَبَادَةً حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاُبْنُ إِسْحَاقَ  
حَدَّثَنَا عَزْرُوُبْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ  
قَالَ: ((مَكَّتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلَاثَةَ عَشْرَةَ؛ وَتَوْفَى وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثَةَ وَسِتِّينَ)).

٤- ۳۹۰۴ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ  
قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضِيرِ مَوْلَى  
عُمَرَ بْنَ عَنْدِ اللَّهِ عَنْ عَبَّاسٍ - يَعْنِي ابْنَ  
حَنْبَلٍ - عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَلَّ عَلَى  
الْمُبَرِّ فَقَالَ: إِنَّ عَنْدَهُ خَيْرَةَ اللَّهِ بَيْنَ أَنْ  
يُؤْتِيهِ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا  
عِنْدَهُ، فَأَخْتَارَ مَا عِنْدَهُ، فَبَكَّ أَبُو بَكْرٍ  
وَقَالَ: فَذَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأَمَهَاتِنَا، فَعَجَبَنَا لَهُ.  
وَقَالَ النَّاسُ: انْظُرُوا إِلَيْهِ هَذَا الشَّيْخَ،  
يَخْبِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ عَنْدِ خَيْرَةِ اللَّهِ  
بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيهِ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا  
عِنْدَهُ، وَهُوَ يَقُولُ: فَذَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأَمَهَاتِنَا،  
فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيْرُ، وَكَانَ  
أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمُنَا بِهِ، وَقَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مَنْ أَمْنَى النَّاسَ عَلَيْهِ فِي  
صَحْبِيَّهٖ وَمَا بِهِ أَبَابِكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا  
خَلِيلًا مِنْ أَمْيَّتِي لَا تَحْدُثْتَ أَبَابِكْرٍ، إِلَّا خَلْلَةُ  
الْإِسْلَامِ، لَا تَبْقِي فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةً إِلَّا  
خَوْخَةً أَبَابِكْرٍ)).

[راجح: ۴۶۶]

دیا یہ کمریکاں سب بند کر دی جائیں' صرف ابو بکر صدیق ہنگامہ کی کمری قائم رہے۔ بعض نے یہ حدیث حضرت ابو بکر صدیق ہنگامہ کی خلافت اور افضلیت مطلقہ کی دلیل ٹھہرائی ہے۔

(۳۹۰۵) ہم سے بھی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے عقیل نے کہ ابن شاب نے بیان کیا، انیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ پئی بیٹی نے بیان کیا کہ جب میں نے ہوش سنبھالا تو میں نے اپنے ماں باپ کو دین اسلام ہی پر پایا اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں رسول کریم ﷺ ہمارے گھر صبح و شام دونوں وقت تشریف نہ لاتے ہوں، پھر جب (مکہ میں) مسلمانوں کو ستیا جانے لگا تو حضرت ابو بکر ہنگامہ جب شہ کی ہجرت کا ارادہ کر کے نکلے۔ جب آپ مقام برک الفحاد پر پہنچے تو آپؐ کی ملاقات ابن الدغنه سے ہوئی جو قبلیہ قارہ کا سردار تھا۔ اس نے پوچھا ابو بکر ہنگامہ؟ کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ملک ملک کی سیاحت کروں (اور آزادی کے ساتھ) اپنے رب کی عبادت کروں گا۔ ابن الدغنه نے کہا لیکن ابو بکر! تم یہی انسان کو اپنے وطن سے نہ خود نکلا جائیں اور نہ اسے نکلا جانا جائیے۔ تم محتاجوں کی مدد کرتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو اور حق پر قائم رہنے کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد کرتے ہو، میں تمیں پناہ دیتا ہوں واپس چلو اور اپنے شہری میں اپنے رب کی عبادت کرو۔ چنانچہ وہ واپس آگئے اور ابن الدغنه بھی آپ کے ساتھ واپس آیا۔ اس کے بعد ابن الدغنه قریش کے تمام سرداروں کے یہاں شام کے وقت گیا اور سب سے اس نے کہا کہ ابو بکر ہنگامہ جیسے شخص کونہ خود نکلا جائیے اور نہ اسے نکلا جانا جائیے کیا تم ایسے شخص کو نکال دو گے جو محتاجوں کی امداد کرتا ہے، صدر حرمی کرتا ہے، بیکسوں کا بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے اور حق کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد کرتا ہے؟ قریش نے ابن الدغنه کی پناہ سے انکار نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ابو بکر ہنگامہ

۳۹۰۵ - حدثنا يحيى بن بکير حدثنا  
الليث عن عقيل قال ابن شهاب:  
فأخبرني عروة بن الزبير رضي الله عنه  
أن عائشة رضي الله عنها زوج النبي ﷺ  
قالت: (لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيْ فَطُ إِلَّا وَهُما  
يَدِينانَ الدِّينَ، وَلَمْ يَمْرُ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا  
يَأْتِينَا رَسُولُ الله طرفة النهار: بُكْرَة  
وعشية. فَلَمَّا ابْلَى الْمُسْلِمُونَ، خَرَجَ  
أَبُو بَكْرٍ مَهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الْحَجَّةِ حَتَّى  
بَلَغَ بَرْكَ الْعَمَادِ لَقِيهَا ابْنُ الدَّعْنَةَ - وَهُوَ  
سَيِّدُ الْقَارَةِ - فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟  
فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجْنِي قَوْمِي فَأَرِنِي أَنْ  
أَسْبِحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي، قَالَ ابْنُ  
الدَّعْنَةِ: فَإِنِّي مِثْلُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ  
وَلَا يَخْرُجُ، إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَغْدُومَ،  
وَتَصْلِي الرَّجْمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَ، وَتَفْرِي  
الضَّيْفَ، وَتَعْنِي عَلَى نَوَابِ الْحَقِّ. فَلَمَّا  
لَكَ جَازَ، ازْجَعَ وَأَغْبَدَ رَبِّكَ بِيَدِكَ،  
فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّعْنَةِ، فَطَافَ  
ابْنُ الدَّعْنَةِ عَشِيَّةً فِي أَشْرَافِ فُرْتِيشِ فَقَالَ  
لَهُمْ: إِنِّي أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلَهُ وَلَا  
يَخْرُجُ، أَخْرَجْنُونَ رَجُلًا يَكْسِبُ  
الْمَغْدُومَ، وَيَصْلِي الرَّجْمَ، وَيَحْمِلُ الْكَلَ  
وَيَفْرِي الضَّيْفَ، وَتَعْنِي عَلَى نَوَابِ  
الْحَقِّ؟ فَلَمَّا تَكَذَّبُ فُرْتِيشُ بِخَوَارِ ابْنِ

سے کہ دو، کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں، وہیں نماز پڑھیں اور جو چاہے وہیں پڑھیں، اپنی عبادات سے ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں، اس کاظمارتہ کریں کیونکہ ہمیں اس کا ذرہ ہے کہ کسیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنہ میں نہ جتنا ہو جائیں۔ یہ ہاتھیں ابن الدغۃؑ نے حضرت ابو بکر بن عثیرؓ سے بھی آکر کہ دیں کچھ دنوں تک تو آپ اس پر قائم رہے اور اپنے گھر کے اندر ہی اپنے رب کی عبادت کرتے رہے، نہ نماز بر سر عام پڑھتے اور نہ اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ تلاوت قرآن کرتے تھے۔ لیکن پھر انہوں نے کچھ سوچا اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ بنا لی جہاں آپ نے نماز پڑھنی شروع کی اور تلاوت قرآن بھی وہیں کرنے لگے، تبجہ یہ ہوا کہ وہاں مشرکین کی عورتوں اور بچوں کا مجمع ہونے لگا۔ وہ سب حیرت اور پسندیدگی کے ساتھ دیکھتے رہا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر بن عثیرؓ بڑے نرم دل انہاں تھے۔ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو آنسوؤں کو روک نہ سکتے تھے۔ اس صورت حال سے مشرکین قریش کے سردار گھبرا گئے اور انہوں نے ابن الدغۃؑ کو بلا بھیجا، جب ابن الدغۃؑ کیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے ابو بکر کے لئے تمہاری پناہ اس شرط کے ساتھ تسلیم کی تھی کہ اپنے رب کی عبادت وہ اپنے گھر کے اندر کیا کریں لیکن انہوں نے شرط کی خلاف ورزی کی ہے اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ بنا کر بر سر عام نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن کرنے لگے ہیں۔ ہمیں اس کا ذرہ ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنے میں نہ جتنا ہو جائیں اس لئے تم انہیں روک دو، اگر انہیں یہ شرط منظور ہو کہ اپنے رب کی عبادت صرف اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ اظہار ہی کریں تو ان سے کہو کہ تمہاری پناہ واپس دے دیں، کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری دی ہوئی پناہ میں ہم دخل اندمازی کریں لیکن ابو بکر کے اس اظہار کو بھی ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ حضرت عائشہؓ پریخانہ نے بیان کیا کہ پھر ابن الدغۃؑ ابو بکر بن عثیرؓ کے یہاں آیا اور کہا کہ جس شرط کے

الدغۃؑ، وَقَالُوا لِأَنْ إِنَّ الدَّعْيَةَ : مَنْ أَنْهَا بِنَكْرٍ فَلَيَعْتَذِرْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَلَيُصْلَلْ لِنَهَا وَالْيَقْرَا مَا شَاءَ، وَلَا يُؤْذِنَا بِذَلِكَ وَلَا يَسْتَغْلِلُ بِهِ، فَإِنَّا نَخْشِيَ أَنْ يَقْعُنَ نِسَاءَنَا وَأَنْبَاءَنَا، فَقَالَ ذَلِكَ أَنْ إِنَّ الدَّعْيَةَ لِأَبِي بَكْرٍ، فَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ بِذَلِكَ يَعْتَذِرْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ وَ لَا يَسْتَغْلِلُ بِصَلَاهِهِ وَ لَا يَغْرِي فِي غَيْرِ دَارِهِ لَمْ يَذَا لِأَبِي بَكْرٍ فَإِنَّى مَسْجِدًا بِفَنَاءِ دَارِهِ وَ كَانَ يَصْلَلْ لِهِ وَ يَغْرِي الْفُرْقَانَ فَيَنْقَذُ عَلَيْهِ نِسَاءَ الْمُشْرِكِينَ أَنْبَاءَهُمْ وَلَمْ يَغْجُبُوْنَ مِنْهُ وَ يَنْظَرُوْنَ إِلَيْهِ، وَ كَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكْنَاءَ لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَا الْفُرْقَانَ، فَأَفْرَغَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرْبَانِهِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَرْسَلُوا إِلَى إِنَّ الدَّعْيَةَ، فَقَدِيمَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: إِنَّا كُنَّا أَجْرَنَا أَبَا بَكْرٍ بِجُوارِكَ عَلَى أَنْ يَعْتَذِرْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَقَدْ جَاءَ ذَلِكَ فَإِنَّى مَسْجِدًا بِفَنَاءِ دَارِهِ فَأَغْلَنَ بِالصَّلَاةِ وَالْقِرَاءَةِ فِيهِ، وَ إِنَّا قَدْ خَشِنَّا أَنْ يَقْعُنَ نِسَاءَنَا وَأَنْبَاءَنَا، فَانْهِمْ، فَإِنَّ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْتَذِرْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلَ، وَ إِنَّ أَبِي إِلَّا أَنْ يَغْلِبَ بِذَلِكَ فَسَلَّهَ أَنْ يَرْدُ إِلَيْكَ ذِمْتَكَ، فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِوكَ، وَ لَنَسَا مُقْرَبِينَ لِأَبِي بَكْرٍ الْإِسْتِغْلَانَ، قَالَتْ عَائِشَةَ: فَأَتَى إِنَّ الدَّعْيَةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عَالَدْنَتْ لَكَ عَلَيْهِ، فَإِنَّما أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذَلِكَ وَ إِنَّما أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْيَ ذِمْتِي، فَإِنَّمَا لَا

ساقھ میں نے آپ کے ساقھ عمد کیا تھا وہ آپ کو معلوم ہے، اب یا آپ اس شرط پر قائم رہیے یا پھر میرے عمد کو واپس کچھ کیونکہ یہ مجھے گوارا نہیں کہ عرب کے کافوں تک یہ بات پہنچے کہ میں نے ایک شخص کو پناہ دی تھی۔ لیکن اس میں (قریش کی طرف سے) دخل اندازی کی گئی۔ اس پر حضرت ابو بکر بن عبد اللہ نے کہا میں تمہاری پناہ واپس کرتا ہوں اور اپنے رب عز و جل کی پناہ پر راضی اور خوش ہوں۔ حضور اکرم ﷺ ان دونوں مکے میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تمہاری بھرتو کی جگہ مجھے خواب میں دکھائی گئی ہے وہاں کھجور کے باغات ہیں اور دو پھر بیلے میدانوں کے درمیان واقع ہے، چنانچہ جنہیں بھرتو کرنا تھا انہوں نے مدینہ کی طرف بھرتو کی اور جو لوگ سرزین جسہ بھرتو کر کے چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ چلے آئے، حضرت ابو بکر بن عبد اللہ نے بھی مدینہ بھرتو کی تیاری شروع کر دی لیکن حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کچھ دونوں کے لئے توقف کرو۔ مجھے تو قع ہے کہ بھرتو کی اجازت مجھے بھی مل جائے گی۔ ابو بکر بن عبد اللہ نے عرض کیا کیا واقعی آپ کو بھی اس کی توقع ہے، میرے باپ آپ پر فدا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ حضرت ابو بکر بن عبد اللہ نے حضور ﷺ کی رفاقت سفر کے خیال سے اپنا رادہ ملتی کر دیا اور دو اوشیوں کو جوان کے پاس تھیں کیکر کے پتے کھلا کر تیار کرنے لگے چار میٹنے تک۔ اسن شام نے بیان کیا، ان سے عودہ نے کہ حضرت عائشہؓ بنوی نے کہا، ایک دن ہم ابو بکر بن عبد اللہ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے بھری دوپر تھی کہ کسی نے حضرت ابو بکر بن عبد اللہ سے کمار رسول اللہ ﷺ سر پر رومال ڈالے تشریف لارہے ہیں، حضور ﷺ کا معمول ہمارے یہاں اس وقت آئے کا نہیں تھا۔ حضرت ابو بکر بن عبد اللہ ہوئے حضور ﷺ پر میرے مال باپ فدا ہوں۔ ایسے وقت میں آپؐ کسی خاص وجہ سے ہی تشریف لائے ہوں گے، انہوں نے بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ نے تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی، ابو بکر بن عبد اللہ نے آپؐ کو اجازت دی تو آپؐ اندر داخل ہوئے پھر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا

احبَّ أَنْ تَسْمَعَ الْقُرْبَىٰ إِنِّي أَخْفِرْتُ عَلَىٰ  
رَجُلٍ عَقْدَتْ لَهُ . فَقَالَ أَبُو بَكْرٌ : فَإِنِّي أَرَدْتُ  
إِلَيْكَ جِوازَكَ ، وَأَرَضَنِي بِحِجَّارَ اللَّهِ عَزَّ  
وَجَلَّ . وَالنَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِلُ بِمَكَّةَ . فَقَالَ  
النَّبِيُّ ﷺ لِلْمُسْلِمِينَ : ((إِنِّي أَرِنَتُ دَارَ  
هِيجَرَتِكُمْ دَارَ نَعْلَىٰ تَبَنَّ لَانْتَنِ ، وَهُمَا  
الْحَرَقَانَ)). فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قَبْلَ  
الْمَدِينَةَ ، وَرَجَعَ عَامَةً مَنْ كَانَ هَاجَرَ  
بِأَذْنِ الْحَشِيشَةِ إِلَى الْمَدِينَةَ ، وَتَجَهَّزَ أَبُو  
بَكْرٍ قَبْلَ الْمَدِينَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :  
((عَلَىٰ رِسْلِكَ ، فَإِنِّي أَرْجُوا أَنْ يُؤْذَنَ  
لِي)). فَقَالَ أَبُو بَكْرٌ : وَهَلْ تَرْجُو ذَلِكَ  
بِأَبِي أَنْتَ ؟ قَالَ : ((نَعَمْ)). فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٌ  
نَفْسَهُ عَلَىٰ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيَصْنَعْهُ وَعَلَفَ  
رَاجِلَتَيْنِ كَائِنَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السُّمُرُ - وَهُوَ  
الْغَبَطُ - أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ . قَالَ ابْنُ شِهَابٍ  
قَالَ عَزَّوَهُ : قَالَتْ عَائِشَةُ : فَيَنِمَا نَحْنُ  
يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ  
الظَّهِيرَةِ قَالَ قَابِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ هَذَا رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ مُقْتَنِعًا - فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِنَا  
فِيهَا - فَقَالَ أَبُو بَكْرٌ : فَذَاءَ لَهُ أَبِي وَأُمِّي ،  
وَاللَّهُ مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذَا السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ .  
قَالَتْ : فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ ،  
فَأَذْنَ لَهُ ، فَدَخَلَ . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي  
بَكْرٍ : أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٌ :  
إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ،  
قَالَ : فَإِنِّي قَدْ أَذْنَ لَكُمْ فِي الْخُرُوجِ .

اس وقت یہاں سے ھوڑی دیر کے لئے سب کو اٹھا دو۔ ابو بکر بن شور نے عرض کیا یہاں اس وقت تو سب گھر کے ہی آدمی ہیں، میرے باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ تسلیم۔ حضور ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ ابو بکر بن شور نے عرض کی میرے باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ! کیا مجھے رفات سفر کا شرف حاصل ہو سکے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے باپ آپ پر فدا ہوں ان دونوں میں سے ایک اونٹی آپ لے لجئے! حضور ﷺ نے فرمایا لیکن قیمت سے، حضرت عائشہ زینتہ نے یہاں کیا کہ پھر ہم نے جلدی جلدی ان کے لئے تیاریاں شروع کر دیں اور کچھ تو شہ ایک تھیلے میں رکھ دیا۔ اسماء بنت ابی بکر بن شور نے اپنے پلکے کے گلڑے کر کے تھیلے کامنہ اس سے باندھ دیا اور اسی وجہ سے ان کا نام ذات النطاق (پلکے والی) پڑ گیا عائشہ زینتہ نے یہاں کیا کہ پھر رسول اللہ تسلیم اور ابو بکر بن شور نے جبل ثور کے غار میں پڑا و کیا اور تین راتیں وہیں گزاریں عبد اللہ بن ابی بکر بن شور اور دوسرے رات وہیں جا کر گزار اکرتے تھے یہ نوجوان بہت سمجھدار تھے اور ذہین بے حد تھے۔ سحر کے وقت وہاں سے نکل آتے اور صبح سوریے ہتی مکہ پہنچ جاتے جیسے وہیں رات گزری ہو۔ پھر جو کچھ یہاں سنتے اور جس کے ذریعہ ان حضرات کے خلاف کارروائی کے لئے کوئی تدبیر کی جاتی تو اسے محفوظ رکھتے اور جب انہیم را چھا جاتا تو تمام اطلاعات یہاں آکر پہنچاتے۔ ابو بکر بن شور کے غلام عامر بن فہیرہ بن شور آپ ہر دو کے لئے قریب ہی دودھ دینے والی بکری چ رایا کرتے تھے اور جب کچھ رات گزر جاتی تو اسے غار میں لاتے تھے۔ آپ اسی پر رات گزارتے اس دودھ کو گرم لو ہے کے ذریعہ گرم کر لیا جاتا تھا۔ صبح منہ اندر پڑے ہی عامر بن فہیرہ بن شور غار سے نکل آتے تھے ان تین راتوں میں روزانہ کا ان کا یہی دستور تھا۔ حضرت ابو بکر بن شور نے بنی الدیل جو نبی عبد بن عدی کی شاخ تھی، کے ایک شخص کو راستہ پیانے کے لئے اجرت پر اپنے ساتھ رکھا تھا۔ یہ شخص راستوں کا بڑا ماہر تھا۔ آل عاص بن

لفقان ابو بکر: الصَّحَابَةِ يَا بَنِي أَنْتَ نَاهِي  
رَسُولُ اللَّهِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((نَعَمْ))  
قَالَ أبو بکر: فَعَذْ يَا بَنِي أَنْتَ نَاهِي رَسُولُ  
اللَّهِ إِنَّهُ رَاجِلٌ هَاتِينَ. قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ: ((بِالثَّمَنِ)), قَالَتْ عَائِشَةَ:  
فَجَهَزْنَاهُمَا أَخْثُ الْجِهَازِ، وَصَنَعْنَا لَهُمَا  
سَفَرَةً فِي حِرَابٍ، فَقَطَعْتُ أَسْمَاءَ بِنْتَ  
أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ بَطَاقَهَا فَرَبَطْتُ بِهِ عَلَى  
فِيمُ الْجَرَابِ، فِيذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتُ  
النَّطَاقِ. قَالَتْ: ثُمَّ لَحَقَ رَسُولُ اللَّهِ  
هَذَا وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جِبَلِ ثُورِ، فَحَكَمَ  
فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ. يَسِّيَتْ عِنْدَهُمَا عِنْدَ اللَّهِ  
بَنْ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غَلامٌ شَابٌ ثَقِيفٌ لَقِينُ،  
فِيذَلِكَ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسْحَرٌ، فَيُصْبِحُ مَعَ  
قُرْيَشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ، فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا  
يُكَتَّادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهَ حَتَّى يَأْتِيهِمَا بِخَبْرِ  
ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ، وَيَرْعَى عَلَيْهِمَا  
عَامِرُ بْنُ فَهِيرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ  
غَنِمٍ فَتَرَحَّخُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذَهَّبُ سَاعَةً  
مِنَ الْعَشَاءِ فَيَبْيَانُ فِي دِسْلِ - وَهُوَ لَبَنُ  
مِنْحَهِمَا وَرَضِيَّهِمَا - حَتَّى يَنْقَعَ بِهَا  
عَامِرُ بْنُ فَهِيرَةَ بِعَلَسٍ، يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ  
لَيَالٍ مِنْ بَلْكَ الْلَّيَالِي الْثَلَاثَةِ. وَاسْتَأْجَرَ  
رَسُولُ اللَّهِ هَذَا وَأَبُوبَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي  
الدَّلِيلِ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيَا  
خَرِيَّتَا - وَالْخَرِيَّتُ الْمَاهِرُ بِالنَّهِيَّةِ -  
فَذَهَبَ عَمْسَ حَلْفَا فِي عَالِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلِ

وائل سہی کا یہ حلیف بھی تھا اور کفار قریش کے دین پر قائم تھا۔ ان بزرگوں نے اس پر اعتماد کیا اور اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کر دیئے۔ قرار یہ پایا تھا کہ تم رات میں گزار کریے مخصوص غار ثور میں ان سے ملاقات کرے۔ چنانچہ تیری رات کی صبح کو وہ دونوں اونٹ لے کر (آجیا) اب عامر بن فہریدہ جو شجو اور یہ راستہ بتانے والا ان معززات کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے ساحل کے راستے سے ہوتے ہوئے۔

(۳۹۰۶) ابن شاب نے بیان کیا اور مجھے عبدالرحمن بن مالک مدحی نے خبر دی، وہ سراقد بن مالک بن جعشم کے پیغمبگے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں خبر دی اور انہوں نے سراقد بن جعشم جو شجو کیتے تھے ساکھہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے اور یہ پیش کش کی کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اکر کوئی مخصوص قتل کر دے یا قید کر لائے تو اسے ہر ایک کے بد لے میں ایک سواونٹ دیئے جائیں گے۔ میں اپنی قوم نی مدن ج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کا ایک آدمی سامنے آیا اور ہمارے قریب کھڑا ہو گیا۔ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کما سراقد! ساحل پر میں ابھی چند سائے دیکھ کر آ رہا ہوں میرا خیال ہے کہ وہ محمد اور ان کے ساتھی ہی ہیں (الطبیعت)۔ سراقد جو شجو نے کما میں سمجھ گیا اس کا خیال صحیح ہے لیکن میں نے اس سے کما کہ وہ لوگ نہیں ہیں میں نے فلاں فلاں آدمی کو دیکھا ہے ہمارے سامنے سے اسی طرف گئے ہیں۔ اس کے بعد میں مجلس میں تھوڑی دیر اور بیٹھا رہا اور پھر اٹھتے ہی گھر گیا اور اپنی لوڈی سے کما کہ میرے گھوڑے کو لے کر میلے کے پیچے چلی جائے اور وہیں میرا انتظار کرے، اس کے بعد میں نے اپنا نیزہ اٹھایا اور گھر کی پشت کی طرف سے باہر نکل آیا میں نیزے کی نوک سے زمین پر لکیر کھینچتا ہوا چلا گیا اور اوپر کے حصے کو چھپائے ہوئے تھا۔ (سراقد یہ سب کچھ اس لئے کر رہا تھا کہ کسی کو خبر نہ ہو ورنہ وہ بھی میرے انعام میں شریک ہو جائے گا) میں گھوڑے کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا اور صبار قباری کے ساتھ اسے لے چلا، پھر جلدی کے ساتھ بھی میرے لئے ممکن تھا،

الْتَّهْمِيُّ، وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارٍ فَرِيقٌ،  
فَأَمِنَاهُ، فَذَلَّاهُ إِلَيْهِ رَاجِلَتِهِمَا، وَوَاعِدَاهُ  
غَارَ تُورَ بَعْدَ ثَلَاثَةِ تَيَالٍ بِرَاجِلَتِهِمَا صَبَّيْ  
ثَلَاثَةِ، وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا غَامِرًا بَنْ فَهِيزَةَ  
الْدَّلِيلِ، فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السُّوَاجِلِ).

[راجع: ۴۷۶]

۳۹۰۶— قَالَ أَبْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي عَنْهُ  
الرَّحْمَنُ بْنُ مَالِكٍ الْمَذْلُجِيُّ - وَهُوَ  
أَبْنُ أَخِي سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ بْنِ جُعْشَمَ -  
أَنَّ أَبَاهَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشَمَ  
يَقُولُ: ((جَاءَنَا رَسُولُ كُفَّارٍ فَرِيقٌ  
يَجْعَلُونَ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِيهِ بَكْرِ  
دِيَةَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ قَتْلَةٍ أَوْ أَسْرَةً.  
فَيَنْبَغِي أَنَا جَالِسٌ فِي مَجَالِسِي مِنْ مَجَالِسِ  
قَوْمِيِّي بَيْتِي مَذْلِيجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى  
قَالَ: عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوسٌ فَقَالَ: يَا سُرَاقَةُ،  
إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْفَأَ أَسْوَدَةَ بِالسَّاحِلِ أَرَاهَا  
مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ. قَالَ سُرَاقَةُ: فَعَرَفْتُ  
أَنَّهُمْ هُمْ. فَقَلَّتْ لَهُ : أَتَيْسُوا بِهِمْ، وَلَكِنْكُنْ  
رَأَيْتُ فُلَانًا وَفُلَانًا انْطَلَقُوا بِأَعْيُنِنَا. ثُمَّ  
لَبِثَتْ فِي الْمَجَالِسِ سَاعَةً، ثُمَّ قَفَتْ  
فَدَخَلَتْ فَأَمْرَتْ جَارِيَتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَوْسِي  
- وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكْمَةِ - فَتَخَبِّسَهَا عَلَيَّ،  
وَأَخْذَتْ رُمْحِي فَخَرَجَتْ بِهِ مِنْ ظَهِيرِ  
الْبَيْتِ فَخَطَطَتْ بِرُجُوْنِ الْأَرْضِ، وَخَفَضَتْ  
عَالِيَّةً، حَتَّى أَتَيْتُ فَوْسِي فَرَكِبْتُهَا، فَرَفَعْتُهَا  
تَفَرَّبَ بِي، حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ، فَعَرَفْتُ بِي

آخر میں نے ان کو پاہی لیا۔ اسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مجھے زمین پر گرا دیا۔ لیکن میں کھڑا ہو گیا اور اپنا ہاتھ ترش کی طرف بڑھا لیا اس میں سے تم نکال کر میں نے فال نکالی کہ آیا میں انسیں نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں۔ فال (اب بھی) وہ نکلی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن میں دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تمدروں کے فال کی پرواہ نہیں کی۔ پھر میرا گھوڑا مجھے تیزی کے ساتھ دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ آخر جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی قرأت سنی، آنحضرت ﷺ میری طرف کوئی توجہ نہیں کر رہے تھے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پار بار مذکور دیکھتے تھے، تو میرے گھوڑے کے آگے کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے جب وہ ٹخنوں تک دھنس گیا تو میں اس کے اوپر گر پڑا اور اسے اٹھنے کے لئے ڈانتا میں نے اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے پاؤں زمین سے نہیں نکال سکا۔ بڑی مشکل سے جب اس نے پوری طرح کھڑے ہونے کی کوشش کی تو اس کے آگے کے پاؤں سے منتشر سا غبار اٹھ کر دھوئیں کی طرح آسان کی طرف چڑھنے لگا۔ میں نے تمدروں سے فال نکالیں لیکن اس مرتبہ بھی وہی فال آئی ہے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ اس وقت میں نے آنحضرت ﷺ کو امان کے لئے پکارا۔ میری آواز پر وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا۔ ان تک بہرے ارادے کے ساتھ پہنچنے سے جس طرح مجھے روک دیا گیا تھا، اسی سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت غالب آ کر رہے گی۔ اس لئے میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپؐ کی قوم نے آپؐ کے مارنے کے لئے سو اونٹوں کے انعام کا اعلان کیا ہے۔ پھر میں نے آپؐ کو قریش کے ارادوں کی اطلاع دی۔ میں نے ان حضرات کی خدمت میں کچھ تو شہ اور سامان پیش کیا لیکن حضور ﷺ نے اسے قبول نہیں فرمایا مجھ سے کسی اور چیز کا بھی مطالبہ نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ہمارے متعلق راز داری سے کام لیتا لیکن میں نے عرض کی کہ آپؐ میرے لئے ایک امسکی کی تحریر کلہ دیکھئے۔ حضور ﷺ نے عامر بن فہیرہ بن عثمان کو حکم دیا

فرسی، فَعَرَزَتْ عَنْهَا، فَقُنْتَ فَأَفْوَيْتَ  
بِدِي إِلَى كِيَانِي فَاسْعَنْجَتْ مِنْهَا  
الْأَذَّلَام، فَاسْقَسَمْتْ بِهَا، أَفْرُغْ أَمْ لَا؟  
فَعَرَجَ الْدِيْنِ أَكْرَهَ، فَرَكِيْتَ فَرْسِيْ -  
وَغَصَّتِ الْأَذَّلَام - تَقْرِبَ بِي، حَتَّى إِذَا  
سَمِعْتِ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ لَا  
يَلْقَيْتُ، وَأَنْوَنْجُ يَنْكُرُ الْأَلْيَقَاتِ، سَاحَتْ  
بِهَا فَرْسِيْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى يَلْقَنْ  
الْمُكْبِتِينَ، فَعَرَزَتْ عَنْهَا، ثُمَّ زَجْرَتْهَا،  
لَهَمَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجَ يَدِيهَا، فَلَمَّا  
اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذَا لَاقَرَ يَدِيهَا عَنَانَ سَاطَعَ  
فِي السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ، فَاسْقَسَمْتِ  
بِالْأَذَّلَام فَخَرَجَ الْدِيْنِ أَكْرَهَ، فَنَادَيْتُهُمْ  
بِالآمَانِ، فَوَقَفُوا، فَرَكِيْتَ فَرْسِيْ جَيْ  
جَنَّتِهِمْ، وَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ لَقِيْتُ مَا  
لَقِيْتُ مِنَ الْحَبِسِ عَنْهُمْ أَنْ سَيْطَرَهُ أَمْرُ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقُنْتَ لَهُ: إِنْ قَوْمَكَ قَدْ  
جَعَلُوا فِيْكَ الدِّيَةَ، وَأَخْبَرُهُمْ أَخْبَارًا  
بِرِيدَ النَّاسِ بِهِمْ، وَغَرِضَتْ عَلَيْهِمُ الرَّأْدُ  
وَالْمَنَاعَ، فَلَمْ يَرِزَّ أَنِي، وَلَمْ يَسْأَلَنِي إِلَّا  
أَنْ قَالَ: أَخْفِ عَنِّي. فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتَبْ لِي  
كِتَابَ أَمْنِ، فَأَمْرَ عَامِرَ بْنَ فَهْيَرَةَ فَكَتَبَ  
فِي رُقْعَةِ مِنْ أَدِينِ، ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ). قَالَ ابْنُ شَهَابَ: قَاتَلَنِي عَزْوَةُ  
بْنُ الزَّبَرِ ((أَنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَقَيَ الزَّبَرَ  
فِي رَكْبِيْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا تِجَارًا  
فَالْفَلَيْنِ مِنَ الشَّامِ، فَكَسَّا الزَّبَرَ رَسُولُ اللَّهِ

اور انہوں نے چڑے کے ایک رقعہ پر تحریرِ امن لکھ دی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے۔ ابن شاہب نے بیان کیا اور انہیں عروہ بن زیر نے خردی کہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات زیرِ نوشتر سے ہوئی جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آ رہے تھے۔ زیرِ نوشتر نے حضور ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سفید پوشک پیش کی۔ ادھرمیتہ میں بھی مسلمانوں کو حضور ﷺ کی کمہ سے بعترت کی اطلاع ہو چکی تھی اور یہ لوگ روزانہ صبح کو مقام حرم تک آتے اور انتظار کرتے رہتے تھے لیکن ابو بکر کی وجہ سے (دوپہر کو) انہیں واپس جانا پڑتا تھا ایک دن جب بہت طویل انتظار کے بعد سب لوگ واپس آگئے اور اپنے گھر پہنچ گئے تو ایک یہودی اپنے ایک محل پر کچھ دیکھنے چڑھا۔ اس نے آخرت ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا سفید سفید چلے آ رہے ہیں۔ (یا تیزی سے جلدی جلدی آ رہے ہیں) جتنا آپ زدیک ہو رہے تھے اتنی ہی دور سے پانی کی طرح ریتی کا چمکنا کم ہوتا جاتا تھا۔ یہودی بے اختیار چلا اٹھا کہ اے عرب کے لوگو! تمہارے یہ بزرگ سردار آگئے جن کا تمہیں انتظار تھا۔ مسلمان ہتھیار لے کر دوڑ پڑے اور حضور ﷺ کا مقام حرم پر استقبال کیا۔ آپ نے ان کے ساتھ داہنی طرف کارستہ اختیار کیا اور بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں قیام کیا۔ یہ ربع الاول کا مہینہ اور پیر کا دن تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں سے ملنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ خاموش میٹھے رہے۔ انصار کے جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے پلے نہیں دیکھا تھا، وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سلام کر رہے تھے۔ لیکن جب حضور اکرم ﷺ پر دھوپ پڑنے لگی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے آخرت ﷺ پر سایہ کیا۔ اس وقت سب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے بنی عمرو بن عوف میں تقریباً دس راتوں تک قیام کیا اور وہ مسجد (قبا) جس کی بنیاد تقویٰ پر قائم ہے وہ اسی دوران میں تعمیر ہوئی اور آپ نے اس میں نماز پڑھی پھر (جمعہ کے دن) آخرت ﷺ اپنی اوپنی پر سوار

وَأَنَا بَخْرِيَّ بَيَابَيَاضِ۔ وَسَمِعَ  
الْمُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ مَحْرَجَ رَسُولِ اللَّهِ  
عَلَيْهِ الْمَكَّةَ، فَكَانُوا يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاءَ  
إِلَى الْحَرَّةِ فَيَتَظَرُّونَهُ، حَتَّى يَرْدَهُمْ حَرَّ  
الظَّهِيرَةِ، فَأَقْلَبُوا يَوْمًا بَعْدَمَا أَطَالُوا  
إِنْتَظَارَهُمْ، فَلَمَّا أَوْزَا إِلَى بَيْوَتِهِمْ أَوْفَى  
رَجُلٌ مِّنْ يَهُودَ عَلَى أَطْمِمِ مِنْ آطَامِهِمْ  
لِأَمْرٍ يَنْظَرُ إِلَيْهِ، فَبَصَرَ رَسُولُ اللَّهِ  
وَأَصْحَابِهِ مُبِيِّضِينَ يَزُولُ بِهِمُ السَّرَابُ،  
فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودِيُّ أَنْ قَالَ بِأَغْلَى  
صَوْتِهِ: يَا مَعَاشِ الرَّغَبِ، هَذَا جَدُّكُم  
الَّذِينَ تَسْتَطِعُونَ. فَتَأَرَّ الْمُسْلِمُونَ إِلَى  
السَّلَاحِ، فَتَلَقَّوْا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ الْبَطْهَرَ  
الْحَرَّةَ، فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينَ حَتَّى نَزَلَ  
بِهِمْ فِي بَيْنِ عَمْرُو بْنِ عَوْفٍ، وَذَلِكَ يَوْمُ  
الاثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ، فَقَامَ أَبُو  
بَخْرِيَّ بَيْنَ النَّاسِ وَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّافِ  
فَطَفَقَ مِنْ جَاءَ مِنَ الْأَنْصَارِ - مِنْ لَمْ يَرِ  
رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ الْبَطْهَرَ - يُحَمِّي أَبَا بَخْرِيَّ، حَتَّى  
أَصَابَتِ الشَّمْسِ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ، فَأَقْبَلَ  
أَبُو بَخْرِيَّ حَتَّى ظَلَلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهِ، فَعَرَفَ  
النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ عِنْدَ ذَلِكَ؛ فَلَبِثَ  
رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ فِي بَيْنِ عَمْرُو بْنِ عَوْفٍ  
بَضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، وَأَسَّسَ الْمَسْجِدَ الَّذِي  
أَسَّسَ عَلَى التَّقْوَى، وَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ  
اللَّهِ عَلَيْهِ الْبَطْهَرَ. ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ، فَسَارَ يَمْشِي  
مَعَهُ النَّاسُ، حَتَّى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ

ہوئے اور صحابہؓ میں آپؐ کے ساتھ پیدل روانہ ہوئے۔ آخر آپؐ کی سواری مدینہ منورہ میں اس مقام پر آ کر بیٹھ گئی جمل اب مسجد نبوی ہے۔ اس مقام پر چند مسلمان ان دونوں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ یہ جگہ سہیل اور سل (عین شہر) دو یتیم بچوں کی تھی اور کھجور کا یہاں کھلیاں لگتا تھا۔ یہ دونوں بچے حضرت اسد بن زرارہؓ بھٹکی پر دروش میں تھے جب آپؐ کی اوپنی وہاں بیٹھ گئی تو رسول اللہؐ نے فرمایا ان شاء اللہ یہی ہمارے قیام کی جگہ ہو گی۔ اس کے بعد آپؐ نے دونوں یتیم بچوں کو بلا یا اور ان سے اس جگہ کا معاملہ کرنا چاہا تاکہ وہاں مسجد تعمیر کی جاسکے۔ دونوں بچوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہؐ! ہم یہ جگہ آپؐ کو مفت دے دیں گے، لیکن حضورؐ نے مفت طور پر قبول کرنے سے انکار کیا زمین کی قیمت ادا کر کے لے لی اور وہیں مسجد تعمیر کی۔ اس کی تعمیر کے وقت خود حضور اکرمؐ بھی صحابہؓ کے ساتھ انہیں کے ڈھونے میں شریک تھے۔ ابتدئ ڈھونتے وقت آپؐ فرماتے جاتے تھے کہ ”یہ بوجھ خیر کے بوجھ نہیں ہیں بلکہ اس کا اجر و ثواب اللہ کے یہاں بالی رہنے والا ہے اور اس میں بہت طمارت اور پائی ہے“ اور آنحضرتؐ نے دعا فرماتے تھے کہ ”اے اللہ! اجر تو بس آخرت ہی کا ہے پس تو انصار اور مہاجرین پر اپنی رحمت نازل فرم۔“ اس طرح آپؐ نے ایک مسلمان شاعر کا شعر پڑھا جن کا نام مجھے معلوم نہیں، انہیں کہا کہ احادیث سے ہمیں یہ اب تک معلوم نہیں ہوا کہ آنحضرتؐ نے اس شعر کے سوا کسی بھی شاعر کے پورے شعر کو کسی موقع پر پڑھا ہو۔

**لشیخ** واقعہ بھرت اجل اور تفصیل کے ساتھ موقع بہ موقع کئی جگہ بیان میں آیا ہے۔ تاریخ اسلام میں اس کی بڑی اہمیت ہے، لکھنے کا تین دن وہاں قیام رہا جو تھی شب میں وہاں سے ہر دو بزرگ عازم مدینہ ہوئے۔ عاصم بن فہرہؓ بھٹک اور عبد اللہ بن اریقظؓ بھٹک کو بھی، معاویہؓ سنگی حیثیت سے ساتھ لے گئے۔ مدینہ کی جانب تیر ریعن الاول روز دشنبہ ۲۷ ستمبر ۶۴۲ھ کو روایتی ہوئی۔ کہ والوں نے پڑھ رہے ہوئے۔

الحمد للہ ۶۴۰ء کے حج مبارک کے موقعہ پر میں بھی اس غار تک جا کر وہاں تھوڑی دیر تاریخ بھرت کو یاد کر چکا ہوں۔ نبی اکرمؐ کا تین دن وہاں قیام رہا جو تھی شب میں وہاں سے ہر دو بزرگ عازم مدینہ ہوئے۔ عاصم بن فہرہؓ بھٹک اور عبد اللہ بن اریقظؓ بھٹک کو بھی، معاویہؓ سنگی حیثیت سے ساتھ لے گئے۔ مدینہ کی جانب تیر ریعن الاول روز دشنبہ ۲۷ ستمبر ۶۴۲ھ کو روایتی ہوئی۔ کہ والوں نے

الرَّسُولُ ﷺ بِالْمَدِينَةِ، وَهُوَ يَصْنَلِ فِي  
يَوْمَيْدَةٍ وِجْهًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَكَانَ  
مِرْتَدًا لِلشَّغْرِ لِسَهْلِ وَسَهْلِ غَلَامِينَ  
يَتَمَيَّزُ فِي حَسْرٍ أَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ، فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ بَرَكَتْ بِهِ رَاجِلَةً:  
”هَذَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ التَّنْزِيلُ“، ثُمَّ دَعَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفَلَامِينَ قَسَاوْمَهُمَا  
بِالْمُرْتَدِ لِيَتَحْدِثَهُ مَسْجِدًا، فَقَالَ: بَلْ نَهْبَهُ  
لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
أَنْ يَقْبِلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتَّى ابْنَاعَهُ مِنْهُمَا، ثُمَّ  
بَنَاهُ مَسْجِدًا، وَطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْقُلُ  
مَعْهُمُ الْلِبَنَ فِي بُنْيَانِهِ وَيَقُولُ: هُوَ يَنْقُلُ  
اللَّبَنَ هَذَا الْجِهَنُ لَا جِهَنَ خَيْرٌ  
هَذَا أَبْرُ رَبَّنَا وَأَطْهَرُ  
وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الْآخِرَةِ  
فَأَلْرَخْمُ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ  
فَلَعْنَلِ يَشْغُرُ رُجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ  
يَسْمَعْ لِي، فَقَالَ أَبْنُ شَهَابٍ: وَلَمْ يَلْعُقَا -  
فِي الْأَخْادِينَ - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَمَثَّلَ  
بِيَتِ شِعْرٍ تَأْمَ غَيْرُ هَذِهِ الْأَيَّاتِ.

آپ ہر دو کی گرفتاری کے لئے چاروں طرف جاؤں دوڑا دیئے تھے۔ جن میں ایک سراقب بن جعشہ بیٹھ بھی تھا جو انی گھوڑی پر سوار مسلح رانچ سے کچھ آگے آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ گیا تھا مگر آپ کی بد دعا سے گھوڑی کے پیروزی میں دھنس گئے اور سراقب بیٹھ گیا کہ ایک پچھے رسول ﷺ پر حملہ آسان نہیں ہے، جس کے ساتھ اللہ کی مدد ہے۔ آخر وہ امن کا طلب گار ہوا اور تحریری طور پر اسے امانت دے دی گئی۔ غار سے نکل کر پہلے ہی دن آپ کا گزر ام معبد کے خیمہ پر ہوا تھا جو قوم خزانے سے تھی اور سرراہ مسافروں کی خدمت کے لئے مشہور تھی۔ الاستیعاب میں ہے کہ جب سراقب وابس ہونے لگا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا سراقب اس وقت تیری کیا شان ہو گی جب کسری کے شاہی لگن تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے، سراقب بیٹھ احمد کے بعد مسلمان ہوئے اور خلافت فاروقی میں مدائی فتح ہوا اور کسری کا تاج اور زیورات دربار خلافت میں آئے تو حضرت عمر بیٹھ نے سراقب بیٹھ کو بلا کر اس کے ہاتھوں میں کسری کے لگن ہوئے اور زبان سے فرمایا اللہ اکبر اللہ کی بڑی اعلیٰ کے لگن سراقب بیٹھ اعرابی کے ہاتھوں میں پہنادیئے۔ خیمہ ام معبد پر آنحضرت ﷺ نے آرام فرمایا۔ وہاں سے روانہ ہونے پر راستے میں بریدہ اسلامی ملاجو آپ کی تلاش میں لکھا تھا مگر آپ نے ہم کلام ہونے پر اپنے ستر ساتھیوں کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ نیز راستے ہی میں زیر بن عوام بیٹھ بھی ملے جو شام سے آ رہے تھے اور مسلمانوں کا تجارت پیش گردہ بھی ان کے ساتھ تھا نہیں تو نبی کرم ﷺ اور حضرت ابو بکر بیٹھ کے لئے سفید پارچہ جات پیش کئے۔

۸ ربیع الاول روز دو شنبہ ۱۳ نبوی مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء کو آپ قبلہ پہنچ گئے۔ پنج شنبہ تک یہاں قیام فرمایا اور اس دوران میں مسجد قبائلی بنا دی رکھی، اسی جگہ شیرخدا حضرت علی مرتضی بیٹھ بھی یہاں پہنچ گئے۔ ۹ ربیع الاول اہ مطابق ۲۴ ستمبر ۶۲۲ء بروز جمعہ آپ قبلہ روانہ ہوئے جمعہ کا وقت بنو سالم کے گھروں میں ہو گیا۔ یہاں آپ نے سو آدمیوں کے ساتھ جمعہ پڑھا جو اسلام میں پہلا جمعہ تھا۔ اس کے بعد آپ پیڑب کی جنوبی جانب سے شری میں داخل ہوئے اور آج ہی سے شرکا نام مدینۃ اللہی ہو گیا۔

عامر بن فہرہ بیٹھ جو آپ کے ساتھ سفر میں تھا، یہ حضرت ابو بکر صدیق بیٹھ کا غلام تھا۔ حضرت اسماء بیٹھ حضرت ابو بکر صدیق بیٹھ کی صاحبزادی ہیں انہوں نے تو شہ ایک چڑی کے تھیلے میں رکھا اور اس کا منہ باندھنے کے لئے اپنے کمر بند کے دو لکڑے کر دیئے اور اس سے تھیلے کا منہ باندھا اس روز سے اس خاتون کا لقب ذات النطاقيں ہو گیا۔ عبد اللہ بن اریقط راستہ کا اہر تھا اور عاص بن واکل سمی کے خاندان کا حلیف تھا۔ جس نے عربی قاعدہ کے مطابق ایک پیالہ میں ہاتھ ڈبو کر اس کے ساتھ حلق کی تھی، ایسے پیالے میں کوئی رنگ یا خون بھرا جاتا تھا۔ سراقب بن مالک بیٹھ کہتے ہیں کہ میں نے پانے لئے اور فال کھولی کہ مجھ کو آنحضرت ﷺ کا پچھا کرنا چاہیئے یا نہیں مگر فال میرے خلاف نکل کر میں ان کا کچھ نقصان نہ کر سکوں گا۔ عرب تیروں پر فال کھولا کرتے تھے۔ ایک پر کام کرنا لکھتے دوسرے پر نہ کرنا لکھتے، پھر تیر نکالنے میں جو نسائیں نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے۔ سراقب بیٹھ نے پروانہ امن ماحصل کر کے اپنے ترکش میں رکھ لیا تھا۔ روایت میں لفظ بیرون یہم السراب کے الفاظ ہیں۔ سراب وہ ریتی جو دھوپ میں پانی کی طرح چکتی ہے۔ حافظ نے کہ بعض نے اس کا مطلب یوں کہا ہے کہ آنکھ میں ان کے آنے کی حرکت معلوم ہو رہی تھی لیکن نزدیک آچکے تھے۔ یہ یہودی کا ذکر ہے جس نے اپنے محل کے اوپر سے سفر میں آئے ہوئے نبی کرم ﷺ کو دیکھ کر اہل مدینہ کو بشارت دی تھی کہ تمہارے بزرگ سردار آپ پہنچے۔ شروع میں مدینہ والے رسول کرم ﷺ کو نہ پہچان سکے اس نے حضرت ابو بکر بیٹھ آپ پر کپڑے کا سایہ کرنے کھڑے ہو گئے۔ ابو بکر بیٹھ بوڑھے سفید ریش تھے اور آنحضرت ﷺ کی سوارک ڈاڑھی سیاہ تھی۔ اہل الگوں نے ابو بکر بیٹھ ہی کو پیغمبر سماجہ ابو بکر بیٹھ کو جلدی سفیدی آگئی تھی ورنہ عمر میں وہ آنحضرت ﷺ سے دو اڑھائی برس چھوٹے تھے۔ آخر حدیث میں ذکر ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت آپ نے ایک رجز پڑھا جس میں خیر کے بوجھ کا ذکر ہے۔ خیر سے لوگ بکھور انگور وغیرہ لاد کر لایا کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیر کا بوجھ اس بوجھ کے مقابلہ پر جو مسلمان تعمیر مسجد نبوی کے لئے پھر اور گارے کی شکل میں اٹھا رہے تھے کچھ بھی نہیں ہے وہ دنیا میں کھانپی ڈالتے ہیں اور یہ بوجھ تو ایسا ہے جس کا ثواب بہیش قائم رہے گا۔ جس مسلمان کا شعر آنحضرت ﷺ نے پڑھا تھا،

عبداللہ بن رواحہ بن خڑھا، حدیث بھرتوں کے بارے میں یہ چند وضاحتی نوٹ لکھے گئے ہیں ورنہ تفصیلات، بہت کچھ ہیں۔

(۳۹۰۷) ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد اور فاطمہ بنت منذر نے اور ان سے اسماعیل بن حنفیہ نے کہ جب نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں نے بھرتوں کے لئے ناشتہ تیار کیا۔ میں نے اپنے والد (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ میرے پلکے کے سوا اور کوئی چیز اس وقت میرے پاس ایسی نہیں جس سے میں اس ناشتہ کو باندھ دوں۔ اس پر انسوں نے کہا کہ پھر اس کے دو نکڑے کرلو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور آس وقت سے میرا نام ذات النطاقین (دو پکلوں والی) ہو گیا اور ابن عباس مجتبی نے اسماء کو ذات النطاق کہا۔

[راجح: ۲۹۷۹]

**لشیخ** یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انسوں نے بھرتوں کی رات میں اپنے پلکے کو چھاڑ کر دو حصے کے تھے ایک حصہ میں تو شہ داں باندھا اور دوسرا کو مشکنہ پر باندھ دیا تھا۔ حضرت عائشہ بنی خانی سے دس سال بڑی قصیں ان ہی کے فرزند حضرت عبد اللہ بن زبیر مجتبی کو حاج طالم نے قتل کرایا تھا، اس حادث کے پچھے دن بعد ایک سو سال کی عمر پا کر حضرت اسماءؓ نے ۷۸ھ میں انتقال فرمیا رضی اللہ عنہ اور رحلہ آئیں۔

(۳۹۰۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو سحاق نے، کہا میں نے براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے سنا، انسوں نے بیان کیا جب نبی کریم ﷺ مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تو سراقة بن مالک بن جعفر نے آپؐ کا پیچھا کیا آنحضرت ﷺ نے اس کیلئے بد دعا کی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، اس نے عرض کی کہ میرے لئے اللہ سے دعا کیجیجے کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں آپؐ کا کوئی نقشان نہیں کروں گا، آپؐ نے اس کیلئے دعا کی۔ (اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا) رسول اللہ ﷺ کو ایک مرتبہ راستے میں پیاس معلوم ہوئی اتنے میں ایک چرواہا گزرا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے ایک پیالہ لیا اور اس میں ریوڑ کی ایک بکری (کا تھوڑا سا دودھ دوہا، وہ دودھ میں نے آپؐ کی خدمت میں لا کر پیش کیا جسے آپؐ نے نوش فرمایا کہ مجھے خوشی حاصل

(۳۹۰۸) - حدیثاً مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غَنْدَرُ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَمَّا أَفْلَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ تَبَعَ سَرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ بْنُ جَعْفَرٍ، فَدَعَاهُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَخَتَ بِهِ فَرَسَةً قَالَ: اذْعُ اللَّهَ لِي وَلَا أَضْرُكَ، فَدَعَاهُ لَهُ، قَالَ لَفَطِشَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِرَأْعِ، قَالَ أَبُو بَكْرٌ: فَلَخَذَنَتْ قَدَّحًا لَعَلَّتْ فِيهِ كَبْرَةً مِنْ لَهِنِّ، فَلَأَتَّفَقَ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيَتْ)).

[راجح: ۲۴۳۹]

ہوئی۔

حضرت سراقة بن مالک ہاشم بڑے اوپنے درجہ کے شاعر تھے اس موقعہ پر بھی انہوں نے ایک قصیدہ پیش کیا تھا ۲۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

(۳۹۰۹) مجھ سے زکریا بن حبیب نے بیان کیا، ان سے ابواسامة نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت اسماء بن حنچانے کے عبد اللہ بن زیر بھی اپنیا ان کے پیٹ میں تھے، انہیں دونوں جب حمل کی خدمت بھی پوری ہو چکی تھی، میں مدینہ کے لئے روانہ ہوئی یہاں پہنچ کر میں نے قبائل پر آؤ کیا اور میں عبد اللہ بن ہاشم پیدا ہوئے۔ پھر میں انہیں لے کر رسول کرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ کی گود میں اسے رکھ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک کبھر طلب فرمائی اور اسے چبا کر آپؐ نے عبد اللہ بن ہاشم کے پیٹ میں اسے رکھ دیا۔ چنانچہ سب سے پہلی چیز جو عبد اللہ بن ہاشم کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ حضور اکرم ﷺ کا مبارک لعاب تھا۔ اس کے بعد آپؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور اللہ سے ان کے لئے برکت طلب کی۔ عبد اللہ بن ہاشم سب سے پہلے بچے ہیں جن کی پیدائش بھرت کے بعد ہوئی۔ زکریا کے ساتھ اس روایت کی متابعت خالد بن مخدمنے کی ہے۔ ان سے علی بن مسرنے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت اسماء بن حنچانے کے جب نبی کرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کو تکلیف تھیں تو وہ حاملہ تھیں۔

حضرت اسماء بن حنچانے حضرت صدیق اکبر ہاشم کی صاحزادی ہیں، جن کے بطن سے حضرت عبد اللہ بن زیر بھی پیدا ہوئے جن کا تاریخ اسلام میں بہت برا مقام ہے۔

(۳۹۱۰) ہم سے قتبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسامة نے، ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ بنت حنچانے نے بیان کیا کہ سب سے پہلا پچھہ جو اسلام میں (بھرت کے بعد) پیدا ہوا، عبد اللہ بن زیر بھی اپنیا ہیں، انہیں لوگ نبی کرم ﷺ کی خدمت میں لائے تو آنحضرت ﷺ نے ایک کبھر لے کر اسے چبیا پھر اس کو ان کے منہ میں ڈال دیا۔ اس لئے سب سے پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں گئی وہ آنحضرت

۴۹۰۹ - حدثنا زكريا بن يحيى عن أبي أسامة عن هشام بن عروة عن أبي أسماء رضي الله عنها أنها حملت بعهد الله بن الزبير، قالت: فخررت بقباء فولدت بقباء، ثم أتت به النبي صلى الله عليه وسلم فوضعته في حجره، ثم دعاه بتمرة لمضعها ثم تفل في فيه، فكان أول شيء دخل حفوة ريق رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم حنكه بتمرة، ثم دعاه وبهوك عليه، وكان أول مولود ولد في الإسلام). تابعة خالد بن مخدمنه عن أبي أسماء بن مسهر عن هشام عن أبيه عن أسماء رضي الله عنها ((أنها هاجرت إلى النبي ﷺ وهي حبل)).

[طرفة في : ۵۴۶۹].

۴۹۱۰ - حدثنا قبيحة عن أبي أسماء عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت: ((أول مولود ولد في الإسلام عبد الله بن الزبير : أتوا به النبي ﷺ، فأخذ النبي ﷺ تمرة فلأكلها، ثم أدخلها في فيه، فأول ما دخل بطنه ريق

مُتَهِّلِّم کا عالم مبارک تھا۔

النَّبِيُّ ﷺ))۔

حضرت عبد اللہ بن زیبرؓ کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن زیبر اسد قریشی ہیں، مدینہ میں مهاجرین میں یہ سب سے پہلے بیٹے ہیں۔ جو اسے میں پیدا ہوئے، خود ان کے ننانا جان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے کان میں اذان پڑھی۔ یہ بالکل صاف چہرہ والے تھے ایک بھی بال منہ پر نہیں تھا نہ داڑھی تھی۔ بڑے روزے رکھنے والے اور بہت نوافل پڑھنے والے تھے، موئے تازے بڑے قوی اور بارعب شخصیت کے ماں تھے۔ حق بات مانتے والے، صد رحمی کرنے والے اور بہت سی خوبیوں کے ماں تھے۔ ان کی والدہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ان کے ننانا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت مُتَهِّلِّم کی پڑھو بھی تھیں ان کی خالد حضرت عائشہؓ بنتِ پیغمبرؓ تھیں آٹھ سال کی عمر میں ان کو شرف بیت حاصل ہوا۔ حجاج بن یوسف ظالم نے ان کو بڑی بے رحمی کے ساتھ کہ میں قتل کیا۔ مغلک کے دن کے اجتماعی الثانی ۳۷ھ کو ان کو سولی پر لاکیا ان کی شہادت کے بعد حجاج بن یوسف عذاب خداوندی میں گرفتار ہوا جب بھی نیز آتی فوراً چوک کر کھڑا ہوا جاتا اور کتنا عبد اللہ مجھ سے انتقام لینے میرے سر پر کھڑا ہوا ہے۔ اس طرح بلباک کچھ دونوں بعد یہ ظالم بھی ختم ہو گیا۔ ۲۳ھ میں حضرت عبد اللہ بن زیبرؓ بنتِ پیغمبرؓ کے ہاتھ پر الی جماز میں، عراق اور خراسان کے مسلمانوں کی بڑی تعداد نے بیعت خلافت کی تھی۔ حضرت عبد اللہ بن زیبرؓ بنتِ پیغمبرؓ آٹھ ج بھی کے تھے۔ آج اس دور کے ظالم و مظلوم لوگوں کی داستانیں بقلیٰ رہ گئیں ہیں۔ کاش! آج کے طالیں ان سے عبرت حاصل کریں اور آیت قرآنی کے فلسفہ کو سمجھنے پر توجہ دیں (فَقُطِعَتْ دَارِ الْقُوَّمِ الَّذِينَ ظَلَّمُوا وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) (الانعام: ۳۵)۔

(۳۹۱) ۳۹۱ - حدیثی مَحَمْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمْدِ حَدَّثَنَا أَبِي حَمْدَةَ الْعَزِيزِ بْنَ صَهِيبٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَقْبَلَ نَبِيُّ اللَّهِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أَبَا بَكْرٍ، وَأَبُو هُبَّشَ شِيخٌ يَعْرُفُ وَنَبِيُّ اللَّهِ شَابٌ لَا يَعْرُفُ. قَالَ: فَيَلْقَى الرَّجُلُ أَبَا بَكْرًا فَيَقُولُ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْكَ؟ فَيَقُولُ: هَذَا الرَّجُلُ يَهْدِنِي السَّبِيلَ. قَالَ: فَيَخْسِبُ الْحَاسِبُ أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي الْطَرِيقَ، وَإِنَّمَا يَعْنِي سَبِيلَ الْخَيْرِ. فَالْتَفَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمَّا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقُوهُمْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا، فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اصْرِفْهُ عَنِّي))؛ فَصَرَعَهُ

کیا، کہا مجھ سے میرے باپ عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے تو بیان کیا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپؐ کی سواری پر بیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو گئے تھے اور ان کو لوگ پہچانتے بھی جوان معلوم ہوتے تھے اور آپؐ کو لوگ لیکن حضور اکرم ﷺ ابھی جوان پہچانتے تھے اور آپؐ کو لوگ عام طور سے پہچانتے بھی نہ تھے۔ بیان کیا کہ اگر راستہ میں کوئی ملتا اور پوچھتا کہ اے ابو بکر! یہ تمہارے ساتھ کون صاحب ہیں؟ تو آپؐ جواب دیتے کہ یہ میرے ہادی ہیں، مجھے راستہ بتاتے ہیں پوچھنے والا یہ سمجھتا کہ مدینہ کا راستہ بتلانے والا ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مطلب اس کلام سے یہ تھا کہ آپؐ دین و ایمان کا راستہ بتلاتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیچھے مڑے تو ایک سوار نظر آیا جوان کے قریب آچکا تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ سوار آگیا اور اب ہمارے قریب ہی پہنچنے والا ہے نبی کریم ﷺ نے بھی اسے مڑ کر دیکھا اور دعا

فرمائی کہ اے اللہ! اے گرادے چنانچہ گھوڑی نے اسے گرادیا۔ پھر جب وہ ہنستا تھی ہوئی انھی تو سوار (سراقد) نے کما اے اللہ کے نبی! آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا انی جگہ کھڑا رہ اور دیکھ کسی کو ہماری طرف نہ آنے دیتا۔ راوی نے بیان کیا کہ وہی شخص جو صبح آپؐ کے خلاف تھاشام جب ہوئی تو آپؐ کا وہ تھیمار تھا دشمن کو آپؐ سے روکنے لگا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ (مددیہ پہنچ کر) حجہ کے قریب اترے اور النصار کو بلا بھیجا۔ اکابر النصار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں کو سلام کیا اور عرض کیا آپؐ سوار ہو جائیں آپؐ کی حفاظت اور فمانہداری کی جائے گی، چنانچہ حضور ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سوار ہو گئے اور تھیمار بند النصار نے آپؐ دونوں کو حلقة میں لے لیا۔ اتنے میں مددیہ میں بھی سب کو معلوم ہو گیا کہ حضور ﷺ تشریف لا چکے ہیں سب لوگ آپؐ کو دیکھنے کے لئے بلندی پر چڑھ گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کے نبی آگئے۔ اللہ کے نبی آگئے۔ آنحضرت ﷺ مدینہ کی طرف چلتے رہے اور (مددیہ پہنچ کر) حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سواری سے اتر گئے۔ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (ایک یہودی عالم نے) اپنے گھروں سے حضور ﷺ کا ذکر سنایا وہ اس وقت اپنے ایک کھجور کے باغ میں تھے اور کھجور جمع کر رہے تھے انہوں نے (ستہ ہی) بڑی جلدی کے ساتھ جو کچھ کھجور جمع کر کچکے تھے اسے رکھ دیا چاہا لیکن جب آپؐ کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے تو جمع شدہ کھجوریں ان کے ساتھ ہی تھیں انہوں نے نبی کرم ﷺ کی باتیں سین اور اپنے گھروں میں چلے آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے (ناہیں) اقارب میں کسی کا گھر یہاں سے زیادہ قریب ہے؟ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا اے اللہ کے نبی! یہ میرا گھر ہے اور یہ اس کا دروازہ ہے فرمایا (اچھا تو جاؤ) ووپر کو آرام کرنے کی جگہ ہمارے لئے درست کرو ہم دوپر کو دیں آرام کریں گے۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر آپؐ دونوں تشریف لے چلیں، اللہ مبارک کرے۔ حضور ﷺ ابھی ان کے گھر میں داخل ہوئے تھے کہ

الفرس، ثمَّ قَامَتْ تَحْمِجُمْ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مُرْسِيٍّ بِهِ شَفَتْ. قَالَ: ((أَقْفِنْ مَكَانَكَ، لَا تَتَرُكَنْ أَخْدَنْ يَلْعَقُ بِنَاهِ)). قَالَ: فَكَانَ أَوْلُ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ، وَكَانَ آخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَهُ. فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَابِ الْحَرَّةِ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَاءُوْا إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِمَا وَقَالُوا: أَرْسَكَا آمِينِ مُطَاعِنِ. فَرَبِّكَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبْوَ بَكْرَ وَحَفَّوْا دُونَهُمَا بِالسَّلَاحِ، فَقَيلَ فِي الْمَدِينَةِ: جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ، جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَشْرَقُوا يَنْظَرُونَ وَيَقُولُونَ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ فَأَقْبَلَ يَسِيرُ حَتَّى نَزَلَ جَابِ دَارِ أَبِيِّ أَيُوبَ فَإِنَّهُ لَيَحْدُثُ أَهْلَهُ إِذْ سَمِعَ بِهِ عَنْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ وَهُوَ فِي نَخْلٍ لِأَهْلِهِ يَنْخَرِفُ لَهُمْ، فَعَجَلَ أَنْ يَقْسِنَ الْذِي يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيهَا، فَجَاءَ وَهِيَ مَعَهُ، فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ: ((أَيُّ بَيْوَتٍ أَهْلِنَا أَقْرَبُ؟)). قَالَ أَبُو أَيُوب: أَنَا يَا نَبِيُّ اللَّهِ، هَذِهِ دَارِي وَهَذِهِ بَيْوَتِي. قَالَ: ((فَانْطَلِقْ فَهُمِّهِ لَنَا مَقِيلًا)). قَالَ: قُوْمًا عَلَى بَوْكَةِ اللَّهِ). فَلَمَّا جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ جَاءَ عَنْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنِّكَ رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنِّكَ جِنْتُ

عبداللہ بن سلام بھی آگئے اور کہا کہ ”میں کو اسی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ آپ حق کے ساتھ مبوث ہوئے ہیں، اور یہودی میرے متعلق اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں اور ان میں سب سے زیادہ جانتے والا ہوں اور ان کے سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہوں، اس لئے آپ اس سے پہلے کہ میرے اسلام لانے کا خیال انہیں معلوم ہو، بلایے اور ان سے میرے بارے میں دریافت فرمائیے، کیونکہ انہیں اگر معلوم ہو گیا کہ میں اسلام لاچکا ہوں تو میرے متعلق غلط باقیں کہنی شروع کر دیں گے۔ چنانچہ آخر پرست ﷺ نے انہیں بلا بھیجا اور جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا اے یہودیو! افسوس تم پر، اللہ سے ڈرو، اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبد نہیں، تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول برحق ہوں اور یہ بھی کہ میں تمہارے پاس حق لے کر آیا ہوں، پھر اب اسلام میں داخل ہو جاؤ، انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے ان سے اور انہوں نے آخر پرست ﷺ سے اس طرح تین مرتبہ کہا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اچھا عبد اللہ بن سلام تم میں کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے، ہم میں سب سے زیادہ جانتے والے اور ہمارے سب سے بڑے عالم کے بیٹے، آپ نے فرمایا اگر وہ اسلام لے آئیں۔ پھر تمہارا کیا خیال ہو گا۔ کہنے لگے اللہ ان کی حفاظت کرے، وہ اسلام کیوں لانے لگے۔ آپ نے فرمایا ابن سلام! اب ان کے سامنے آجاؤ۔ عبد اللہ بن سلام پہنچ پاہر آگئے اور کہا اے گروہ یہود! خدا سے ڈرو اس اللہ کی قسم! جس کے سوا اور کوئی معبد نہیں تھیں خوب معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ آپ حق کے ساتھ مبوث ہوئے ہیں۔ یہودیوں نے کہا تم جھوٹے ہو۔ پھر آخر پرست ﷺ نے ان سے باہر چلے جانے کے لئے فرمایا۔

بِحَقِّ، وَلَذِكْ عِلْمَتْ يَهُودْ أَنِي سَيِّدُهُمْ وَأَبْنَنِي سَيِّدُهُمْ وَأَغْلَمُهُمْ، فَأَذْعَمُهُمْ فَأَسَالُهُمْ عَنِي قَتَلَ أَنْ يَغْلَمُوا أَنِي قَذَ أَسْلَمْتْ، فَلَنَّهُمْ إِنْ يَغْلَمُوا أَنِي قَذَ أَسْلَمْتْ قَالُوا فِي مَا لَيْسَ فِي، فَأَزْسَلَنِي اللَّهُ فَأَقْبَلُوا فَدَخَلُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((يَا مَغْشَرَ أَنِي هُودٌ، وَيَلَكُمْ اتَّقُوا اللَّهَ، فَوَاللَّهِ لَدِيْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنِي رَسُولُ اللَّهِ حَقٌّ، وَأَنِي جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ، فَأَسَلَمْتُمْ)). قَالُوا: مَا نَغَلَمْ - قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَازٍ - قَالَ: ((فَأَيُّ رَجُلٍ فِي كُمْ عَنْدَ اللَّهِ بْنِ سَلَامَ؟)) قَالُوا: ذَاكَ سَيِّدُنَا، وَابْنُ سَيِّدُنَا، وَأَغْلَمُنَا وَابْنُ أَغْلَمِنَا.

قَالَ: ((أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ؟)) قَالُوا: حَاشَا اللَّهُ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ، قَالَ: أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ؟)) قَالُوا: حَاشَا اللَّهُ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ، قَالَ: أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ؟)) قَالُوا: حَاشَا اللَّهُ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ، قَالَ: ((يَا ابْنَ سَلَامٍ اخْرَجْ عَلَيْهِمْ)). فَخَرَجَ، فَقَالَ: يَا مَغْشَرَ أَنِي هُودٌ، اتَّقُوا اللَّهَ، فَوَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنَّهُ جَاءَ بِحَقٍّ، فَقَالُوا: كَذَبْتَ، فَأَخْرَجْهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

[راجح: ۳۳۲۹]

نوٹ: حضور اکرم ﷺ ابو بکر بن ابی شہر سے دو سال کی میسی عمر میں ہے تھے لیکن اس وقت تک آپ کے بال سیاہ تھے، اس لئے

علوم ہوتا تھا کہ آپ نوجوان ہیں، لیکن ابو بکر بن علی کی ڈاؤمی کے ہاں مکمل سفید ہو چکے تھے۔ راوی نے اسی کی تعبیر بیان کی ہے ابو بکر بن علی جو نکد گا جرتے اور اکثر اطراف عرب کا سفر کرتے رہتے تھے اس لئے لوگ آپ کو پہچانتے تھے۔

**الشیخ** حدیث مذکورہ میں واقعہ بہرثت سے متعلق چند امور بیان کئے گئے ہیں آنحضرت ﷺ نے ۲۷ صفر ۱۳۷۸ھ نبوی روز شنبہ شنبہ مطابق ۲۲ ستمبر ۶۴۲ء مکہ المکرمہ سے مدینہ منورہ کے لئے سفر شروع فریبا کہ سے چند میل فاصلہ پر کوہ ثور ہے ابتداء میں آپ نے اپنے سفر میں قیام کے لئے اسی پہاڑ کے ایک غار کو مقبض فریبا جس میں راتوں تک آپ نے قیام فریبا۔ اس کے بعد کم ربع الاروپ روز دو شنبہ مطابق ۲۲ ستمبر ۶۴۲ء میں آپ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے راستے میں بست سے موافق اور نام موافق حالات پیش آئے مگر آپ غفلہ تعالیٰ ایک ہفت کے سفر کے بعد خیریت و عافیت کے ساتھ ۸ ربيع الاول ۱۳۷۸ھ نبوی روز دو شنبہ مطابق ۲۳ ستمبر ۶۴۲ء میں کے مقابل ایک بستی قبایلی میں پہنچ گئے اور پہنچ شنبہ تک یہاں آرام فریبا اس دوران میں آپ نے یہاں مسجد قبائلی بنیاد ڈالی ۱۲ ربيع الاول اہم جمعہ کے دن آپ قبائل سے روانہ ہو کر بوسالم کے گھروں تک پہنچ گئے تھے کہ جو کا وقت ہو گیا اور آپ نے یہاں سو مسلمانوں کے ساتھ جمعہ ادا کیا، جو اسلام میں پہلا جمعہ تھا، جمعہ سے فارغ ہو کر آپ شریف کے جزوی جانب سے شرمنی داخل ہوئے اور آج شریف مسیت النبی کے نام سے موسم ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ نے یہود سے جو کچھ فریبا وہ ان پیش گوئوں کی بنا پر تھا جو تورات میں موجود تھیں چنانچہ جعوق نبی کی کتاب باب ۳ درس ۳ میں لکھا ہوا تھا کہ اللہ جنوب سے اور وہ جو تدوں ہے کوہ فاراں سے آیا اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اس کی حمر سے معمور ہوئی، یہاں مدینہ کے داخلہ پر یہ اشارے ہیں۔ کتاب بوسیا ۲۲ باب ۱۱ میں ہے کہ سلح کے باشدے ایک گیت گائیں گے۔ یہ گیت آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری پر گایا گیا۔ مدینہ کا نام پسلے انبیاء کی کتبوں میں سلح ہے۔ جنگ خدق میں مسلمانوں نے جس جگہ خدق کھودی تھی وہاں ایک پہاڑی کا نام جبل سلح میں والوں کی زبان پر عام مروج تھا۔ ان ہی پیش گوئوں کی بنا پر حضرت عبداللہ بن سلام بن عثیمین نے اسلام قبول فریبا۔ ترمذی کی روایت کے مطابق عبداللہ بن سلام بن عثیمین نے رسول کریم ﷺ کا کلام پاک آپ کے لفظوں میں ساتھا جس کے سنتے ہی وہ اسلام کے شیدا بن گئے۔ یا ایہا الناس افسوا السلام و اطعموا الطعام و صلو! الا رحاما و صلوا بالليل والناس نیام تدخلوا الجنہ بسلام یعنی ”اے لوگو! امن و سلامتی پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور صلد رحمی کرو اور رات میں جب لوگ سوئے ہوئے ہوں انھوں کر تہجی کی نماز پڑھو۔ ان عملوں کے نتیجہ میں تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔“ اولین میزان رسول کریم ﷺ

حضرت ابو ایوب الصاری بن عثیمین برے ہی خوش نصیب ہیں جن کو سب سے پہلے یہ شرف حاصل ہوا۔ عمریں حضرت رسول کریم ﷺ سے حضرت ابو بکر بن عثیمین دو سال چھوٹے تھے گران پر بڑھا غالب آگیا تھا۔ بال سفید ہو گئے تھے۔ وہ اکثر اطراف عرب میں بے سلسلہ تجارت ابو بکر بن عثیمین کیا کرتے تھے، اس لئے لوگ ان سے زیادہ واقف تھے۔ ابو ایوب الصاری بن عثیمین بن نجاشی میں سے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے دادا کی ماں اسی خاندان سے تھیں اس لئے یہ قبلہ آپ کا انہال قرار پاپا۔ حضرت ابو ایوب بن عثیمین کا نام خالد بن نجاشی بن کلیب الصاری ہے۔ آپ کی وفات ۵۵ھ میں قسطنطینیہ میں ہوئی اور یہ اس وقت نجاشی بن معاوية کے ساتھ تھے۔ جب کہ ان کے والد حضرت امیر معاویہ بن عثیمین قسطنطینیہ میں جہاد کر رہے تھے تو ان کے ساتھ لکھے اور بیمار ہو گئے۔ جب بیماری نے زور پہنچا تو اپنے ساتھیوں کو دعیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے جنائزے کو اٹھالیتا پھر جب تم دشمن کے سامنے صفت بستہ ہو جاؤ تو مجھے اپنے تدمون کے یہی دفن کر دیں۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ آپ کی قبر قسطنطینیہ کی چار دیواری کے قریب ہے جو آج تک مشور ہے۔

۳۹۱۲ - حدثنا إبراهيم بن موسى (۳۹۱۲) هم سے ابراہیم بن موسی نے بیان کیا، کہا، ہم کو ہشام نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عمر نے خبر اخْبَرَنَا هِشَّامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

دی، انہیں بنا غیر لے یعنی ابن عمر بن حنبل سے اور ان سے عمر بن حنبل  
ہوثو نے فرمایا آپ نے تمام مساجرین اولین کا وظیفہ (اپنے محمد خلافت  
میں) چار ہزار ہزار چار قسطوں میں مقرر کر دیا تھا، لیکن عبد اللہ بن  
عمر بن حنبل کا وظیفہ چار قسطوں میں سازی سے تین ہزار قسطاں پر ان سے  
پوچھا گیا کہ عبد اللہ بن عمر بن حنبل کبھی مساجرین میں سے ہیں۔ پھر آپ  
انہیں چار ہزار سے کم کیوں دیتے ہو؟ تو حضرت عمر بن حنبل نے کہا کہ  
انہیں ان کے والدین بھرت کر کے یہاں لائے تھے۔ اس لئے وہ ان  
مساجرین کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے خود بھرت کی تھی۔  
میقول: نہیں ہو سکتے ہاجر (بنفسیہ)۔

مساجرین اولین وہ صحابہ جنہوں نے دونوں قبائل کی طرف نماز پڑھی ہو، جنک بدر میں شریک ہوئے۔ اس سے حضرت عمر کا  
اصاف بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خاص اپنے بیٹے کا لحاظ کے بغیر انصاف کو مد نظر رکھا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت عمر بن حنبل نے  
اسامة بن زید بن حوشہ کے لئے چار ہزار مقرر کیا تو صحابہ نے پوچھا کہ بھلا آپ نے عبد اللہ بن حنبل کو مساجرین اولین سے تو کم رکھا مگر اسامہ  
بن حوشہ سے کیوں کم رکھا؟ اسامہ بن حوشہ تو عبد اللہ سے بڑھ کر کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ حضرت عمر بن حنبل نے کہا ہاں یہ سمجھی ہے کہ  
اسامة بن حوشہ کے باپ کو آخر حضرت مسیح عالم عبد اللہ بن حوشہ کے باپ سے زیادہ چاہتے تھے۔ آخر انحضرت مسیح عالم کی محبت کو میری محبت پر کچھ ترجیح  
ہونی چاہتے۔

(۳۹۱۲) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی،  
انھیں امشی نے، انھیں ابو داکل شیق بن سلمہ نے اور ان سے  
خباب بن حوشہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ مسیح عالم کے ساتھ بھرت کی  
تھی۔ (دوسری سند)

(۳۹۱۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ان سے یحییٰ بن سعیدقطان  
نے بیان کیا، ان سے امشی نے، انھوں نے شیق بن سلمہ سے نہیں کہا  
کہ ہم سے خباب بن حوشہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ مسیح عالم کے  
ساتھ بھرت کی تو ہمارا مقصد صرف اللہ کی رضا تھی اور اللہ تعالیٰ ہمیں  
اس کا اجر بھی ضرور دے گا۔ پس ہم میں سے بعض تو پسلے ہی اس دنیا  
سے اٹھ گئے۔ اور یہاں اپنا کوئی بدله انھوں نے نہیں پایا۔ مصعب بن  
عمر بن حوشہ بھی انھیں میں سے ہیں۔ احمد کی بوائی میں انھوں نے  
شہادت پائی۔ اور ان کے کفن کیلئے ہمارے پاس ایک کمل کے سوا اور  
کچھ نہیں تھا۔ اور وہ بھی ایسا کہ اگر اس سے ہم ان کا سرچھپا تے تو

غیبہ اللہ بن عمر عن نافع - یعنی عن  
ابن عمر - عن عمر بن الخطاب رضی  
الله عنہ قال: ((كان فرض للمساجرين  
الأولين أربعة آلاف في أربعة، ولو رضى  
لأن عمر ثلاثة آلاف وخمسين ألفاً، فلما  
لهم هو من المساجرين، فلما نقصته من  
أربعة آلاف؟ قال: إنما هاجر به أبوه.  
يقول: ليس هو سكتة هاجر بنفسه)).

۳۹۱۳- حدثنا محمد بن كثير أخبرنا  
سفيان عن الأعمش عن أبي وائل عن  
خطيب قال: ((هاجرنا مع رسول الله  
صلى الله عليه وسلم)) ح. [راجع: ۳۹۱۳]

۳۹۱۴- حدثنا مسند حدثنا يحيى عن  
الأعمش قال: سمعت شقيق بن سلمة  
قال: حدثنا خطيب قال: ((هاجرنا مع  
رسول الله صلى الله عليه وسلم وجاء الله  
أجزانا على الله، فيما من مضى لم يأكل  
من أجره شيئاً، منهم مضعه بن عمر:  
فليوم أحد فلم نجد شيئاً نكفله فيه إلا  
نمرة كذا إذا غطينا بها رأسه خرجت  
رجلة، فإذا غطينا رجلة خرج رأسه؛

ان کے پاؤں کھل جاتے۔ اور اگر پاؤں چھپاتے تو سر کھلا رہ جاتا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ان کا سر چھپا دیا جائے اور پاؤں کو اذخر گماں سے چھپا دیا جائے۔ اور ہم میں بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنے عمل کا پھل اس دنیا میں پختہ کر لیا۔ اور اب وہ اس کو خوب جھن رہے ہیں۔

(۳۹۱۵) ہم سے بھی بن بشر نے بیان کیا، کہا ہم سے روح نے بیان کیا، ان سے عوف نے بیان کیا، ان سے معاویہ بن قروہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری نے بیان کیا، انسوں نے بیان کیا کہ مجھ سے عبد اللہ بن عمر بن شہر نے بیان کیا، کیا تم کو معلوم ہے، میرے والد عمر بن الخطبو نے تمہارے والد ابو موسیٰ بن الخطبو کو کیا جواب دیا تھا۔ اے والد عمر بن الخطبو نے تمہارے والد ابو موسیٰ بن الخطبو کے ساتھ ہمارا ابو موسیٰ! کیا تم اس پر راضی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمارا اسلام، آپ کے ساتھ ہماری بحیرت، آپ کے ساتھ ہمارا جہاد، ہمارے تمام عمل جو ہم نے آپ کی زندگی میں کئے ہیں ان کے بدله میں ہم اپنے ان اعمال سے نجات پا جائیں جو ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں گو وہ نیک بھی ہوں بس برابری پر معاملہ ختم ہو جائے۔ اس پر آپ کے والد نے میرے والد سے کہا خدا کی قسم! میں اس پر راضی نہیں ہوں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی جہاد کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور بست سے اعمال خیر کئے اور ہمارے ہاتھ پر ایک مخلوق نے اسلام قبول کیا، ہم تو اس کے ثواب کی بھی امید رکھتے ہیں اس پر میرے والد نے کہا (خیر ابھی تم سمجھو) لیکن جمل تک میرا سوال ہے تو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری خواہش ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں کئے ہوئے ہمارے اعمال محفوظ رہے ہوں اور جتنے اعمال ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں ان سب سے اس کے بدله میں ہم نجات پا جائیں اور برابری پر معاملہ ختم ہو جائے۔ ابو بردہ کہتے ہیں اس پر میں نے کہا اللہ کی قسم آپ کے والد (حضرت عمر بن الخطبو) میرے والد (ابو موسیٰ بن الخطبو) سے بہتر تھے۔

فَأَمْرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ۖ أَنْ نُعْطِيَ رَأْسَةَ بَهَا،  
وَنَخْفَلُ عَلَىٰ رِجْلَيْهِ مِنْ إِذْبَحِهِ ۚ وَمِنْ مَنْ  
أَيْنَقَتْ لَهُ فَمَرَّةٌ فَهُوَ يَهْدِيهَا ۚ).

[راجح: ۳۹۱۴]

۳۹۱۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ بَشْرٍ حَدَّثَنَا  
رَوْحَ حَدَّثَنَا عَوْنَتْ عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ قُرَيْثَةَ  
قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْزَةَ بْنُ أَبِي مُوسَىٰ  
الْأَشْعَرِيُّ قَالَ: قَالَ لِي عَنْدُ اللَّهِ بْنَ عَمْرَ  
هَلْ تَذَرِّي مَا قَالَ أَبِي لَأْيَنِكَ؟ قَالَ: قُلْتَ:  
لَا، قَالَ: فَإِنَّ أَبِي لَأْيَنَكَ: يَا أَبَا  
مُوسَىٰ، هَلْ يَسْرُكِ إِسْلَامَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتَنَا مَعَهُ  
وَجَهَادَنَا مَعَهُ وَعَمَلَنَا كُلُّهُ مَعَهُ بَرَادَ لَنَا،  
وَأَنْ كُلُّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَ نَجْوَانَ مِنْهُ  
كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسِ؟ فَقَالَ أَبِي: لَا وَاللَّهِ،  
قَدْ جَاهَدَنَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصَلَّمَنَا وَعَمَلَنَا خَيْرًا  
كَيْفِيًّا وَأَسْلَمَ عَلَىٰ أَيْدِينَا بَشَرَ كَيْفِيٌّ، وَإِنَّا  
لَنَرْجُو ذَلِكَ، فَقَالَ أَبِي: لَكَنِّي أَنَا وَاللَّهِ  
نَفْسُ عَمَرَ بِيَدِهِ لَوْدَدْتُ أَنْ ذَلِكَ بَرَادَ لَنَا  
وَأَنْ كُلُّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَ نَجْوَانَ مِنْهُ كَفَافًا  
فَرَأْسًا بِرَأْسِ، فَقُلْتَ: إِنَّ أَبَاكَ وَاللَّهُ خَيْرٌ  
مِنْ أَبِينِ).

**لئے چکیں** حضرت عمر بن الخطاب کا یہ قول کہ نہ ان کا ثواب طے اور نہ ان کی وجہ سے عذاب ہو یہ آپ کی بے انتہا خدا تری اور اعتیالِ حق ان کا مطلب یہ تھا کہ آخرت میں کی وفات کے بعد جو اعمال خیر ہم نے کئے ہیں ان پر ہم کو پورا بھروسہ نہیں کہ وہ ہمارے الٰہی میں قبول ہوئے یا نہیں ہماری نیت ان میں خالص تھی یا نہیں تو ہم اسی کو غنیمت سمجھتے ہیں کہ آخرت میں کے ساتھ جو اعمال ہم نے کئے ہیں ان کا ثواب ہم کو مل جائے نجات کے لئے وہی اعمال کافی ہیں اور آپ کے بعد جو اعمال ہیں ان میں ہم کو کوئی مواخذه نہ ہو ثواب نہ سی یہ بھی غنیمت ہے کہ عذاب نہ ہو۔ کیونکہ خوف کا مقام رجاء کے مقام سے اعلیٰ ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب اس باب میں ابو موسیٰ بن الخطاب سے افضل تھے ورنہ حضرت عمر بن الخطاب کی غنیمت مطلقہ ابو موسیٰ بن الخطاب پر تو بالاتفاق ثابت ہے۔

حافظ نے کہا کبھی مغضوبوں کو بھی ایک خاص مقدمہ میں فاضل پر افضلیت ہوتی ہے اور اسی سے افضلیت مطلقہ لازم نہیں آتی اور حضرت عمر بن الخطاب کا یہ فرمانا کسر نفس اور تواضع اور خوف الٰہی سے قادر نہ ان کا ایک ایک عمل اور ایک ایک عمل اور الصاف ہمارے تمام عمر کے نیک اعمال سے کہیں بیاد ہے۔ حقیقت تو یہ ہے اگر کوئی منصف آؤ گوہ کسی مذہب کا ہو حضرت عمر بن الخطاب کی سوانح عمری پر نظر ڈالے تو اس کو بلاشبہ یہ معلوم ہو جائے گا کہ مادر گیتی نے ایسا فرزند بہت ہی کم جنایہ۔ اور مسلمانوں میں تو آخرت میں کی وفات کے بعد آج تک کوئی ایسا میر، منتظم، عادل، حق پرست، خدا ترس ریغیت پرور حاکم پیدا ہی نہیں ہوا۔ معلوم نہیں رافضیوں کی عقل کمال تشریف لے گئی ہے کہ وہ ایسے جو ہر نفیس کو جس کی ذات سے اسلام اور مسلمانوں کا شرف ہے، مطعون کرتے ہیں۔ خدا سمجھے اس کا خیاہ مرتبہ ان کو معلوم ہو جائے گا۔ (وحیدی)

(۳۹۲) مجھ سے محمد بن صالح نے خود بیان کیا یا ان سے کسی اور نے نقل کر کے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے، ان سے عاصم احوال نے، ان سے ابو عثمان نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ ابن عمر بن ابی اثڑا سے میں نے سنا کہ جب ان سے کہا جاتا کہ تم نے اپنے والد سے پسلے بھرت کی تو وہ غصہ ہو جایا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں عمر بن الخطاب کے ساتھ رسول اللہ میں کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ آرام فرمารہے تھے، اسلئے ہم گھرو اپس آگئے پھر عمر بن الخطاب نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا اور فرمایا کہ جا کر دیکھ آؤ حضور میں بیدار ہو چکے تھے (بیدار ہوئے یا نہیں چنانچہ میں آیا) (آخرت میں بیدار ہو چکے تھے) اس لئے اندر چلا گیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر میں عمر بن الخطاب کے پاس آیا اور آپ کو حضور اکرم رضی اللہ عنہ کے بیدار ہونے کی خبر دی۔ اس کے بعد ہم آپ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے عمر بن الخطاب بھی اندر گئے اور آپ سے بیعت کی اور میں نے بھی (دوبارہ) بیعت کی۔

گویا عبداللہ بن عمر بن الخطاب نے لوگوں کی اس غلط گوئی کا سبب بیان کر دیا کہ اصل حقیقت یہ تھی۔ اس پر بعض نے یہ سمجھا کہ میں نے اپنے والد سے پسلے بھرت کی یہ بالکل غلط ہے۔

- ۳۹۱۶ - حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاح -  
أبو بَلْغَةَ عَنْهُ - حدثنا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ التَّهْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا قِيلَ لَهُ هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيهِ يَفْضُبُ. قَالَ: وَقَدِيمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ فَوَجَدْنَاهُ قَابِلًا فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ، فَأَرْسَلْنَا عُمَرَ قَالَ: أَذْهَبْ فَانظَرْ هَلِ اسْتَيْقَظَ؟ فَأَتَيْنَاهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَأْيَغْتُ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدْ اسْتَيْقَظَ، فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ نَهْرُولَ هَرْوَلَةَ حَسْنِ دَخَلْ عَلَيْهِ فَبَأْيَغْتُ، ثُمَّ بَأْيَغْتُ). طرفہ فی : ۴۱۸۶ ، ۴۱۸۷ [۴۱۸۷]۔

(۱۳۹۱) ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، کہا کہ ان سے شریعہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن یوسف نے، ان سے ان کے والد یوسف بن اسحاق نے، ان سے ابو اسحاق سیفی نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب بن حوشش سے حدیث سنی وہ بیان کرتے تھے کہ ابو بکر بن حوشش نے عازب بن حوشش سے ایک پالان خریدا اور میں ان کے ساتھ اخبار پہنچانے لایا تھا، انسوں نے بیان کیا کہ ابو بکر بن حوشش نے عازب بن حوشش نے رسول اللہ ﷺ کے سفر بھر کا حال پوچھا تو انسوں نے بیان کیا کہ چونکہ ہماری گنرا فی ہو رہی تھی (یعنی کفار ہماری تاک میں تھے) اسے ہم (غار سے) رات کے وقت باہر آئے اور پوری رات اور دن بھر بہت تیزی کے ساتھ چلتے رہے، جب وپھر ہوئی تو ہمیں ایک چٹان دکھائی دی۔ ہم اس کے قریب پہنچنے تو اس کی آڑ میں تھوڑا سا سایہ بھی موجود تھا، ابو بکر بن حوشش نے بیان کیا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے لئے ایک چڑا بچا دیا جو میرے ساتھ تھا آپ اس پر لیٹ گئے، اور میں قرب و جوار کی گرد جھاڑنے لگا۔ اتفاق سے ایک چڑا بچا نظر پڑا جو اپنی بکریوں کے تھوڑے سے رویوں کے ساتھ اسی چٹان کی طرف آ رہا تھا اس کا بھی مقصد اس چٹان سے وہی تھا جس کے لئے ہم یہاں آئے تھے (یعنی سایہ حاصل کرنا) میں نے اس سے پوچھا کیا تم اپنی ہے؟ اس نے بتایا کہ فلاں کا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تم اپنی بکریوں سے کچھ دودھ نکال سکتے ہو اس نے کہا کہ ہاں پھر وہ اپنے رویوں سے ایک بکری لایا تو میں نے اس سے کہا کہ پہلے اس کا تھن جھاڑلو۔ انسوں نے بیان کیا کہ پھر اس نے کچھ دودھ دوہا۔ میرے ساتھ پانی کا ایک چھاگل تھا، اسکے منہ پر کچڑا بندھا ہوا تھا۔ یہ پانی میں نے حضور اکرم ﷺ کیلئے ساتھ لے رکھا تھا، وہ پانی میں نے اس دودھ پر اتنا ذلا کہ وہ پیچے تک ٹھنڈا ہو گیا تو میں اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا دودھ نوش فرمائیے یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اسے نوش فرمایا جس سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد ہم نے پھر کوچ شروع کیا اور ڈھونڈنے والے لوگ ہماری

۳۹۱۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَفْمَانَ حَدَّثَنَا شَرِيفُ بْنُ مَسْلِمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقَ قَالَ: ((سَيْفُتُ الْبَرَاءَ يُحَدَّثُ قَالَ: إِنَّمَا أَنْتَ أَبُو بَكْرٍ مِنْ عَازِبِ رَجُلَّاً) لَعْنَتُهُ مَعَةً. قَالَ: فَسَأَلَهُ عَازِبٌ مِنْ مَسِيرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَرَجَنَا نَيْلًا، فَأَخْتَنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى قَاتَمْ قَاتِمُ الظَّهِيرَةِ، ثُمَّ رَفَعَتْ لَنَا صَخْرَةً، فَأَتَيْنَاهَا وَهَا شَيْءٌ مِنْ ظِلٍ. قَالَ: لَفَرَشْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْوَةَ مَعِيِّ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقَتْ أَنْفُضُ حَوْنَةً، فَإِذَا أَنَا بِرَأْيِي قَدْ أَقْبَلَ فِي غَنِيمَةِ يُورِنِدِ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا، فَسَأَلَهُ: لَمَنْ أَنْتَ يَا غَلَام؟ فَقَالَ: أَنَا لِفَلَانُ. فَقَلَّتْ لَهُ: هَلْ فِي غَنِيمَكَ مِنْ لَبِنِ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَلَّتْ لَهُ: هَلْ أَنْتَ حَالِب؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَخَدَ شَاهَةً مِنْ غَنِيمَهُ، فَقَلَّتْ لَهُ: أَنْفُضُ الصَّرْعَ. قَالَ: فَعَلَّبَ كَثْبَةً مِنْ لَبِنِ، وَمَعِيِّ إِدَاؤَةً مِنْ مَاءِ عَلَيْهَا خِرْقَةً قَدْ رَوَانَهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَبَّتْ عَلَى الْلَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلَهُ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَلَّتْ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَشَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رَضِيَّتْ. ثُمَّ ارْتَحَلَنَا وَالْطَّلَبُ فِي إِفْرَانَا)).

تلش میں تھے۔

(۳۹۱۸) براء نے بیان کیا کہ جب میں ابو بکر بن عبد الرحمن کے ساتھ ان کے گھر میں داخل ہوا تھا تو آپ کی صاحبزادی عائشہؓ پر خدا لیٹی ہوئی تھیں انسیں بخار آرہا تھا میں نے ان کے والد کو دیکھا کہ انہوں نے ان کے رخسار پر بوسہ دیا اور دریافت کیا بیٹھی اطمینت کیسی ہے؟

**لطف** حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے فدائی و مناقب میں یہ بہت بڑی نصیلت ہے کہ سفر ہجرت میں آپ نے رسول کرمؐؑ کافدا کارانہ ساتھ دیا اور آپؐ کی ہر ممکن خدمت انجام دی۔ جس کے صدر میں قیامت تک لئے آپؐ کو آخرت میں تھے کا بیار غار کما گیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کو تمام صحابہؓ پر ایسی فویت حاصل ہے جیسی چاند کو آسمان کے تمام ستاروں پر حاصل ہے۔ وہ نام نہاد مسلمان بڑے ہی بد بخت ہیں جو ایسے چے، پخت مومن، مسلمان صحابی رسول کو برا کرنے ہیں اور تمہارا ہازی سے اپنی زبانوں کو گندی کرتے ہیں۔ جب تک اس دنیا میں اسلام زندہ ہے حضرت صدیقؓ اکبر بن عبد الرحمن نام ہای اسلام کے ساتھ زندہ رہے گا۔ اللہ نے آپؐ کی خدمات جلیلہ کا یہ صد آپؐ بن عبد الرحمن کو بخشش کر قیامت تک کے لئے آپؐ رسول کرمؐ کے پلو میں گندب خنزیر ایسا آرام فرار ہے ہیں۔ اللہ پاک ہماری طرف سے ان کی پاک روح پر بے شمار سلام اور رحمتیں نازل فرمائے اور قیامت کے دن اپنے حسیب کے ساتھ آپؐ کے جملہ فدائیوں کی ملاقات نصیب کرے آئیں یا رب العالمین۔

(۳۹۱۹) ہم سے سليمان بن عبد الرحمنؓ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن حمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن ابی عبد نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن وساج نے بیان کیا اور ان سے نبی کریمؐ کے خادم انس بن مالک بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ جب حضور اکرمؐؑ (مدینہ منورہ) تشریف لائے تو ابو بکر بن عبد الرحمن کے سوا اور کوئی آپؐ کے اصحاب میں ایسا نہیں تھا جس کے بال سفید ہو رہے ہوں، اس لئے آپؐ نے مندی اور وسہ کا خضاب استعمال کیا تھا۔

(۳۹۲۰) اور دحیم نے بیان کیا، ان سے ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابو عبید نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن وساج نے انہوں نے کہا کہ مجھ سے انس بن مالک بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ جب نبی کریمؐؑ مدینہ منورہ کے تشریف لائے تو آپؐ کے اصحاب میں سب سے زیادہ عمر ابو بکر بن عبد الرحمن کی تھی اس لئے انہوں نے مندی اور وسہ کا خضاب استعمال کیا۔ اس سے آپؐ کے پاؤں کا رنگ خوب سرخ مائل بے سیاہی ہو گیا تھا۔

حدیث میں لفظ کتم ہے کہم میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ وسہ کو کہتے ہیں بعض نے کہا وہ آس کی طرح کا ایک پتہ ہوتا ہے

[راجح: ۲۴۳۹] - ۳۹۱۸ - قَالَ النَّبِيُّ : لَذَهَّلَتْ مَعَ أَبِي بَكْرٍ عَلَى أَهْلِهِ، فَلَمَّا غَاسَتِ الْأَنْشَةُ مُضْطَجِعًا لَمَّا أَصَابَهُمْ خَمْنَى، فَرَأَيْتُهُمْ أَهْلَهَا بَقِيلَ حَدَّهَا وَقَالَ : ((كَفَى أَنْتُ بِنَاهْمَةً)).

**لطف** حضرت سیدنا سليمان بن عبد الرحمنؓ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن حمیرؓ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن ابی عبد نے بیان کیا، عقبہ بن وساج نے بیان کیا اور ان سے نبی کریمؐ کے خادم انس بن مالک بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ جب حضور اکرمؐؑ (مدینہ منورہ) تشریف لائے تو ابو بکر بن عبد الرحمن کے سوا اور کوئی آپؐ کے اصحاب میں ایسا نہیں تھا جس کے بال سفید ہو رہے ہوں، اس لئے آپؐ نے مندی اور وسہ کا خضاب استعمال کیا تھا۔

[طرفة فی : ۳۹۲۰] - ۳۹۱۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَمِيرَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمَ بْنَ أَبِي عَبْدَةَ أَنَّ عَفْيَةَ بْنَ وَسَاجَ حَدَّثَهُ عَنْ أَنْسِ خَادِمِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((قَدِيمُ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ فِي أَصْحَابِهِ أَشْمَطُ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ، فَلَعْنَهَا بِالْحَنَاءِ وَالْكَتَمِ)).

[راجح: ۳۹۲۰] - ۳۹۲۰ - وَقَالَ دُحَيْمٌ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْيَدَ عَنْ عَفْيَةَ بْنَ وَسَاجَ حَدَّثَنِي أَنْسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((قَدِيمُ النَّبِيِّ ﷺ الْمَدِينَةُ فَكَانَ أَسْنَ أَصْحَابِهِ أَبُو بَكْرٍ فَلَعْنَهَا بِالْحَنَاءِ وَالْكَتَمِ حَتَّى قَنَأْ لَوْنَهَا)).

[راجح: ۳۹۱۹]

اس کا درخت نخت پتوں میں آتا ہے اس کی شاخیں باریک دھاکوں کی طرح لٹی ہوتی ہیں۔

(۳۹۲۱) ہم سے اسٹپ بن فرج نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عروہ بن زہیر نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنو کلب کی ایک عورت ام بکریتی سے شادی کر لی تھی۔ پھر جب انہوں نے بھرت کی تو اسے طلاق دے آئے۔ اس عورت سے پھر اس کے پیغاز او بھائی (ابو بکر شداد بن اسود) نے شادی کر لی تھی ایہ شخص شاعر تھا اور اسی نے یہ مشور مردیہ کفار قریش کے بارے میں کہا تھا ”مقام بدر کے کنوؤں کو میں کیا کوں کہ انہوں نے ہمیں درخت شیزی کے بڑے بڑے پیالوں سے محروم کر دیا جو کبھی اونٹ کے کوہاں کے گوشت سے بھی بہتر ہوا کرتے تھے“ میں بدر کے کنوؤں کو کیا کوں! انہوں نے ہمیں گانے والی لوئڈیوں اور اچھے شرایوں سے محروم کر دیا ام بکر تو مجھے سلامتی کی دعا دیتی رہی لیکن میری قوم کی بیداری کے بعد میرے لئے سلامتی کمال ہے یہ رسول ہمیں دوبارہ زندگی کی خبریں بیان کرتا ہے۔ کیسیں الوبن جانے کے بعد پھر زندگی کس طرح ممکن ہے۔

جالیت میں عرب کے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ مردے کی کھوپڑی سے روح نکل کر الوکے قلب میں جنم لیتی ہے اور دوستوں کو آواز دیتی پہنچتی ہے۔

**لشیخ** ابو بکر شداد بن اسود بہ حالت کفریدر کے متولین کفار کے کام مطلب یہ کہ وہ لوگ بدر کے کنویں میں مرے پڑے ہیں جو لوگوں کے سامنے اونٹ کے کوہاں کا گوشت جو عربوں کے نزدیک نہایت لذیذ ہوتا ہے درخت شیزی کی لکڑی کے پیالوں میں بھر بھر رکھا کرتے تھے۔ شیزی ایک درخت جس کی لکڑی کے پیالے ہناتے ہیں۔ یہاں مراد وہ لوگ ہیں جو ان پیالوں کا استعمال کرتے ہیں۔ یعنی بڑے امیر، سرمایہ دار لوگ، جو رات دن شراب خوری اور ناج رنگ گانے بجانے والیوں کی صحبت میں رہا کرتے تھے۔ مردیہ میں مذکورہ ام بکر، اس کی بیوی ہے جو پسلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ آخری شعر کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے لوگ جالیت میں سمجھتے تھے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح الوکے جسم میں جنم لیتی ہے اور الودیں کو پکارتی پہنچتی ہے شاعر کی مراد یہ ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ انسانی قلب میں زندہ ہونے کے بارے میں تغیر کا کہنا غلط ہے، خشنوش کچھ نہیں ہے اور رومنیں الوبن کر دوبارہ آدمی کے قلب میں کیوں کر کر آسکتی ہیں، کافروں کا یہ قدیمی عقیدہ قاسدہ ہے جس کی تردید سے سارا قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ اس مردیہ کا مفکوم ترجمہ مولانا حیدر الزمل مرحوم کے لفظوں میں یہ ہے۔

گز میں بدر کے کیا ہے ارے او سنے والے پڑے ہیں اونٹ کے کوہاں کے عمدہ پیالے  
گز میں بدر کے کیا ہے ارے او سنے والے شرابی ہیں دہل گھنا بجاۓ سنے والے

۴۹۲۱ - حَدَّثَنَا أَصْبَحُ حَدَّثَنَا أَبْنُ وَقَبْرٍ  
عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبْنِ هِبَابِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ  
بْنِ عَالِيَّةَ: (رَأَى أَبْنُ هِبَابٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
تَرْزُّخَ امْرَأَةً مِنْ كَلَبِرْ يَقْاتَلُ لَهَا أُمُّ هِبَابٍ،  
لَلَّهُمَّ هَاجَرَ أَبْنُ هِبَابٍ طَلَقَهَا قَعْدَوْجَهَا أَنْ  
عَمِّهَا هَذَا الشَّاعِرُ الْدَّيْ قَالَ هَلِيدُ  
الْعَصِينَةَ رَبِّي كَفَّارَ قُرْيَشَ:

وَمَاذَا بِالْقَلِيبِ لَلِّيْبِ بِنِدِيرِ  
مَنْ الشَّيْزِيَ تُرْبَيْنُ بِالسَّنَامِ  
وَمَاذَا بِالْقَلِيبِ لَلِّيْبِ بِنِدِيرِ  
مِنْ الْقَنِيَّاتِ وَالشَّرْبِ الْكَوَامِ  
تَحْتِي بِالسَّلَامَةَ أُمُّ هِبَابٍ  
وَهَلْنَ لِي بَعْدَ قَوْمِيِّ مِنْ سَلَامِ  
يَحْدَثُنَا الرَّسُولُ بَانْ سَنْحَا  
وَكَيْفَ حَيَا أَصْنَاءَ وَهَامَ

سلامت رہ جو سکتی ہے مجھے یہ ام بھی کمل ہے سلامت جب مرے سب قوم والے یہ پیغمبر ہمیں کہتا ہے تم مر کر جیو گے کسیں الٰہ بھی بھر انسان ہونے آواز والے شامروز کو رکے پارے میں محتقول ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا تا بعد میں مرد ہو گیا۔ لفظ ہاماۃ تنخیف نہم کے ساتھ ہے عرب جاہلیت کا اعتقاد فنا کے محتقول جنگی کا قصاص نہ لیا جائے تو اس کی روح الٰہ کے جنم لے کر اپنی قبر پر روزانہ آکر یہ سکتی ہے کہ میرے قاتل کا خون بھج کو پلاڑ جب اس کا قصاص نہ لیا تو وہ اڑ جاتی ہے۔ (قطلانی)

(۳۹۲۲) ہم سے موی بن اسما میں نے بیان کیا، کہا ہم سے ہام نے بیان کیا، ان سے ثابت نہیں، ان سے انس بیٹھنے اور ان سے ابو بکر بیٹھنے بیان کیا کہ میں نی کشم بیٹھنے کے ساتھ غار میں تھا۔ میں نے جو سراخیا تو قوم کے چند لوگوں کے قدم (باہر) نظر آئے۔ میں نے کہا، اے اللہ کے نبی! اگر ان میں سے کسی نے بھی نیچے جھک کر دیکھ لیا تو وہ ہمیں ضرور دیکھ لے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، ابو بکر! خاموش رہو، ہم ایسے دو ہیں کہ جن کا تیر اللہ ہے۔

۳۹۲۲ - حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنْسِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْفَارِ، فَرَفِقْتُ رَأْسِي فَإِذَا آتَى بِأَنْدَامَ النَّوْمِ، فَقَلَّتْ: يَا نَبِيَّ أَللَّهُ تَعَالَى أَنْ بَعْضُهُمْ طَاطَّا بَصَرَةَ رَآءَاهُ، قَالَ: ((إِنْكُنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ، أَتَنَاهُ اللَّهُ فَإِلَيْهِمَا)).

[راجح: ۳۶۵۲]

جب اللہ کسی کے ساتھ ہو تو اس کو کیا غم ہے ساری دنیا اس کا کچھ نہیں بجا رکتی۔ اللہ کے ساتھ ہونے سے اس کی نصرت و خفاہت مراو ہے جب کہ وہ اپنی ذات والا صفات سے عرش پر مستوی ہے رسول کشم بیٹھنے جو کچھ فرمایا تھا دیکھ لیا کہ وہ کس طرح حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا اور سارے کفار عرب مل کر بھی اسلام اور پیغمبر اسلام بیٹھا پر غالب نہ آسکے

ج ہے۔ پھر لوگوں سے یہ چیز بھی لانے جائے گا

۳۹۲۳ - حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ح. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ الْلَّيْثِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعْدَ بْنَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((جَاءَ أَغْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: ((وَتَحَلَّتْ، إِنَّ الْهِجْرَةَ شَانِهَا شَدِيدَةٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِلَيْلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَتَعْطِي صَدَقَتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَهَلْ تَمْنَعُ بِهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَعَلِيهَا يَوْمَ

(۳۹۲۴) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم دشمنی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام او زائی نے بیان کیا، (دوسری سند) اور محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ ہم سے امام او زائی نے بیان کیا، کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عطا بن یزید لیش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو سعید خدری بیٹھنے نے بیان کیا کہا کہ ایک اعرابی نبی کشم بیٹھنے کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بھرت کا حال پوچھنے لگا آپ نے فرمایا مجھ پر افسوس! بھرت تو بت مشکل کام ہے۔ تمہارے پاس کچھ اونٹ بھی ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں ہیں۔ فرمایا کہ تم اس کی زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں ادا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اونٹیوں کا دودھ دوسرے (عجائب) کو بھی دو بننے کے لئے دے دیا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ایسا بھی

کرتا ہوں آپ نے فرمایا، ائمہ گھاث پر لے جا کر (جتوں کے لئے) دوچھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ایسا بھی کرتا ہوں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم سلتِ سند رپار عمل کرو، اللہ تعالیٰ تمارے کسی عمل کا بھی ثواب کم نہیں کرے گا۔

یہ حدیث کتاب الزکوٰۃ میں گزر جگی ہے اس میں بھرت کا ذکر ہے یہی حدیث اور باب میں مطابقت ہے۔

### باب نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرام

#### کامدینہ میں آننا

آنحضرت ﷺ پر کے دن بارہ ریع الاول یا آٹھویں ریع الاول کو مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور اکثر صحابہ آپؐ سے پلے میں میں آچکے تھے۔

(۳۹۲۴) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا تم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں ابواسحاق نے خبر دی، انہوں نے براء بن عازب بن عینۃ سے سنا، انہوں نے یوں بیان کیا کہ سب سے پلے (بھرت کر کے) ہمارے یہاں مصعب بن عیمر بن قيس اور ابن ام کلتوم وہی تو آئے پھر عمار بن یاسر وہی تو آئے اور بریال وہی تو آئے۔

رسول کریم ﷺ نے مصعب بن عیمر بن قيس کو بھرت کا حکم فرمایا اور مدینہ میں مسلم اور مبلغ کا منصب ان کے حوالہ کیا۔

(۳۹۲۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا تم سے غدر نے بیان کیا، کہا تم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا اور انہوں نے براء بن عازب بن عینۃ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ سب سے پلے ہمارے یہاں مصعب بن عیمر بن قيس اور ابن ام کلتوم وہی تو آئے (تایبا) آئے۔ یہ دونوں (مدینہ کے) مسلمانوں کو قرآن پڑھانا سکھاتے تھے۔ اس کے بعد بلال، سعد اور عمار بن یاسر نے تو آئے۔ پھر عمر بن خطاب وہی خصوصاً حضور اکرم ﷺ کے بیٹیں صحابہ کو ساتھ لے کر آئے اور نبی کریم ﷺ (حضرت ابو بکر وہی اور عاصم بن فہیرہ کو ساتھ لے کر) تشریف لائے، مدینہ کے لوگوں کو جگنی خوشی اور سرسرت حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے ہوئی میں نے کبھی ائمہ کسی بات پر اس قدر خوش نہیں دیکھا۔ لوڈیاں بھی (خوشی میں) کہنے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ آگئے حضور اکرم ﷺ جب تشریف لائے تو اس سے پلے

وَرُؤْيَا؟) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((لَا يَغْفِلَنَّ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَنْزِعَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا)).

### ٤٦ - بَابُ مَقْدِمَ النَّبِيِّ ﷺ

#### وَأَصْحَابِيَ الْمَدِينَةِ

(۳۹۲۶) - خَدْنَانَ أَبْوَ الْوَلَيدِ خَدْنَانَ شَعْبَةَ قَالَ: أَتَبَأَنَا أَبْوَ إِسْحَاقَ سَعْيَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَوْلُ مَنْ قَدِيمٌ عَلَيْنَا مُضْعِبُ بْنُ عَمِيرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ. ثُمَّ قَدِيمٌ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَبِلَالُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ)).

(۳۹۲۷) - خَدْنَانَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارِ خَدْنَانَ غَنْدَرَ خَدْنَانَ شَعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ قَالَ: سَعْيَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَوْلُ مَنْ قَدِيمٌ عَلَيْنَا مُضْعِبُ بْنُ عَمِيرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانُوا يُقْرَنُانِ النَّاسُ، قَدِيمٌ بِلَالٌ وَسَعْيَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ. ثُمَّ قَدِيمٌ عَمَّارُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَدِيمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا رَأَيْتُ أَقْلَى الْمَدِينَةَ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى جَعَلَ الْإِمَامَ يَقْلُنَ: قَلَوْمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

لَهَا قُلْمَةٌ حَتَّىٰ فَرَاتَ **﴿سَيِّعَ امْنَهُ رِبْكَ**  
الْأَعْلَىٰ **﴾ فِي سُورٍ مِّنَ الْمَفْصَلِ﴾**)۔

لَتَسْتَعْجِلْ **﴿ حَامِكَ لِرِوَايَتِ مِنْ أَنْسٍ بْنِ مَاهْدِيٍّ سَعَىٰ يَوْمَ نَجَارَ كَيْلَيْنَ دَفَ كَاتِيْجَاتِيْلَيْنَ وَهَذَا كَمَرْ**  
**رَعَى تَحْسِيْنَ نَحَارَ مِنْ بَنْيِ نَجَارٍ يَا حِبْلَهُ مُحَمَّدَ مِنْ جَارٍ دَوْسَرِيْيَهُ رَعَى تَحْسِيْنَ مِنْ يَوْمَ هَذَا كَمَرْ**  
**كَيْلَيْنَ وَهَذَا كَمَرْ** تَشْرِيفَ آدُرِيَّ کی خوشی میں لکھیں۔ وہ کہ رعی تحسیں ۔

طَلْعَ الْبَدْرِ عَلَيْنَا مِنْ نَبَاتِ الْوَدَاعِ وَجْبُ الشَّكْرِ عَلَيْنَا مَادِعَ اللَّهِ دَاعِ

آخِفْرَتْ مُتَبَّلْ **﴿ نَفْرَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ لِيْنَ تَمَّ جَانَ لَوْكَ اللَّهَ تَعَالَى تَمَّ سَعَىٰ مُبَتَّرَ كَرَّتَهُ**  
گَرَائِی بَیْشِ کے ہیں جو آخِفْرَتْ مُتَبَّلْ سے پلے ہجرت کر کے مَدِنَه پُنْجَ پُچَے تھے۔ مَفَلَاتَ کی سورَتِ مَدِنَه وہ ہیں جو سورَۃِ مَجَرَاتَ سے  
شروع ہوتی ہیں۔

(۳۹۶) ہم سے عبدُ اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو  
مالک نے خبر دی، انہیں بشام بن عربہ نے، انہیں ان کے والد عروہ بن  
زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب  
رسول اللہ ﷺ میں مَدِنَه تشریف لائے تو ابو بکر اور بلاں مُتَبَّلَ کو بخار چڑھ،  
آیا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا والد صاحب! آپ  
کی طبیعت کیسی ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر مُتَبَّلَ کو جب  
بخار چڑھا تو یہ شعر پڑھنے لگے۔

(ترجمہ) ہر شخص اپنے گمراہوں کے ساتھ صبح کرتا ہے اور موت تو  
جو تی کے تیسے سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور بلاں مُتَبَّلَ کے بخار میں  
جب کچھ تخفیف ہوتی تو زور زور سے روتے اور یہ شعر پڑھتے ہے ”کاش  
مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ کبھی میں ایک رات بھی دادی کہ میں گزار  
سکوں گا جب کہ میرے ارد گرد (خوبصوردار گھاس) اذخر اور جلیل  
ہوں گی اور کیا ایک دن بھی مجھے ایسا مل کے گا جب میں مقام مجذہ کے  
پانی پر جاؤں گا اور کیا شامہ اور طفیل کی پھاڑیاں ایک نظر دیکھ سکوں  
گا۔“ عائشہ رضیتھا نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں  
حاضر ہوئی اور آپ کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے دعا کی، اے اللہ!  
مَسِنَهُ کی محبت ہمارے دل میں اتنی پیدا کر جتنی کہ کی تھی بلکہ اس سے  
بھی زیادہ، یہاں کی آب و ہوا کو صحت بخشنا۔ ہمارے لئے یہاں کے  
صلع اور مد (انماج تباہی کے پیانے) میں برکت عنایت فرم اور یہاں

۳۹۶۔ حَذَّقَنَا عَنْدَ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ بْنِ عَزْرَوَةَ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَتَهَا قَالَتْ :  
((لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ **ﷺ** الْمَدِينَةَ وَعَلَى  
أَبُو بَكْرٍ وَبَلَانَ . قَالَتْ : فَلَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا  
فَلَقِتُ : يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجَدَّدُكَ؟ وَيَا بَلَانَ  
كَيْفَ تَجَدَّدُكَ؟ قَالَتْ : فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا  
أَخْدَثَهُ الْحُمَى يَقُولُ :

كُلُّ امْرِيْهُ مُصْبَحٌ لِيْهِ أَهْلِهِ  
وَالْمَوْتُ أَذْنِي مِنْ شِرَارِكَ نَغْلِيْهِ  
وَكَانَ بِلَانٍ إِذَا أَفْلَغَ عَنْهُ الْحُمَى بَرْفَعَ  
عَفِيرَةَ وَيَقُولُ :

أَلَا لَيْتَ شِغْرِيْ . هَلْ أَبِيَّنْ تَيْلَةَ  
بِوَادٍ وَحَوْلَيْ إِذْخِرٍ وَجَلِيلَ  
وَهَلْ أَرْدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةَ  
وَهَلْ يَيْنُونَ لِيْ شَامَةَ وَطَفِيلَ

قَالَتْ عَائِشَةَ : فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ **ﷺ**  
فَأَخْبَرَتْهُ ، فَقَالَ : ((اللَّهُمَّ حَبْنَ إِلَيْنَا  
الْمَدِينَةَ كَمْكَةَ أَوْ أَشَدَّ ، وَصَحَّهَا ،

وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِدَهَا وَمُدْعَاهَا، وَانْفَلْ كے بخار کو مقام مجفہ میں بیچ دے۔  
حَمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجَحْفَةِ۔)

[راجع: ۱۸۸۹]

مجفہ اب مصر والوں کا میقات ہے۔ اس وقت وہاں یہودی رہا کرتے تھے۔ امام قسطلانی نے کہا کہ اس حدیث سے یہ لکھا کہ کافروں کے لئے جو اسلام اور مسلمانوں کے ہر وقت درپے آزار رہتے ہوں ان کی بہاکت کے لئے بد دعا کرنا جائز ہے، اُس پسند کا فروں کا یہاں ذکر نہیں ہے، مقام مجفہ اپنی خراب آب و ہوا کے لئے اب بھی مشور ہے جو یقیناً آخر ضرر نہیں کی بد دعا کا اثر ہے۔  
حضرت مولانا وحید الزمال نے ان شعروں کا منظوم ترجمہ یوں کیا ہے۔

موت اس کی جوتی کے تئے سے ہے نزدیک تر  
خیریت سے اپنے گھر میں بیچ کرتا ہے بشر  
کاش میں کہ کی واوی میں رہوں پھر ایک رات  
سب طرف میرے اگے ہوں والں جبلیں از خربت  
کاش پھر دیکھوں میں شامہ کا شاہ پھر دیکھوں طفل  
اور پوپوں پانی مجذہ کے جو ہیں آب حیات  
شامہ اور طفل مکہ کی پماڑیوں کے نام ہیں۔ روئے میں جو آواز لکھتی ہے اسے عقیرہ کہتے ہیں۔

(۷) ۳۹۲۷ مسیح سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے  
ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو عمر نے خبر دی، اُسیں زہری  
نے، کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، اُسیں عبید اللہ بن عدی نے  
خبر دی کہ میں عثمان کی خدمت میں حاضر ہوا (دوسری سند) اور بشر بن  
شیعیب نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے زہری  
نے، کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور اُسیں عبید اللہ بن عدی  
بن خیار نے خبر دی کہ میں عثمان بن علی کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں  
نے حمو شہادت پڑھنے کے بعد فرمایا، اما بعد کوئی شک و شبہ نہیں کہ  
اللہ تعالیٰ نے محمد بن علی کو حق کے ساتھ میوثک کیا، میں بھی ان لوگوں  
میں تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر (ابتداء ہی میں)  
لبیک کا اور میں ان تمام چیزوں پر ایمان لایا جنہیں لے کر آخر ضرر  
بنی علی میوثک کو ہوئے تھے، پھر میں نے دو ہجرت کی اور حضور اکرم بن علی  
کی خدا کی قسم کہ میں نے آپ کی نہ کبھی تاریخی کی اور نہ کبھی آپ  
سے دھوکہ بازی کی، یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ شیعیب کے  
ساتھ اس روایت کی متابعت اس حلقہ کلبی نے بھی کی ہے، ان سے

۳۹۲۷ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ  
حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَغْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ  
حَدَّثَنِي عَزْرَوَةُ بْنُ الرَّبِيعٍ أَنَّ عَيْنَدَ اللَّهِ بْنِ  
عَدِيٍّ أَخْبَرَهُ ((دَخَلَتْ عَلَى عُثْمَانَ)) ح.  
وَقَالَ بِشْرٌ بْنُ شَعْبٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ  
الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عَزْرَوَةُ بْنُ الرَّبِيعٍ أَنَّ عَيْنَدَ  
اللَّهِ بْنَ عَدِيٍّ بْنَ الْجِيَارِ أَخْبَرَهُ قَالَ:  
((دَخَلَتْ عَلَى عُثْمَانَ، فَتَشَهَّدَ لَهُ قَالَ:  
أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ،  
وَكَتَبَ مِنْ إِنْسَانٍ أَسْتَجَابَ اللَّهُ وَلِرَسُولِهِ  
وَآمَنَ بِمَا بَعَثَ بِهِ مُحَمَّدًا ﷺ، ثُمَّ  
هَاجَرَتْ هِجْرَتَيْنِ، وَكَتَبَ صَفَرَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ، وَبَاعْتَهُ، فَوَاللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا  
غَشَّيْتُهُ حَتَّى تَوْفَاهُ اللَّهُ تَعَالَى)). تَابَعَهُ  
إِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ ((حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ)) مِثْلَهُ.

[راجع: ۳۶۹۶]

زہری نے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا۔

(۳۹۲۸) ہم سے محبی بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا (دوسری صد) اور مجھے یونس نے خبر دی، ان سے ابن شاب نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباس بن حنفی نے خبر دی کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ منی میں اپنے خیمہ کی طرف واپس آ رہے تھے، یہ عمر بن الخطاب کے آخری حج کا واقعہ ہے تو ان کی مجھ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ (عمر بن الخطاب حاجیوں کو خطاب کرنے والے تھے اسلئے) میں نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! موسم حج میں معمولی سوچھ بوجھ رکھنے والے سب طرح کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور شور و غل بہت ہوتا ہے اسلئے میرا خیال ہے کہ آپ اپنا ارادہ موقوف کر دیں اور مدینہ پہنچ کر (خطاب فرمائیں) کیونکہ وہ بھرت اور بنت کا گھر ہے اور وہاں سمجھ دار معزز اور صاحب عقل لوگ رہتے ہیں۔ ”اس پر عمر بن الخطاب نے کہا کہ تم نہیک کہتے ہو، مدینہ پہنچنے والے سب سے پہلی فرصت میں لوگوں کو خطاب کرنے کے لئے ضرور کھڑا ہوں گا۔

**لشیخ** اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ کسی نادان نے منی میں میں موسم حج میں یہ کما تھا کہ اگر عمر رجائیں تو میں فلاں شخص سے بیعت کروں گا۔ ابو یکر بن الخطاب سے لوگوں نے بن سوچے سمجھے بیعت کر لی تھی۔ یہ بات حضرت عمر بن الخطاب تک پہنچ گئی جس پر حضرت عمر بن الخطاب کو غصہ آگیا اور اس شخص کو بلا کر تنبیہ کا خیال ہوا اگر حضرت عبد الرحمن بن عوف نے یہ ملاح دی کہ یہ موسم حج ہے ہر قسم کے دانا و نادان لوگ یہاں جمع ہیں، مہل یہ مناسب نہ ہو گامیہ شریف پہنچ کر آپ جو ہاہیں کریں۔ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت عبد الرحمن کا یہ مشورہ قبول فرمایا۔

(۳۹۲۹) ہم سے موسیٰ بن اسما علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہیں ابن شاب نے خبر دی، انہیں خارجہ بن زید بن ثابت نے کہ (ان کی والدہ) ام علاء بن الخطاب ایک النصاری خاتون جنہوں نے نبی کرم مسیح سے بیعت کی تھی، نے انہیں خبر دی کہ جب انصار نے مساجد میں کی میزبانی کے لئے قرعہ ڈالا تو عثمان بن مظعون ان کے گھرانے کے حصے میں آئے تھے۔ ام علاء بن الخطاب نے بیان کیا کہ پھر

- ۳۹۲۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَان حَدَّثَنِي أَنَّ وَهْبَ حَدَّثَنَا مَالِكَ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْيَدُ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْنَى رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَهُوَ بِمَا يُعْنِي لِي أَخْرُو حَجَةً حَجَّهَا عُمَرُ، فَوَجَدَنِي قَالَ: عَنْدَ الْوَحْمَنِ فَقَلَّتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا الْمُؤْسِمَ يَفْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ، وَإِنِّي أَرِي أَنْ تُهْنَلِ حَتَّى تَقْدُمَ الْمَدِينَةَ، فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنْنَةِ، وَتَحْلُصَ لِأَهْلِ الْفِقَهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ، وَذَوِي رَأْيِهِمْ. قَالَ عُمَرُ: لَا قُوَّمَنْ لِي أَوْلَ مَقَامٍ أَقْوَمَهُ بِالْمَدِينَةِ). [راجح: ۲۴۶۲]

- ۳۹۲۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدَ أَخْبَرَنَا أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ - امْرَأَةَ مِنْ نِسَائِهِمْ - بَأَيْمَنَ النَّبِيِّ ﷺ - أَخْبَرَنَاهُ أَنَّ عُمَرَانَ بْنَ مَظْعُونَ طَارَ لَهُمْ فِي السُّكُنَى حِينَ اقْتَرَعُوا الْأَنْصَارُ عَلَى

عثمان بن عثیرہ حمارے یہاں پیار پڑ گئے۔ میں نے ان کی پوری طرح تمار داری کی لیکن وہ نہ سمجھ سکے۔ ہم نے انہیں ان کے کپڑوں میں پسیٹ دیا تھا۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ بھی تشریف لائے تو میں نے کہا تو ساب! (عثمان بن عثیرہ کی کنیت) تم پر اللہ کی رحمتیں ہوں، میری تمہارے متعلق گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے اکرام سے نوازا ہے۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے اکرام سے نوازا ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے تو اس سلسلے میں کچھ خبر نہیں ہے، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ! لیکن اور کسے نوازے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا اس میں تو واقعی کوئی شک و شبہ نہیں کہ ایک یقینی امر (موت) ان کو آچکی ہے، خدا کی قسم کہ میں بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے خیر خواہی کی امید رکھتا ہوں لیکن میں حالانکہ اللہ کا رسول ہوں خود اپنے متعلق نہیں جان سکتا کہ میرے ساتھ کیا معااملہ ہو گا۔ ام علاء بن عثیرہ نے عرض کیا پھر خدا کی قسم اس کے بعد میں اب کسی کے بارے میں اس کی پاکی نہیں کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس واقعہ پر مجھے بردا رنج ہوا، پھر میں سو گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ عثمان بن مظعون کے لئے ایک بہتا ہوا چشمہ ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہاں کا عمل تھا۔

**لئے شیخ** ایک روایت میں یوں ہے میں یہ نہیں جانتا کہ عثمان بن عثیرہ کا حال کیا ہوتا ہے۔ اس روایت پر تو کوئی اشکال نہیں۔ لیکن محفوظ یہی روایت ہے کہ میں نہیں جانتا کہ میرا حال کیا ہوتا ہے۔ جیسے قرآن شریف میں ہے «وَمَا أَذْرَى مَا يَفْعَلُ بِنِ وَلَدِكُمْ (الاحقاف: ۹) کہتے ہیں یہ آیت اور حدیث اس زمان کی ہے جب تک یہ آیت نہیں اتری تھی۔ (لیغفارلک اللہ مَا تَقْدَمَ مِنْ ذَلِكَ وَ مَا تَأْخُرَ) (الثغر: ۲) اور آپ کو قطعاً یہ نہیں بتالیا گیا تھا کہ آپ سب الگے پچھلے لوگوں سے افضل ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ توجیہ عدمہ نہیں۔ اصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ عجب مستغفی بارگاہ ہے آدمی کیسے ہی درج پر پہنچ جائے مگر اس کے استغنا اور کبریاٹی سے بے ذر نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک ایسا شمنشہ ہے جو چاہے وہ کڑا لے، رتی برابر اس کو کسی کا اندیشہ نہیں۔ حضرت شیخ شرف الدین تیجی منیری اپنے مکاتیب میں فرماتے ہیں وہ ایسا مستغفی اور بے پرواہ ہے کہ اگر چاہے تو سب پیغمبروں اور نبیک بندوں کو دم بھر میں دوزخی بنا دے اور سارے بدکار اور کفار کو بہشت میں نلے جاوے کوئی دم نہیں مار سکتا۔ آخر حدیث میں ذکر ہے کہ ان کا ایک عمل چشمہ کی صورت میں ان کے لئے ظاہر ہوا۔ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال صالح خوبصورت آدمی کی خلک میں اور برے عمل بد صورت آدمی کی خلک میں ظاہر ہوتے ہیں، ہر دو حدیث برحق ہیں اور ان میں نبیکوں اور بدلوں کے مراتب اعمال کے مطابق کیفیات بیان کی گئی

سکنی المهاجرین۔ قالت أم الغلاء: فاشكى عثمان عندنا، فمرضته حتى توفي، وجعلناه في أتوابه. فدخل علينا النبي ﷺ، فقلت: رحمة الله عليك أبا السائب، شهادتي عليك لقد أكرمنك الله. فقال النبي ﷺ: ((وما يذرنيك أن الله أكرمه؟)) قالت: قلت: لا أذرني، بأبي أنت وأمي يا رسول الله، فمن؟ قال: ((أما هو فقد جاءه والله العزيز، والله إبني لأرجو له الخير، وما أذرني والله - وأنا رسول الله - ما يفعل بي)). قالت: فوا الله لا أزكي بعده أحدا. قالت: فاخزني ذلك، فبنت، فجئت لعثمان بن مظعون علينا تجري، فجئت رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبرته، فقال: ((ذلك عمله)).

[راجع: ۱۲۴۳]

ہیں جو نہ کورہ صورتوں میں سائنسے آتی ہیں۔ بلی اصل حقیقت آخرت ہی میں ہر انسان پر مکشف ہو گی۔ جو خدا اور رسول نے بتا دیا اس پر ایمان لانا چاہیے۔

(۳۹۳۰) ہم سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعاثت کی لڑائی کو (النصارىٰ کے قبائل اوس و خزرج کے درمیان) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے مدینہ میں آنے سے پہلے ہی بربا کرا دیا تھا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو النصارىٰ میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی اور ان کے سردار قتل ہو چکے تھے۔ اس میں اللہ کی یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ النصارىٰ اسلام قبول کر لیں۔

کیونکہ غریب لوگ رہ گئے تھے سردار اور امیر مارے جا چکے تھے اگر یہ سب زندہ ہوتے تو شاید غور کی وجہ سے مسلمان نہ ہوتے اور دوسروں کو بھی اسلام سے روکتے۔ بعاث ایک جگہ کا نام تھا جاں یہ لڑائی ہوئی۔

(۳۹۳۱) مجھ سے محمد بن شنبی نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بیان آئے تو نبی کریم ﷺ بھی وہیں تشریف رکھتے تھے عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا دن تھا، دو لاکیاں یوم بعاثت کے بارے میں وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جو النصارىٰ کے شعراء نے اپنے فخر میں کئے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ شیطانی گانے باجے! (آنحضرت ﷺ کے گھر میں) دو مرتبہ انہوں نے یہ جملہ دہرا�ا، لیکن آپ نے فرمایا ابو بکر! انہیں چھوڑ دو۔ ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور ہماری عید آج کا یہ دن ہے۔

[راجح: ۴۵۴، ۹۴۹]

**لتبیخ** اس حدیث کی مناسبت باب سے مشکل ہے، اس میں بھرت کا ذکر نہیں ہے مگر شاید حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کو اگلی حدیث کی مناسبت سے ذکر کیا جس میں جنگ بعاثت کا ذکر ہے (وحیدی) قطلانی میں ہے و مطابقة هذا الحديث للترجمة قال العینی رحمہ اللہ تعالیٰ من حیث انه مطابق للحدیث السابق فی ذکر یوم بعاثت و المطابق للمطابق مطابق قال و لم ارجحا ذکر له مطابقة کذا قال فلیتما مل خلاصہ وہی ہے جو نہ کورا ہوا۔

(۳۹۳۲) ہم سے مسدونے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا (دوسری سند) اور ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو

۳۹۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْيَضُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((كَانَ يَوْمَ بَعَاثٍ يَوْمًا قَدْمَةً اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُولِهِ ﷺ، فَقَدِيمٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةُ وَقَدْ افْتَرَقَ مُلَأْهُمْ، وَقَبَّلَتْ سَرَاطُهُمْ فِي دُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ)). [راجع: ۳۷۷۷]

(۳۹۳۱) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُشْتَى حَدَّثَنَا غَذَّرُ حَدَّثَنَا شَعْبَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَالنَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرٍ - أَوْ أَصْحَحُ - وَعِنْدَهَا قَيْنَاتٌ تُغَيَّبَانُ بِمَا تَفَازَفَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بَعَاثٍ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ - مَرْئَتِي - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِنْدَهُ، وَإِنَّ عِنْدَنَا هَذَا الْيَوْمَ)).

عبدالصمد نے خردی، کما کہ میں نے اپنے والد عبد الوارث سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابوالتیاح یزید بن حمید ضعی نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک بن اسٹر نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ جب نبی کرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے بلند جانب قباء کے ایک محلہ میں آپ نے (سب سے پہلے) قیام کیا ہے بنی عمرو بن عوف کا محلہ کہا جاتا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے وہاں چودہ رات قیام کیا پھر آپ نے قبلہ بنی التجار کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ انہوں نے بیان کیا کہ انصار بنی التجار آپ کی خدمت میں تکواریں لٹکائے ہوئے حاضر ہوئے۔ راوی نے بیان کیا گویا اس وقت بھی وہ منظر میری نظروں کے سامنے ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر سوار ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی سواری پر آپ کے پیچھے سوار ہیں اور بنی التجار کے انصار آپ کے چاروں طرف حلقة بنائے ہوئے مسلک پیدل چلے جا رہے ہیں۔ آخر آپ حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر کے قریب اتر گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ ابھی تک جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا وہیں آپ نماز پڑھ لیتے تھے۔ بکریوں کے رویڑ جہاں رات کو باندھے جاتے وہاں بھی نماز پڑھ لی جاتی تھی۔ بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ نے مسجد کی تعمیر کا حکم فرمایا۔ آپ نے اس کے لئے قبلہ بنی التجار کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اے بنو التجار! اپنے اس باغ کی قیمت طے کرلو۔ انہوں نے عرض کیا نہیں اللہ کی قسم ہم اس کی قیمت اللہ کے سوا اور کسی سے نہیں لے سکتے۔ راوی نے بیان کیا کہ اس باغ میں وہ چیزیں تھیں جو میں تم سے بیان کروں گا۔ اس میں مشرکین کی قبریں تھیں، کچھ اس میں کھنڈر تھا اور کھجوروں کے چند درخت بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی گئیں، جہاں کھنڈر تھا سے برابر کیا گیا اور کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ کھجور کے تنے مسجد کے قبلہ کی طرف ایک قطار میں بطور دیوار رکھ دیئے گئے اور دروازہ میں (چوکھت کی جگہ) پتھر رکھ دیئے، حضرت انس بن اسٹر

آخرنا غبید الصمد قال: سمعت أبا يحدث: حدثنا أبو التياح يزيد بن حميد الصنعي قال: حدثني أنس بن مالك رضي الله عنه قال: ((لما قدم النبي ﷺ المدينة نزل في علو المدينة، في حي يقال لهم بنو عمرو بن عوف، قال: فقام فيهم أربع عشرة ليلة، ثم أرسل إلى ملاً بنى التجار، قال: فجاؤوا مقلديني سيفهم: قال : وكأني أنظر إلى رسول الله ﷺ على راحليه وأبوينه رذفة وملاً بن التجار حوله حتى ألقى ببناء أبي أيوب، قال: فكان يصلني حيث أدركته الصلاة و يصلني في مرابض الغنم. قال : ثم إنه أمر ببناء المسجد، فأرسل إلى ملاً بنى التجار، فجاؤوا. فقال : ((يا بني التجار ثاموني حاطم هذا)), فقالوا: لا والله لا نطلب ثمنه إلا إلى الله. قال: ((فكان فيه ما أقول لكم : كانت فيه قبور المشركين، وكانت به خربة، وكان فيه نخل. فأمر رسول الله ﷺ بقبور المشركين فثبتت، وبالخربة فسوت، وبالنخل فقطع، قال فصفوا النخل قبلة المسجد، قال وجعلوا عصاذه حجارة. قال: جعلوا ينقلون ذلك الصخر وهم يرتحرون ورسول الله ﷺ معهم يقولون:

لے بیان کیا کہ صحابہ جب پھر ڈھور ہے تھے تو شعر پڑھتے جاتے تھے  
آنحضرت ﷺ بھی ان کے ساتھ خود پھر ڈھوتے اور شعر پڑھتے۔  
صحابہ یہ شعر پڑھتے کہ اے اللہ! آخرت ہی کی خیر، خیر ہے، پس تو  
النصاریٰ اور مهاجرین کی مدد فرماد۔

اس حدیث کے ترجمہ میں حضرت مولانا وحید الزمال مرہوم نے الفاظ و يصلی فی مرابض الغنم کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے غالباً  
مرہوم کا یہ سو ہے۔ اس حدیث میں بھی ہجرت کا ذکر ہے، یہ باب سے وجہ منابع ہے۔

#### ٤٧ - بَابُ إِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ، بَابُ حِجَّ كَيْدِيَّكَيْدِيَّ كَيْدِيَّ كَيْدِيَّ كَيْدِيَّ كَيْدِيَّ كَيْدِيَّ

بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ

**التَّشْبِيهُ** حافظ نے کتاب ب کا مطلب یہ کہ جس نے فتح کم سے پہلے ہجرت کی اس کو کہ میں پھر رہنا حرام تھا۔ مگر حج یا عمرے کے لئے  
وہاں ٹھہر سکتا تھا، اس کے بعد تین دن سے زیادہ ٹھہرنا درست نہ تھا۔ اب جو لوگ دوسرے مقام سے بہ سب فتنے وغیرہ  
کے ہجرت کریں تو اللہ کے واسطے انہوں نے کسی ملک کو چھوڑا ہو تو پھر وہاں لوٹنا درست نہیں اگر کسی فتنے کی وجہ سے چھوڑا ہو اور  
اس فتنہ کا ذرہ نہ رہا ہو تو پھر وہاں لوٹنا اور رہنا درست ہے (وحیدی)

٣٩٣٣ - حدیثی ابن ابراهیم بن حمزہ (٣٩٣٣) مجھ سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن  
اساعیل نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن حمید زہری نے بیان کیا،  
انہوں نے خلیفہ عمر بن عبد العزیز سے سنا، وہ نمر کندی کے بھانجے  
ساب بن زید سے دریافت کر رہے تھے کہ تم نے کہ میں (مهاجر  
کے) ٹھہرنے کے مسئلے میں کیا سنائے؟ انہوں نے بیان کیا میں نے  
حضرت علاء بن حضری بیشتر سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے رسول اللہ  
ﷺ نے فرمایا مهاجر کو (حج میں) طواف وداع کے بعد تین دن ٹھہرنے  
کی اجازت ہے۔

مهاجر سے مراد وہ مسلمان جو کہ میں نے چلے گئے تھے۔ حج پر آنے کے لئے فتح کم سے قبل ان کے لئے یہ وقت حکم تھا کہ وہ حج  
کے بعد کہ شریف میں تین روز قیام کر کے مدینہ واپس ہو جائیں۔ فتح کم کے بعد یہ سوال ختم ہو گیا، تفصیل کے لئے حج البری دیکھئے۔

#### ٤٨ - بَابُ مَتَى أَرَخُوا التَّارِيخَ

أَرَخُوا التَّارِيخَ

فی التوسيع قال بعضهم مناسبة جعل الهجرة ان القضايا التي كان يمكن منها اربعة مولده و معنه و هجرته ووفاته  
فلم يورخ من الاولين لأن كل منهما لا يخلو عن نزاع في تعين سنته ولا من الوفاة لما يوقع من الاسف عليه فالحصر في  
الهجرة وجعل اول السنة محرم دون ربيع لانه منصرف الناس من الحج انتهى يعني بقول بعض تاریخ ہجرت کے لئے چار اہم معاملات  
مد نظر ہو سکتے تھے آپ کی بیعت اور آپ کی وفات اور ہجرت اور وفات ابتدائی دو چیزوں میں تاریخ تعین کا اختلاف ممکن تھا، اس لئے  
ان کو چھوڑ دیا گیا۔ وفات کو اس لئے نہیں لیا کہ اس سے بیشہ آپ کی وفات پر تاسف ظاہر ہوتا۔ پس واقعہ ہجرت سے تاریخ کا تعین

مناسب ہوا بھرت کا سند محرم میں مقرر کیا گیا تھا، اسی لئے محرم اس کا پہلا مسینہ قرار پایا۔ خلافت فاروقی کے 7 اعوام میں پہ تاریخ کا مسئلہ سامنے آیا جس پر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھرت سے اس کو مقرر کرنے کا مشورہ دیا جس پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ اکابر صحابہ نے آئیت کریمہ لفظیًّا ایتھے علیٰ التقویٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ (التوہہ: ۱۰۸) سے بھرت کی تاریخ نکالی کہ یہی وہ دن ہیں جن میں اسلام کی ترقی کا دور شروع ہوا اور امن سے مسلمانوں کو تبلیغ اسلام کا موقع ملا اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی گئی۔ من اول یوم سے اسلامی تاریخ کا اول دن کم محرم سے بھری قرار پایا۔

(۳۹۳۴) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعینی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن ابو حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد سلمہ بن دینار نے، ان سے سمل بن سعد سعیدی نہیں نے بیان کیا کہ تاریخ کا شمار بنی کرمہ شیعیل کی بیوت کے سال سے ہوا اور نہ آپ کی وفات کے سال سے بلکہ اس کا شمار مدینہ کی بھرت کے سال سے ہوا۔

حدَّثَنَا عَنْدَ اللَّهِ بْنِ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَنْدَ الْغَزِيرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: ((مَا عَذُوا مِنْ مَقْبِثِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا مِنْ وَفَاتِهِ، مَا عَذُوا إِلَّا مِنْ مَقْدِمَهُ الْمَدِينَةَ)).

**تشییع** این جوzi نے کما جب دنیا میں آبادی زیادہ ہو گئی تو حضرت آدم کے وقت سے تاریخ کا شمار ہونے لگا اب آدم سے لے کر طوفان نوح تک ایک تاریخ ہے اور طوفان نوح سے حضرت ابراہیم پیغمبر کے آگ میں ڈالے جانے تک دوسرا اور اس وقت سے حضرت یوسف پیغمبر تک تیسرا۔ وہاں سے حضرت موسیٰ پیغمبر کی مصر سے روانہ ہونے تک چوتھی۔ وہاں سے حضرت وادر تک پانچویں۔ وہاں سے حضرت سلیمان پیغمبر تک چھٹی اور وہاں سے حضرت عیسیٰ پیغمبر تک ساتویں ہے اور مسلمانوں کی تاریخ آنحضرت پیغمبر کی بھرت سے شروع ہوتی ہے گو بھرت ریچ الابول میں ہوئی تھی گر سال کا آغاز محرم سے رکھا۔ یہودی ہیت المقدس کی ویرانی سے اور نصاری حضرت مسیح پیغمبر کے اٹھ جانے سے تاریخ کا حساب کرتے ہیں۔

(۳۹۳۵) ہم سے مسد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے غزوہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (پسلے) نماز صرف دو رکعت فرض ہوئی تھی پھر نبی کریم شلیعہ السلام نے بھرت کی تو وہ فرض رکعت چار رکعت ہو گئیں۔ البتہ سفر کی حالت میں نماز اپنی حالت میں باقی رکھی گئی۔ اس روایت کی متابعت عبدالرزاق نے معمر سے کی

زَرِيعَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الرَّهْمَيِّ عَنْ غَرْوَةِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ: ((فَرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَفَرِضَتْ أَرْبَعًا وَتُرِكَتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَى الْأُولَى)). تابعہ عبد الرزاق عن معمدر. [راجح: ۳۵۰]

روایت میں بھرت کا ذکر ہے باب سے یہی وجہ مناسب ہے۔

باب نبی کریم شلیعہ السلام کی دعا کہ اے اللہ! میرے اصحاب کی بھرت قائم رکھ اور جو مهاجر کمک میں انتقال کر گئے، ان کے لئے آپ کا اطمینان رنج کرنا

۴۹ - بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِيِّ هِجْرَتَهُمْ)) وَمُرْتَبِتَهُ لِمَنْ مَاتَ بِمَكْثَةٍ

(۳۹۳۶) ہم سے یحییٰ بن فرعون نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد

حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ فَرْعَوْنَ حَدَّثَنَا

نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عامر بن سعد بن مالک نے اور ان سے ان کے والد حضرت سعد بن ابی وقار نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جستہ الوداع ۱۵ھ کے موقع پر میری مزاج پر سی کے لئے تشریف لائے۔ اس مرض میں میرے پچھے کی کوئی امید نہیں رہی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مرض کی شدت آپ خود ملاحظہ فرمارہے ہیں، میرے پاس مال بہت ہے اور صرف میری ایک لڑکی وارث ہے تو کیا میں اپنے دو تھائی مال کا صدقہ کروں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر آدھے کا کردوں؟ فرمایا کہ سعد! بس ایک تھائی کا کردو، یہ بھی بہت ہے۔ اگر اپنی اولاد کو مال دار چھوڑ کر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ احمد بن یونس نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن سعد نے کہ ”تم اپنی اولاد کو چھوڑ کر جو کچھ بھی خرچ کرو گے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہوگی تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا ثواب دے گا“ تمہیں اس کا ثواب دے گا، اللہ تمہیں اس لئے پر بھی ثواب دے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو۔ میں نے پوچھایا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے کہ میں رہ جاؤں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم پیچھے نہیں رہو گے اور تم جو بھی عمل کرو گے اور اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہوگی تو تمہارا مرتبہ اس کی وجہ سے بلند ہوتا رہے گا اور شاید تم ابھی بہت دنوں تک زندہ رہو گے تم سے بہت سے لوگوں (مسلمانوں) کو نفع پہنچ گا اور بہتوں کو (غیر مسلموں کو) نقصان ہو گا۔ اے اللہ! میرے صاحب کی ہجرت پوری کردے اور انہیں اٹھے پاؤں واپس نہ کر (کہ وہ ہجرت کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو واپس آجائیں) البته سعد بن خولہ نقصان میں پڑ گئے اور احمد بن یونس اور موسیٰ بن اسماعیل نے اس حدیث کو ابراہیم بن سعد سے روایت کیا اس میں (اپنی اولاد (ذریت کو چھوڑو، کے بجائے) تم اپنے وارثوں کو چھوڑو یہ الفاظ مروی ہیں۔

ابراهیم عن الزهري عن عامر بن سعد  
بن مالک عن أبيه قال : عاذني الله  
صلى الله عليه وسلم عام حجة الوداع  
من مرض أشفيت منه على الموت .  
فقلت : يا رسول الله، بلغ بي من الوجع  
ما ترى، وأنا ذو مال، ولا يوثق إلا ابنة  
لي واجدة، ألا تصدق بثليثي مالي؟ قال :  
(لا). قال : فاتصدق بشطره؟ قال :  
((الثالث، يا سعد والثالث كثير، إنك أن  
تذر ورثتك أغبياء خير من أن تذرهم  
عالمة ينكفرون الناس - قال أحمد بن  
يونس عن إبراهيم : أن تذر ذريتك -  
ولست بناافق نفقة تشغى بها وجه الله إلا  
آجرك بها، حتى اللقمة تجعلها في في  
أمرائك)). قلت : يا رسول الله صلى الله  
عليه وسلم، أخلف بعد أصحابي؟ قال :  
((إنك لن تخلف فتعمل عملاً تشغى به  
وجه الله إلا أزدلت به درجة ورفة .  
ولعلك تخلف حتى يتسع بك أقوام  
ويضر بك آخرون. اللهم أفضل  
لأصحابي هجرتهم، ولا تردهم على  
أغفابهم. لكن البنات سعد بن خولة.  
يرثي له رسول الله صلى الله عليه  
وسلم أن توفي بمكة)). وقال أحمد بن  
يونس وموسى عن إبراهيم : ((أن تذر  
ورثتك)).

تَسْبِيحٌ مُّكْرَبٌ

مجتبی الوداع میں حضرت سعد بن ابی و قاص بیٹھ پیار ہو گئے اور پیاری شدت پکڑ گئی تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے زندگی سے مابوس ہو کر اپنے ترک کے بارے میں مسائل معلوم کئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو مسائل سمجھائے اور ساتھ ہی تسلی دلائی کہ ابھی تم عرصہ تک زندہ رہو گے اور ایسا ہی ہوا کہ حضرت سعد بعد میں چالیس سال زندہ رہے، عراق فتح کیا اور بہت سے لوگ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، ان کے بہت سے لڑکے بھی پیدا ہوئے۔ حدیث پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام مسلمانوں کو تنگ دست مفلس فلاش بننے کی بجائے زیادہ سے زیادہ حلال طور پر کما کر دولت مند بننے کی تعلیم دینا ہے اور بزور رغبت دلاتا ہے کہ وہ اپنے اہل دعیا کو غربت تنگ دستی کی حالت میں چھوڑ کر انتقال نہ کریں یعنی پہلے سے ہی محنت و مشقت کر کے افلاس کا مقابلہ کریں۔ ضرور ایسی ترقی کریں کہ مرنے کے بعد ان کی اولاد تنگ دستی محتاجی افلاس کی شکار نہ ہو۔ اسی لئے حضرت امام سعید بن مسیب مشور محمد فرماتے ہیں لا خیر فی من لا برد جمع العمال من حلہ بکف به وجہه عن الناس و يصل به رحمه و يعطی منه حفہ ایسے فحص میں کوئی خوبی نہیں ہے جو حلال طریقہ سے مال جمع نہ کرے جس کے ذریعہ لوگوں سے اپنی آبرو کی حفاظت کرے اور خویش و اقارب کی خبر گیری کرے اور اس کا حق ادا کرے۔ حضرت امام سعید کا قول ہے کافنو ایرون السعنة عونا علی الدین بزرگان دین خوش حالی کو دین کے لئے مددگار خیال کرتے تھے۔ امام سفیان ثوری ﷺ فرماتے ہیں العمال فی زماننا هذہ اصلاح المؤمنین مال ہمارے زمانہ میں مومن کا تھیار ہے (از منہاج القاصدین ص: ۱۹۹) قرآن مجید میں زکوٰۃ کا بار بار ذکر ہی یہ چاہتا ہے کہ ہر مسلمان مال دار ہو جو سالانہ زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ ادا کر سکے۔ ہاں مال اگر حرام طریقہ سے جمع کیا جائے یا انسان کو اسلام اور ایمان سے غافل کر دے تو ایسا مال خدا کی طرف سے موجب لحت ہے۔ وفقاً للله لما يحب ويرضى (امین)

## ۵۔ بَابُ كَيْفَ آخَى النَّبِيُّ

### بَهَائِيْ چارہ قَائِمَ كَرَايَا تَحَا

بَهَائِيْ بَيْنَ أَصْحَابِهِ؟

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ : ((آخَى النَّبِيُّ بَهَائِيْ بَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ لَمَّا قَدِمَنَا الْمَدِينَةَ)). وَقَالَ أَبُو جَحْفَةَ : ((آخَى النَّبِيُّ بَهَائِيْ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءَ)).

اس کا میان اور عبدالرحمن بن عوف بیٹھنے نے فرمایا کہ جب ہم مدینہ ہجرت کر کے آئے تو آنحضرت ﷺ نے میرے اور سعد بن ربع انصاری بیٹھنے کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا۔ حضرت ابو جحیفہ بیٹھنے (وہب بن عبد اللہ) نے کہا آنحضرت ﷺ نے حضرت سلمان فارسی اور ابو الدرداء کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا۔

تَسْبِيحٌ مُّكْرَبٌ

کہتے ہیں بھائی بھائی بناتا دوبار ہوا تھا ایک بار مکہ میں اس دفعہ ابوکبر، عمر کو اور حمزہ، زید بن حارثہ کو اور عثمان، عبدالرحمن بن عوف کو اور زبیر، ابن مسعود کو اور عبیدہ، بلال کو اور معصب بن عمر، سعد بن ابی و قاص اور ابو عبیدہ، سالم مولی ابی حذیفہ کو اور سعید بن زید، طلحہ بیٹھنے کو آپ نے بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ حضرت علی بیٹھنے شکایت کرنے آئے تو آپ نے ان کو اپنا بھائی بیٹھا دوسرا بار مدینہ میں ہوا مساجرین اور انصار میں (وجیری)

ابتداء میں مواتا خاتم ترک میں میراث تک پہنچ گئی تھی یعنی ایسے منہ بولے بھائیوں کو مرنے والے بھائی کے ترک میں حصہ دیا جانے لگا تھا مگر واقعہ بدر کے بعد آئیہ کریں و اولوں الارحام بعضهم اولی بعض نازل ہوئی جس سے ترک میں حصہ صرف حقیقی دارشوں کے لئے مخصوص ہو گیا۔ مدینہ میں مواتا خاتم بھرجت کے پانچ ماہ بعد کرائی گئی تھی۔

۳۹۳۷ - حدَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ (۷) هُمْ مَعَ مُحَمَّدٍ بْنِ يُونَسٍ

بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے اور ان سے انس بن مثہن نے بیان کیا کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف بن مثہن بھرت کر کے آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کا بھائی چارہ سعد بن ریجع الصاری بن مثہن کے ساتھ کرایا تھا۔ سعد بن مثہن نے ان سے کہا کہ ان کے اہل و مال میں سے آموحاء قبول کر لیں لیکن عبدالرحمٰن بن مثہن نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل و مال میں برکت دے۔ آپ تو مجھے بازار کا راستہ بتا دیں۔ چنانچہ انہوں نے تجارت شروع کر دی اور پہلے دن انہیں کچھ پیغام اور کمی میں نفع ملا۔ چند دنوں کے بعد انہیں نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ ان کے کپڑوں پر (خوبی کی) زردی کا نشان ہے تو آپ نے فرمایا عبدالرحمٰن یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں مر میں تم نے کیا دیا؟ انہوں نے بتایا کہ ایک گھنٹی برا بر سونا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب ولیہ کر خواہ ایک ہی بکری کا ہو۔

اس حدیث سے انصار کا ایثار اور مساجرین کی خودداری روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ وہ کیسے پختگ کار مسلمان تھے۔ اس حدیث سے تجارت کی بھی ترغیب ظاہر ہے۔ اللہ پاک علماء کو خصوصاً توفیق دے کہ وہ اس پر غور کر کے اپنے مستقبل کا فکر کریں۔ اللہ امین

## باب

(۳۹۳۸) مجھ سے حمد بن عمر نے بیان کیا، کماہم سے بشر بن مفضل نے، ان سے حمید طویل نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مثہن نے کہ جب عبدالله بن سلام بن مثہن کو رسول اللہ ﷺ کے مہنے آنے کی خبر ہوئی تو وہ آپ سے چند سوال کرنے کے لئے آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ آپ سے تین چیزوں کے متعلق پوچھوں گا جنہیں نبی ﷺ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی سب سے پہلی نشانی کیا ہو گی؟ اور اہل جنت کی ضیافت سب سے پہلے کس کھانے سے کی جائے گی؟ اور کیا بات ہے کہ بچہ کبھی باپ پر جاتا ہے اور کبھی ماں پر؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جواب ابھی مجھے حضرت جبریلؑ نے آکر بتایا ہے۔ عبدالله بن سلام نے کہا کہ یہ ملائکہ میں یہودیوں کے دشمن ہیں۔ آپ نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو انسانوں کو مشرق سے

سفیان عن حمید عن انس رضی اللہ عنہ قال: ((قدم عبد الرحمن بن عوف فاختي النبي ﷺ بينه وبين سعيد بن الربيع الانصارى، فعرض عليه أن ينافقه أهله وماليه، فقال عبد الرحمن: نبارك الله لك في أهلك وأمالك، ذلي على السوق، فربع شيئاً من أقط وسمن، فرأاه النبي ﷺ بعد أيام عليه وضر من صفرة، فقال النبي ﷺ ((مهيم يا عبد الرحمن؟)) قال: يا رسول الله، تزوجت امرأة من الانصار، قال: ((فما سفت فيها؟)). فقال: وزن نواة من ذهب، فقال النبي ﷺ ((أولم ولو بستاني)). [راجعاً: ۲۰۴۹]

حدائق حمید بن عمر عن بشیر بن المفضل حدائق حمید حدائق انس ((أن عبد الله بن سلام بلغه مقدم النبي ﷺ المدينة، فتاة يسألة عن أشياء فقال: إني سائلك عن ثلاثة لا يعلمنهن إلانبي: ما أول أشراط الساعة، وما أول طعام يأكله أهل الجنة، وما بآل الولد يترغب إلى أبيه أو إلى أمه؟ قال: ((أخبرني به جبريل آنفا)). قال ابن سلام: ذاك عدو اليهود من الملائكة. قال: ((أما أول أشراط الساعة فنار

مغرب کی طرف لے جائے گی۔ جس کھانے سے سب سے پہلے اہل جنت کی ضیافت ہو گئی وہ مجھل کی لیکجی کا بردھا ہوا مکلا رہا ہوا (جنہیں نامیت لذیذ اور زود ہضم ہوتا ہے) اور پچھے باپ کی صورت پر اس وقت جاتا ہے جب عورت کے پانی پر مرد کا پانی غالب آجائے اور جب مرد کے پانی پر عورت کا پانی غالب آجائے تو پچھے ماں پر جاتا ہے۔ عبد اللہ بن سلام ہنڑو نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبد نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہودی بڑے بہتان لگانے والے لوگ ہیں، اس لئے آپ اس سے پہلے کہ میرے اسلام کے بارے میں انہیں کچھ معلوم ہو، ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیں۔ چنانچہ چند یہودی آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہاری قوم میں عبد اللہ بن سلام کون ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بتر کے بیٹے ہیں، ہم میں سب سے افضل اور سب سے افضل کے بیٹے۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ اسلام لائیں؟ وہ کہنے لگے اس سے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی پناہ میں رکھے۔ حضور نے دوبارہ ان سے کی سوال کیا اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ اس کے بعد عبد اللہ بن سلام ہنڑو باہر آئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اب وہ کہنے لگے یہ تو ہم میں سب سے بدتر آدمی ہیں اور سب سے بدتر باپ کا بیٹا ہے۔ فوراً ہی برائی شروع کر دی، حضرت عبد اللہ بن سلام ہنڑو نے عرض کیا یا رسول اللہ! اسی کا مجھے ڈر تھا۔

تَخْشِرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ  
وَأَمَا أَوْلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرِيَادَةٌ  
كَبِيدٌ الْحَوْتٌ، وَأَمَا الْوَلَدُ فَإِذَا سَبَقَ مَاءَ  
الرَّجُلِ مَاءَ السَّمَاءَةِ نَزَعَ الْوَلَدُ، وَإِذَا سَبَقَ  
السَّمَاءَةِ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدُ). قَالَ:  
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ  
اللَّهِ. قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ  
بَهْتَ، فَاسْأَلْهُمْ عَنِ قَبْلِ أَنْ يَعْلَمُوا  
بِيَاسِلَامِي. فَجَاءُتِ الْيَهُودُ، فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَيُّ رَجُلٌ عَنْدَ  
اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فِيْكُمْ؟)) قَالُوا: خَيْرُنَا وَابْنُ  
خَيْرِنَا، وَأَفْضَلُنَا وَابْنُ أَفْضَلِنَا. فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمْ  
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ؟)) قَالُوا: أَعَادَهُ اللَّهُ مِنْ  
ذَلِكَ. فَأَعَادَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا مِثْلُ ذَلِكَ.  
فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا  
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ.  
قَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرُّنَا، وَتَنْقُضُنَا. قَالَ:  
هَذَا كَنْتُ أَحَدَفُ يَا رَسُولَ اللَّهِ)).

ارجع: [۳۲۲۹]

**لَشَبَرْجَ** کہ یہودی جب میرے اسلام کا حال سنیں گے تو پہلے ہی سے برا کہیں گے تو آپ نے سن لیا، ان کی بے ایمانی معلوم ہو گئی پہلے تو تعریف کی جب اپنے مطلب کے خلاف ہوا تو لگے برائی کرنے۔ بے ایمانوں کا یہی شیدہ ہے جو شخص ان کے مشرب کے خلاف ہو وہ کتنا بھی عالم فاضل صاحب ہنڑا چما شخص ہو لیکن اس کی برائی کرتے ہیں۔ اب تو ہر جگہ یہ آفت پھیل گئی ہے کہ اگر کوئی عالم فاضل شخص علائے سوءے کا ایک مسئلہ میں اختلاف کرے تو اس کے سارے فضائل اور کمالات کو ایک طرف ڈال کر اس کے دشمن بن جاتے ہیں جو ادبار و تزلیل کی نشانی ہے۔ اکثر فقیہ متعدد علماء بھی اس مرض میں گرفتار ہیں۔ الاما شاء اللہ۔

۳۹۳۹، ۳۹۴۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَنْدِی (۳۹۳۹) ہم سے علی بن عبد اللہ المدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے

سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن عمار نے انہوں نے ابو منسال (عبد الرحمن بن مطعم) سے نہ عبد الرحمن بن مطعم نے بیان کیا کہ میرے ایک سا جگہ نے بازار میں چند درہم ادھار فروخت کیے ہیں، میں نے اس سے کما سبحان اللہ! کیا یہ جائز ہے؟ انہوں نے کما سبحان اللہ خدا کی حکم کہ میں نے بازار میں اسے پوچھا تو کسی نے بھی قبل اعتراض نہیں کیا۔ میں نے براء بن عازب بن جنہو سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا نبی کریم ﷺ جب (حضرت کر کے) تشریف لائے تو اس طرح خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خرید و فروخت کی اس صورت میں اگر معاملہ دست بدست (لقد) ہو تو کوئی مضاائقہ نہیں لیکن اگر ادھار پر معاملہ کیا تو پھر یہ صورت جائز نہیں اور حضرت زید بن ارقم سے بھی مل کر اس کے متعلق پوچھ لو کیونکہ وہ ہم میں بڑے سوداگر تھے۔ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ سفیان نے ایک مرتبہ یوں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب ہمارے یہاں میہنہ تشریف لائے تو ہم (اس طرح کی) خرید و فروخت کیا کرتے تھے اور بیان کیا کہ ادھار موسم تک کے لئے یا (یوں بیان کیا کہ) حج تک کے لئے۔

[راجع: ۲۰۶۰، ۲۰۶۱]  
یہ بھی جائز نہیں ہے کیونکہ بعض مرف میں تقابل اسی مجلس میں ضروری ہے، مجیسے کہ کتاب الپیوں میں گزر چکا ہے، آخر حدیث میں راوی کوشک ہے کہ موسم کا لفظ کمایا حج کا مطابقت باب اس سے نکال کر آخوند تشریف لائے۔

**باب جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ کے پاس**

**یہودیوں کے آنے کا بیان**

سورہ بقرہ میں لفظ هادوا کے معنی ہیں کہ یہودی ہوتے اور سورہ اعراف میں ہدنا بنا کے معنی میں ہے (ہم نے توبہ کی) اسی سے ہائد کے معنی تائب یعنی توبہ کرنے والا۔

(۳۹۹۲) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ بن عوف نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر دوس یہودی (احرار و علماء) مجھ پر ایمان لے آئیں تو تمام یہود مسلمان ہو جاتے۔

اللّٰهُ حَدَّقَنَا سُفِيَّاً عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ أَبَا الْعِنَّهَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَطْعَمٍ قَالَ: ((يَا شَرِيكَ لِي دَرَاهِمَ فِي السُّوقِ نَسِيْنَةٌ، فَقَلَّتْ: سَبَّحَانَ اللّٰهَ، أَيْضَلَّحَ هَذَا؟ فَقَلَّ: سَبَّحَانَ اللّٰهَ، وَاللّٰهُ لَقَدْ بَعْثَهَا فِي السُّوقِ لَمَّا عَاهَهُ أَحَدٌ. فَسَأَلَتْ ابْرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ: قَدِيمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَّبَاعُ هَذَا النَّبِيَّ فَقَالَ: ((مَا كَانَ يَدْعَا بِيَدِهِ فَلَيَسْ بِهِ بَأْسٌ، وَمَا كَانَ نَسِيْنَةً لَلَّٰهُ يَصْلِحُ. وَأَنْقَ زَيْنَدَ بْنَ أَرْقَمَ فَاسْأَلَهُ فَإِنَّهُ كَانَ أَغْطَسْنَا تِجَارَةً)). فَسَأَلَتْ زَيْنَدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقَالَ مِثْلَهُ، وَقَالَ سُفِيَّاً مَرَّةً فَقَالَ: قَدِيمُ عَلَيْنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نَتَّبَاعُهُ، وَقَالَ: ((نَسِيْنَةٌ إِلَى الْمَوْسِمِ أَوِ الْحَجَّ)).

یہ بھی جائز نہیں ہے کیونکہ بعض مرف میں تقابل اسی مجلس میں ضروری ہے، مجیسے کہ کتاب الپیوں میں گزر چکا ہے، آخر حدیث میں راوی کوشک ہے کہ موسم کا لفظ کمایا حج کا مطابقت باب اس سے نکال کر آخوند تشریف لائے۔

**۵۲- بَابُ إِنْتِيَانِ الْيَهُودِ النَّبِيِّ ﷺ**

**جِنِينَ قَدِيمَ الْمَدِينَةِ**

هَادُوا : صَارُوا يَهُودًا، وَأَمَّا قَوْلُهُ هُدْنَا :  
تُبَّنَا، هَانِدَ : تَأَبِّ

۳۹۴۱ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِنْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا قُرْبَةً عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَمِنَ بِي عَشْرَةُ مِنَ الْيَهُودِ لَأَمِنَ بِي الْيَهُودُ)).

**لشیخ** مطلب یہ ہے کہ میرے مہنے میں آنے کے بعد اگر دس یہودی بھی مسلمان ہو جاتے تو دوسرے تمام یہودی بھی ان کی دیکھا دیکھی مسلمان ہو جاتے۔ ہوا یہ کہ جب آپ میں تشریف لائے تو صرف عبد اللہ بن سلام مسلمان ہوئے بلکہ دوسرے سردار یہود کے میتے ابو یاسر اور حی بن اخطب اور کعب بن اشرف، رافع بن ابی الحمیت۔ بنی نصیر میں سے اور عبد اللہ بن حنیف اور عاص اور رفاح بن قیفع میں سے زیر اور کعب اور شویل بنی قریظہ میں سے یہ سب مخالف رہے۔ کتنے ہیں ابو یاسر آپ کے پاس آیا اور اپنی قوم کے پاس جا کر ان کو سمجھایا، یہ پچھے تغیری وہی تغیری ہیں جن کا ہم انتظار کرتے تھے۔ ان کا کہنا ان لوگوں کے ہماری نے مخالفت کی اور قوم کے لوگوں نے ہماری کی مخالفت کی وجہ سے ابو یاسر کا کہنا نہ سن اور میون بن یامن ان یہودیوں میں سے مسلمان ہو گیا۔ اس کا بھی حال عبد اللہ بن سلام کا سائزرا۔ پہلے تو یہودیوں نے بڑی تعریف کی جب تعریف کی جب معلوم ہوا کہ مسلمان ہو گیا تو گے اس کی برائی کرنے (وحدی)

(۳۹۲۲) مجھ سے احمد یا محمد بن عبد اللہ غداني نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن اسامہ نے بیان کیا کہ انہیں ابو گمیس نے خبر دی، انہیں قیس بن مسلم نے بیان کیا کہ انہیں طارق بن شباب نے اور ان سے ابو موسیٰ بن مسلم نے، انہیں طارق بن شباب نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب نبی کریم ﷺ کی مدینہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کے دن کی تعظیم کرتے ہیں اور اس دن روزہ رکھتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم اس دن روزہ رکھنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس دن کے روزے کا حکم دیا۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری کا ذکر ہے۔ باب کامطلب اسی سے لکھا۔ بعد میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان عاشوراء کا روزہ رکھے اسے چاہیے کہ یہودیوں کی مخالفت کے لئے اس میں نہیں یا گیا رہوں تاریخ کے دن یعنی ایک روزہ اور بھی رکھ لیں۔ اب یہ روزہ رکھناست ہے۔

(۳۹۲۳) ہم سے زید بن ایوب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوبشر جعفر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کی مدینہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ اس کے متعلق ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر فتح عنایت فرمائی تھی چنانچہ اس دن کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام سے تمہاری بہ نسبت زیادہ قریب ہیں اور یہ آپ نے اس دن

۳۹۴۲ - حدیثی أَخْمَدُ - أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْفَعَدَانِيُّ حدُثَنَا حَمَادَ بْنُ أَسَمَّةَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَمِيسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقَ بْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَإِذَا أَنَّاسٌ مِنَ الْيَهُودِ يَعْظُمُونَ عَاشُورَاءَ وَيَصُومُونَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَحْنُ أَحَقُّ بِصَوْمَهِ)). فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ). [راجح: ۲۰۰۵]

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری کا ذکر ہے۔ باب کامطلب اسی سے لکھا۔ بعد میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان عاشوراء کا روزہ رکھے اسے چاہیے کہ یہودیوں کی مخالفت کے لئے اس میں نہیں یا گیا رہوں تاریخ کے دن یعنی ایک روزہ اور بھی رکھ لیں۔ اب یہ روزہ رکھناست ہے۔

(۳۹۴۳) حدثنا زيد بن ابي ايوب حدثنا هشيم حدثنا أبو بشر عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: (لما قدم النبي ﷺ المدينة وجد اليهود يصومون عاشوراء، فسئلوا عن ذلك فقالوا : هذا اليوم الذي أظفر الله فيه موسى وبني إسرائيل على فرعون، ونحن نصومه تعظينا له، فقال رسول الله ﷺ: (نحن أولى بموسى منكم)). ثم أمر

روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

[بصویرہ)۔ [راجح: ۲۰۰۴]

(۳۹۳۳) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، انسوں نے کماہم سے عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا، انسوں نے کماکہ ہم سے یونس نے، ان سے زہری نے بیان کیا، کما مجھ کو عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبردی، ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کماکہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سرکے ہال کو پیشانی پر لٹکادیتے تھے اور مشرکین مانگ لٹکاتے تھے اور اہل کتاب بھی اپنے رسول کے ہال پیشانی پر لٹکائے رہنے دیتے تھے۔ جن امور میں نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (وہی کے ذریعہ) کوئی حکم نہیں ہوتا تھا آپ ان میں اہل کتاب کی موافق پسند کرتے تھے۔ پھر بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مانگ لٹکانے لگے تھے۔

۳۹۴۴ - حَدَّثَنَا عَنْدَانٌ حَدَّثَنَا عَنْهُ اللَّهِ عَنْ يُونِسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْهُدَ اللَّهِ بْنِ عَنْدَهُ اللَّهِ بْنِ عَنْهُدَةَ عَنْ عَنْهُدَ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْدِلُ شَغْرَفَةً، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَقْرُبُونَ رَوْسَهُمْ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابَ يَسْدِلُونَ رَوْسَهُمْ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمِنْ فِيهِ بِشَيْءٍ، ثُمَّ فَرَقَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ)). [راجح: ۳۵۵۸]

شاید بعد میں آپ کو اس کا حکم آگیا ہو گا۔ پیشانی پر ہال لٹکانا آپ نے چھوڑ دیا اب یہ نصاریٰ کا طریق رہ گیا ہے۔ مسلمانوں کے لئے لازم ہے کہ صرف اپنے رسول کیم صلی اللہ علیہ وسلم کا طور طریق چال چلن اختیار کریں اور دوسروں کی غلط رسموں کو ہرگز اختیار نہ کریں۔

۳۹۴۵ - حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ أَبْيَوبَ حَدَّثَنَا مُهَمَّشَمْ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشَرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَنْبَرٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَاؤهُ أَجْزَاءُ، فَامْتُوا بِعَصْبِيهِ وَكَفَرُوا بِعَصْبِهِ)).

[طوفہ فی : ۴۷۰۶، ۴۷۰۵]

لئے بزرگ جیسے انسوں نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا انکار کیا۔ اس حدیث کی مناسبت باب سے مشکل ہے۔ یعنی نے کما اگلی حدیث میں اہل کتاب کا ذکر ہے، اس مناسبت سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اثر بیان کر دیا۔

یہودیوں کی جس بڑی خصلت کا یہ مذکور ہوا، یہی سب عام مسلمانوں میں بھی پیدا ہو چکی ہے کہ بعض آئتوں پر عمل کرتے ہیں اور عملاً بعض کو جھلاتے ہیں بعض سنتوں پر عمل کرتے ہیں بعض کی مخالفت کرتے ہیں۔ عام طور پر مسلمانوں کا یہی حال ہے آنحضرت ﷺ نے پسلے ہی فرمادا تھا کہ میری است بھی یہودیوں کے قدم بقدم چلے گی، وہی حالت آج ہو رہی ہے۔ رحم اللہ علیہنا۔

۵۳ - بَابُ إِسْلَامِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ

لانے کا واقعہ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۳۹۴۶ - حَدَّثَنَا الْحَسْنُ بْنُ عَمْرَنَ

شَفِيقٌ حَدَّثَنَا مُعْتَزٌ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ وَحَدَّثَنَا  
أَبُو عُثْمَانَ: ((عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنَّهُ  
تَدَوَّلَهُ بِضَعْفَةِ عَشَرَ مِنْ رَبِّ إِلَيْ رَبِّ)).

بیان کیا کہ میرے والد سلمان بن طرخان نے بیان کیا (دوسری صد) اور ہم سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا کہا میں نے سالمان فارسی بیٹھ سے کہ ان کو کچھ اور دس آدمیوں نے ایک مالک سے بدلاً، دوسرے سے مالک سے خریدا۔

(۷) ۳۹۲) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے این عبیینہ نے بیان کیا، ان سے عوف اعرابی نے، ان سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت سلمان فارسی سے نہ، وہ بیان کرتے تھے کہ میں رام ہرمز (فارس میں ایک مقام ہے) کا رہنے والا ہوں۔

(۸) ۳۹۲) مجھ سے حسن بن مرک نے بیان کیا، کہا ہم سے یعنی بن حماون نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو عوان نے خبر دی، انہیں عاصم احوال نے اپنی ابو عثمان نہدی نے اور ان سے حضرت سلمان فارسی بیٹھنے بیان کیا، عیسیٰ یا علیہ السلام اور محمد یا علیہ السلام کے درمیان میں فترت کا زمانہ (یعنی جس میں کوئی پیغمبر نہیں آیا) چھ سو برس کا وقفہ گزارا ہے۔

**لشیخ** حضرت سلمان فارسی بیٹھ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ ان کو خود رسول کرم یا علیہ السلام نے آزاد کرایا تھا۔ فارس کے شر ہرمز رام کے رہنے والے تھے، دین حق کی طلب میں انہوں نے ترک وطن کیا اور پسلے عیسائی ہوئے۔ ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا پھر قوم عرب نے ان کو گرفتار کر کے یہودیوں کے ہاتھوں بحق ذاتیہ مل تک کہ یہ مذہب میں پہنچ گئے اور پہلی ہی صبحت میں دولت ایمان سے ملا مال ہو گئے پھر انہوں نے اپنے یہودی مالک سے مکاتبت کر لی جس کی رقم آخر حضرت یا علیہ السلام نے ادا فرمائی۔ مذہب آنے تک یہ دس گھنٹے غلام پناکر فروخت کئے گئے تھے۔ آخر حضرت یا علیہ السلام نے بہت خوش تھے۔ آپ نے فرمایا کہ سلمان ہمارے الہی بیت سے ہیں، جنت ان کے قدموں کی خतیر ہے۔ اڑھائی سو سال کی عمر طویل پائی۔ اپنے ہاتھ سے روزی کماتے اور صدقہ خیرات بھی کرتے۔ ۳۵ میں شر مدان میں ان کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ (امین)

### حضرت سلمان فارسی بیٹھ کے مزید حالات:

آپ علاقہ اصفہان کے ایک دریا تی کسان کے اکلوتے فرزند تھے۔ باپ دفور محبت میں لاکوں کی طرح گھری میں بند رکھتا تھا۔ آتش کدہ کی دیکھ بھال نہ پڑتی تھی۔ محosit کے بڑے پختہ کار پچاری سے یا کیک پختہ کار عیسائی بن گئے۔ اس طرح کہ ایک روز اتفاقاً کھیت کو گئے، اثنائے راہ میں عیسائیوں کو نماز پڑھتے دیکھ کر اس طرز عبادت پر والماہہ فریغتہ ہو گئے۔ باپ نے مقید کر دیا مگر آپ کسی طرح بھاگ کر عیسائیوں کے ساتھ شام کے ایک شب کی خدمت میں پہنچ گئے جو بہت بد اخلاق تھا اور صدقہ کا تمام روپیہ لے کر خود رکھ لیتا تھا۔ زندگی میں تو کچھ کہہ نہ سکے جب وہ مرا اور عیسائی اسے شان و شوکت کے ساتھ دفن کرنے پر تیار ہوئے تو آپ نے اس کا سارا اپول کھول کر رکھ دیا اور تقدیق کے طور پر سات ملکے سونے چاندی سے بزرگ دکھادیے اور سزا کے طور پر اس کی لاش صلیب پر آؤزیں کر دی گئی۔ دوسرا شب بہت متqi و عابد بھی تھا اور آپ سے محبت بھی رکھتا تھا مگر اسے جلد پیام موت آگیا۔ آپ کے

استفار پر فرمایا کہ اب تو میرے علم میں کوئی سچا میسلی نہیں۔ جو تھے مر پکے، دین میں بہت کچھ تحریف ہو چکی، البتہ موصل میں ایک شخص ہے، اس کے پاس چلے جاؤ۔ اس کے پاس پہنچ کر کچھ ہی مدت رہنے پائے تھے کہ اس کا بھی وقت آگیا اور وہ نصیاں میں ایک پادری کا پڑہ تھا گیا، یہ سب سے زیادہ عابد و زاہد تھا۔ عمریہ میں ایک شخص کا پڑہ دے کر یہ بھی راہی ملک بنا ہوا لیکن جب اسقف عمریہ بھی جلد ہی بستر مرنگ پر دراز ہوا تو آپ افسرہ ہوئے۔ اسقف نے کہا میں اب تو دنیا میں مجھے کوئی بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ میں تجھے جس کے پاس جانے کا مشورہ دوں۔ عنقریب ریگستان عرب سے پیغمبر آخر الزمال پیدا ہونے والے ہیں، جن کے دونوں شانوں کے درمیان مر نبوت ہو گی اور صدقہ اپنے اوپر حرام سمجھیں گے۔ آخری وصیت یہی ہے کہ ممکن ہو تو ان سے ضرور ملتا، ایک عرصہ تک آپ عمریہ میں ہی رہے، بکریاں چاتے پائتے اور اسی پر اپنا گزارہ کرتے رہے۔ ایک روز عرب تاجر دوں کے ایک قافلہ کو ادھر سے گزرتا وکیٹ کر ان سے کہا کہ اگر تم مجھے عرب پہنچا دو تو میں اس کے صدر میں اپنی سب بکریاں تمہاری نذر کر دوں گا۔ انہوں نے وادی القوئی پہنچتے ہی آپ کو غلام بنا کر فروخت کر دیا لیکن اس غلامی پر جو کسی کے استان نازک تک رسالی کا ذریعہ بن جائے تو ہزاروں آزادیاں قریان کی جا سکتی ہیں۔ الغرض حضور ﷺ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہو کر مشرف بالسلام ہوئے۔

